234

Sham'a parwana (or Padmawat)

(Hindustani poem).

4117676

234

۱۸

ہدایت

12.XI.26

بسم الله الرحمن الرحیم

دیباچه کتاب حمد سپاس بیقیاس کا خاص بنام اوس ناظم دیوان
ایجاد تکوین کی سزاوار هی که قلم صنایع نگار بدایع طراز قدرت صنعت بالغه
جسکی سی بند مسدس شش جهت عالم کا اوپر صفحهٔ ظهور کی کس رنگینی سی
نمودار هی سبحان الله هر فرد انسان کتین ارکان رباعی عناصر سی مرتب کرکی
مطلع الانوار ایسا کیا اور خلعت اشرف المخلوقات کا اوپر قامت یک مشت خاک کی

قطع کرکی

قطع کر کی مقطعہ مخزن الاسرار حقیقت کا بنایا نظم ہر سنگ مین شرار ہی ہیرے
طور کا ٭ موسی نہین جو سیر کرون کوہ طور کا ٭ اور درود نامحدود اوبر نام مقدس
مظہر منور بادشاہ کون و مکان خلیفۃ الرحمان سید سرور عالم یعنی حضرت
احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کہ برات الاستہلال نسخہ لولاک
لما خلقت الافلاک کی واسطی ذات پاک والاصفات واجب التعظیم و تکریم
اونکی ہی اور تحفہ سلام و صلوات کا اوپر آل اطہار و اصحاب کبار کی
کہ دوستی اونکی معنی حدیث سفینۃ نوح اور اصحابی کالنجوم کی مانند خورشید
جہانتاب کی افق دلہا محبون سی ساطع و لامع ہی ہو جیو نظم ہر گل
عارض جانپرور احمد صلوات ٭ ہر دو گیسوی فرح بخش محمد صلوات
بعد اسکی سبب تالیف اور موجب تصنیف نسخہ بدا وت کا
اوپر فصیحان محفل سخندانی اور بلیغان شیرین بزم معانی کی مخفی نرہی
کہ بندہ ہیچمدان علم سخن سنجی اور سرگردان سرای سپنجی دنیا کا خاکسار
بیمقدار سید غلام علی مشہدی متخلص بعشرت ساکن بریلی اکحہ خوان

دبستان مرزا علی لطف صاحب سلمہ اللہ تعالی کا کہ ذات بابرکات
اونکی ذوق یاب شعر و شاعری کی کلام کرامت نظام مرزا رفیع السودا
مرحوم مغفور کی سی ہی بلکہ شاگرد رشید اونکی ہین چند روز سی بارہ سو
گیارہ مین درمیان شہر رام پور کی کہ نام خاص اوس شہر بلند اور بلدہ
فرح مند کا مصطفی آباد ہی بجہت الفت بعضی یاران نکتہ پرداز اور دوستان
محرم راز کی وارد تہا بلکہ بیچ سرکار فیض آثار کو ہر درج فتوت اختر برج مروت
شوکت و شہامت پناہ حشمت و جلالت دستگاہ خانصاحب قیصر سان
مطلف کرم والا احسان محمد عثمان خان و احمد خان سلمہ الرحمان کی کہ بیچ خاندان
عالیشان نواب معلی القاب فیض اللہ خان مرحوم مغفور کی سوای رشتہ خواہر
زادگی کی نسبت فرزندی کی بہی رکہتی ہین سر رشتہ روزگار کا نہی ہی
کہ سا کنان کوچہ دنیا داری کتین جستجو اوس کی ضروری ہی اور ہر ایک ناشنیدہ
اس چار سوی رسوائی کا لیل و نہار فکر روزگار کی تکاپو مین مجبور ہی
رکہتا تہا اور اونکو بہی جیسی کہ سرداران عالیشان کو چاہی شعر فہمی

دمی کہی دو کہی

ومعنی رسی جو دسی حلم وحیا اور قدردانی ہر صاحب فن اہل شہر وغریب الوطن
کی تہی چنانچہ بمقتضای اشفاق بسیار و اخلاق بیشمار اونکی کہ خلق وکرم مین
شہرہ آفاق ہین مشہری نہین بہی بیچ انیسان محفل مودت اور جلیسان
بزم رفاقت کی جای استقامت دیتی ہین شبانہ روز اونکی نبدگہ مین ا
رہتا اور واسطی خط طبع اونکی غزلہاے تازہ کہتا سنوا اوس زندہ خواین
روزگار کی اور سب دوستان انیس بزم موافقت اور محبان جلیس محفل
مودت سی رابطہ الفت کا بیچ خدمت فیض درجت مولوی صاحب فیض رسان
مظہر کرم والاحسان مولوی قدرت اللہ صاحب کی زیادہ رکہتا تہا اور اکثر اوقات
بیچ خدمت شریف اوس مطرح تجلیات اثیر دیکہتا اور مسند نشین فضل
وکمال دینی دنیوی کی کہ اونکو بہی ذوق شعر وشاعری سی کمال ہی بلکہ
تخلص بہی اپنا شوق فرماتی ہین حاضر ہوتا اور خاص بعد نماز جمعہ متبرکہ کی
اونکی مکان جنت نشان پر مشاعرہ مین داخل ہوکر کلہا غزلیات تازہ
وشعرہای بلند آوازہ شعرای شہر وغیرہ سی دامن گوش ہوش اپنی کو

بہترنا اور خزف پارہ ہای فکر ناقص اپنی کو بھی متقابل جواہر زواہر اون جوہریان
بارا ہیچمدانی کی کرتا چنانچہ ایک مجلس مشاعرہ مین کہ شعراء کہن وہہن بصد
آئین رنگین مشغول غزلخوانی کی تہی اور سامعان صغیر وکبیر ہمہ تن گوش
مصروف دریافت مضامین معانی کی ہر ایک جوہری سخن درج دہان
اپنی سی گوہر آبدار ولالی خوشاب ازمضامین منسلک سلک نظم اپنی کو
ظاہر کرتا اور گوش معانی نیوش اہل سماعت کتئین دررغرر صنایع بدایع
لفظی ومعنوی سی بہرتا القصہ اوس نوبت غزلخوانی کی مولویصاحب
فیض رسان سلمہ الرحمان بکمال اشفاق مشفقانہ وبسیار اخلاق اوستادانہ
طرف اس غریب کے کہ شاگردی اونکی تلمیذان کرامت بیان کی فخر اپنا
جانتا ہی متوجہ ہوکی فرمانی لگی کہ ایک فرمایش ہماری ہی اگر تم خوشی خاطر
ہماری کو تکلیف اپنی پر مقدم رکہہ کر اقبال اوسکا کرو تو عین سلوک
اور احسان ہی مینی عرض کیا ہر چند کہ یہہ ہیچمدان اس لائق تو نہیں کہ کام
اب کا اسپر موقوف ہو لیکن فرمائی کہ فدوی فرمایش عالی کو موجب سعادت

دارین کا جان کر بجان و دل مصروف ہوا یاری مولوی صاحب نے طوطئ زبان شکر دستان
کو بیچ گلستان بیان کی یون ہم ترنم کیا اور شاہد مافی الضمیر محبت پیرائی کو
حجلۂ سینۂ مہر گنجینہ سے نکال کر با صد زیور تقریر فصاحت آمیز و با ہزاران لباس تحریر
بلاغت شور انگیز اور بر تخت مرصع کلام عشق التیام کی اسطور پر جلوہ نمائش کا دیا
کہ ایک عزیز بر تمیز جوان رعنا یوسف مصر فصاحت و بلاغت ماہ کنعان ذہانت
و متانت بازیور علوم دینی آراستہ و با لباس فنون دنیوی پیراستہ نخلبند
گلستان مضامین رنگین چاشنی افزا شکرستان لفظ و معنی شیرین اختر
برج سیادت گوہر درج سعادت میر ضیاء الدین نام متخلص بعبرت متوطن
شاہجہان آباد خوش باتین قصہ راقم پور ہماری آشنا تھے ازبسکہ علم تازہ
اور طبع بلند آوازہ زود رس معنی فہم رکھتے تھے گاہ گاہ مشق شعر کی فرماتے
اور علم طبابت مین بھی گوی سبقت تشخیص اور معالجہ برجستہ کی ساتھ چوگان طبع
رسا اور فہم ذکا کی بیچ میدان نبض شناسی کی اطبائی زمانہ سے لئی تھی بدرستی
مزاج مریضان مایوس زندگی کو نسخہ حب الشفا اپنی سے بخوبی تمام بحالت اصلی

لائی چنانچہ وہ در یکتاے بحر سیادت و اشتہار دریای نجابت بیچ سلک

رفقاے مجد خان مرحوم کی ہمسلک ہوکر ہر خلوت و جلوت مین اوس جلیس رہتی بلکہ

اوس خان والاشان کو بہی شوق شعر خوانی اور معنی رسی و زبان دانی

کا زیادہ تہا یہہ اکثر پاس خاطر عاطر اوسکی اشعار ہندی و فارسی کہتی ہذا القیاس

بفرمایش اوس خلاصہ دودمان حشمت و اجلال و مسند نشین جاہ باتش

فضل و کمال کی اونہونی قصہ راجا رتن اور پدماوت کا کہ زبان پوربی

مین تصنیف مولانا ملک محمد جایسی کا ہی زبان ریختہ مین تصنیف کرنا

شروع کیا اور بمقدور اپنی کوئی دقیقہ شعر و شاعری کا فوت و فرو گذاشت

نہونی دیا القصہ چہارم حصہ اوس قصہ غریب کا بہ نکات عجیب و مضامین رنگین

و دلفریب قلم معنی رقم اپنی سی یہان تک بقید تحریر و حیز تسطیر کیا

کہ راجا رتن مالک شہر چتور کا شورانگیزی عشق پدم کی سی اور شرر ریزی

آتش محبت اوس صنم کیسی موجب اس شعر کی **نظم** تنہا عشق از دیدار

خیزد • بسا کین دولت از گفتار خیزد • در آید جلوہ حسن از رہ گوش

جان آرام بربایدز دل ہوش جوگی ہوا اور صبح عیش کو شام غربت سے
مبدل کر کی شہر اپنی سی ساتھہ سولہ ہزار رفیق ہم نوالہ و ہم پیالہ اوسکے
بعد قطع منازل بسیار و طی مراحل بیشمار بوساطت اوسی طوطی شیرین
مقال کی سبب کہ موجب اس خانہ خرابی و پریشانی کی اور باعث حیرانی
و سرگردانی کی تھی مدت مدید و عرصہ بعید مین بحال افتان و خیزان
نواح شہر سنگلدیپ مین داخل ہو کر ایک پرستش گاہ مین کہ قریب باغ
پدم کی تھی دیرہ کیا اور طوطی نی خبر مقدم راجہ رتن کی کہ ساتھہ جس
رنج و محن کی آیا تھا مفصلاً و مشروحاً معہ لشکر سولہ ہزار جوگیون کی
پدم کو پہنچائی اور اوس سرو بوستان رعنائی اور گل گلستان
زیبائی کو طرف اوس بلبل شیدا خانمان آوارہ کی ساتھہ ناز معشوقانہ
اور انداز دلبرانہ کی خرام ناز کی رغبت دلائی پس یہہ حکایت یہانتک کو
پہنچی کہ مہر ضیاء الدین عزت کو مرض الموت ہوا اور اوس عازم ملک عدم نی
معہ متاع حسرت ناتمامی اس داستان ندرت بیان کی دار الفنا سے

رخت ہستی طرف دار البقا کی کھینچا اب عرصہ ساٹھ برس کا گذرا
کہ کوئی موزون طبع کچھ کچھ اپنی جمعیت سمجھ کر واسطی تکملہ اوسکے کلام درد التیام
کی دست انداز ہوا اور وہ صاحب فرمایش زبدہ خوانین روزگار یعنی نجو خان
سپہ سالار بیچ جنگ و پیکار فرنگیان اشرار کی رفاقت مین نواب غلام محمد خان
پسر نواب فیض اللہ خان مرحوم مغفور کی کہ یہہ جنگ بیدرنگ سبب اظہر
من الشمس ہی بنام آوری تمام کام آیا مہربانان مین اب استدعا اور
اور ازبسکہ ہم مشتاقون کی یہہ ہی کہ بسبب فکر تمہاری کی وہ قصہ عجیب
و غریب باقی ماندہ بیچ سلک نظم ابدار کی اب و تاب انتظام کی پاوے
اور ہر یک مشتاق سیر اوس گلستان مضامین و معانی کی سی حظ وافر اوٹھاوے
نام تمہارا اور میر ضیاء الدین عبرت کا اوپر صفحہ روزگار کی مانند حرف صحیح
کی یادگار جریدۂ روزگار رہی اور روح پرفتوح اوس غریق لجہ مغفرت
یعنی میر ضیاء الدین عبرت کی بہی پیوند ہووی اس شاخ کلام کی سی کہ یک مدت
سی بی آب و تاب سرانجام ہی ثمرہ نہال جو رحمی کا پاوی اور واسطی

کری

ہر سبزی و شادابی شاخسار سخن تمہاری کی ہیچ جناب تجلید گلستان
جہان کی ہاتہہ دعا کا اوٹہادی العرض بترغیب دینی مولوی صاحب کی کسی
اور بہی کرمفرما میری جنانچہ مشفق اشفق حافظ بدہا صاحب متخلص شگفتہ کہ سرآمد
شعراء ہندی و فارسی کی ہین از جملہ خلف الرشید اونکی معنی رقم حافظ مسیح الاسلام
ادہم و آشنا بحر شریعت و طریقت مولوی غلام جیلانی رفعت در اقسام
معنی شگفتہ غنچہ سان اشگفتہ دہانیدہ راز خفی و جلی میان کرامت علی و سجاد علی
نسیم و کیسر جان تسلیم و سید رفیع الدرجات نزہت نور چشم ضیاء الدین عبرت
اور کئی آشنا مجوزہ اسکی ہوئی کہ نظم کر یہ قصہ باقیماندہ کا عین صلاح ہے
کہ انتظام اسکا ہمسی خوب ہوگا بہتر ہی کہ خوشی خاطر یارون کو
اوپر سب کاروبار کی مقدم رکہی اور تکملہ اوس داستان نا تمام کا جلد ہی
کیجی ای یاران محرم راز از رہ شفقانہ بندہ نوازمیں بپاس خاطر عاطر
مولوی قدرت اللہ شوق مرحوم کی کہ سلسلہ جنبان اس زلف پیچان کی
تہی اس قصہ عجیب و غریب کی کہ باقی رہا تہا بکاوش بسیار و فکر بسیار

بعد ضبط نام کہ ساتھ اس جلد کی انسرام پایا اور اس کلام کا کمال محل تہنا تمام کیا
اور منظور خاص عام و جمہور انام کا ہوا اور مادہ تاریخ تمام یعنی خاتمہ کلام کا سوای الفاظ
تصنیف دو شاعر کی بہم نہ پایا بلکہ یہہ تاریخ ایسی مناسب اور نفیس ہوئی ہی کہ شعرای شہرہ
صغیر و کبیر نی رشک اٹھایا اور سب نی متفق ہو کی فرمایا کہ یہہ مادہ تاریخ الہام غیبی از عالم
لاریبی ہی قطعہ وہ کہکر مثنوی کی یہی جو غور : کہ کہی اسکی کوئی تاریخ خوش طور :
کہا دل نی ایسی دیکھی جو شاعر : بلا شک جانی تصنیف دو شاعر :
سن بارہ سو گیارہ بی کم و کاست برای ایمہاری خدمت عالی یہہ التماس
اگر موجب اسکی کہ عناصر انسان کی مرکب خطا و نسیان سی ہین سہو یا خطا اس کلام در نظام
ہین بنظر اوسی امیدوار اشفاق مشفقانہ اور اخلاق دوستانہ ہمارا یہ کا ہون کہ اوپر عیب کی اس رقم خود
غلط کی نظر کرم کیسی دیکہہ کر قلم عفو رقم اپنی سی اصلاح فرما وین اور اگر ہمت بلند اور طبع ارجمند ہمارے دوستان
مقتضای بزرگ مزاجی کی متقاضی اصلاح بخشی کی نہو تو از خطا اس خورد کی خورده گیر
ہو کر بحسب بزرگ ہمتی اپنی کی دامن عفو سی چہپا وین . بقدر وسع در اصلاح
کوشند و اگر اصلاح نتوانند خموش شوند دیباچہ تمام شد العبد لطف اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جیسی وہ عشق کی دریا سی طوفان اٹھاتا ہی
حباب آسا اوسی دم بار شکل ہو جاتا ہی

کشش سی دلکی جو یہان آہ نکلی / بشکل مد بسم اللہ نکلی
کرہی ہی آہ جدم جان آگاہ / معاً نکلی ہی اوسکی مونہہ سی اللہ
رگ سنبل تلک تو دیکھہ جا کر / نکلتی ہی صدا اللہ اکبر
جہانمین جو کوئی ہی ہوش پرداز / شکست شیشہ کی سمجھی ہی آواز
وہی ہر فرد مین ہی کا نمایان / برنگ ذرۂ مہر درخشان
دل دیر و حرم مین جلوہ گر ہی / کہ ہر یک سنگ مین اک ہی شرر ہی

ہی ایک شعلہ سی اتش و برہمن | چراغ کعبہ و بتخانہ روشن

وہی اول ہی اور اخر وہی ہی | وہی باطن ہی اور ظاہر وہی ہے

بقول راسخ آن شعلہ راز | نکلتی ہی کتاب دل سی اواز

نمیدانم کہ دل با دوست گویاست | صدای قلقل از می یا ز میناست

ہر ایک سالک ہی اوسکی رہ مین جانبوس | برنگ اینہ حیرت ہم اغوش

ہین اوسکی عشق مین ارض و سما کم | ہوی حیرت مین اونکی دست و پا گم

جنون اوسکا ہی ہر یک کا گلوگیر | رگ گردن ہی دانا شکل زنجیر

اوسینی گل کی چہرہ کو بنایا | تماشہ کی لئی بلبل بن ایا

بظاہر چشم احول کی دو بین ہے | مبصر کو تو فرق اسمین نہین ہے

کہ یک عالم سی وحدت دیکھتا ہی | وہ ایک عالم مین کثرت دیکھتا ہے

اوسی کس طرح دیکھی چشم حیران | ہی مثل جوہر اینہ پنہان

نظر مین زرستان کی دل تپان کا | ہی سنگ سرخ اوسکی استان کا

دل عاشق جو ہی ذرات جلتا | یہ ہی روشن چراغ اوسکی ہی گھر کا

جلوی

نکوئی فارق و مفروق ہیکا — وہی عاشق وہی معشوق یکا

خیال اسکا طرف کثرت کی آیا — نشان دو دہر دلمین سمایا

ہی وحدت پر دلیل اوسکی یہ کثرت — ہر یک سبزہ ہی انگشت شہادت

ہی اوسکی ہی مثال پر بہی دال — کہ ہین تمثیل اوسکی جملہ افعال

تو ہمسی نیر کہی آتبری ہی وہ آپ — ہمیں بی کہنا ہی ما عرفناک

الا ای شعلہ عشق ستمگار — جلادی شمع سان اس دل کا زنار

مسلمان ہوکی دیسی پہر جا جات — پڑہون سنو ر جگر سی تک مناجات

جو کوئی طالب نعت ہی تب خورشید کی مانند
جناب کبریا مین عجز سی سر کو جھکاتا ہی

الہی شہر دل کو رکہہ تو آباد — ہر یک کو مین ہوا اوسکی شور فریاد

دل شوریدہ دی داغون سی تا پیر — برنگ جلوہ پر ہای طاؤس

لگا دی صحن دلمین باغ دلکش — یہ جیون گل رہو ہر گلمین آتش

نسیم اوس باغکی ہواہ شوران — بجای سرو ہو سرو چراغان

نہایت سخت دل ہو مین الہا
نکال اب سنگ سی میری تو مینا

نگہ کی تیغ کا ہاتھہ ایک لگا دی
شہید ایسا کہ مجھی خون مین ڈبا دی

طپش سی عشق کی کر دل میرا نرم
رکہہ اشک خونفشان سی چہرہ کو گرم

پنہا دل کو لباس اضطرابی
ولیکن رنگ ہو اسکا شہابی

ہو محتاج چاک تا اوسکا رفو کا
برنگ گل نکلتا ہو لہو کا

عطا کر اشک دل کو بیقراری
برنگ برق باران بہاری

میرا دل عشق کی تپ سی جلا دے
برنگ لعل انگارہ بنا دی

وہ دل دی جو کہ راکب ہو فغان کا
ہوا آسا کری سیر آسمان کا

وہ دل دی جو کہ ہو ہر دم سے بیزار
انار آسا ہو فوارہ شرر بار

وہ دل دی جو کہ ہو غارت گر ہوش
خم صہبا کی صورت سر بسر جوش

وہ دل دی جو ہر اک صحبت سی گھبرائے
درہ کر ہمین جیون کافور اڑ جائے

وہ دل جو تاب و طاقت سی ہو آزاد
ستم پروردہ ہو چشم بلا زاد

وہ دل جو رہنمائی کاروان ہو
جرس کی طرح لبریز فغان ہو

وہ دل جسمین

وہ دل جسمین ہو یک غوغا محشر — بلا انگیز جیوں صحرائی محشر

کہوں کیا مین کہ تو اب شاد کر دی — میری صاحب صفا تیری ہو سو دے

کرم اور لطف سی ای صاحب داد — مجہی قید تعین سی کر دی ازاد

جو ہو تمین بند یا زلف گرہ گیر — نکل جاوین جیوں آواز زنجیر

نہیں ہر چنبر سی کم دل تو میرا — بہرا ہوا ہی اک اوسمیں نور تیرا

کہ تا بست یہ خیال چشم وا بہو — ہو جاوین لا بر تنگ شاخ آہو

الا ای عنبرین زعارض گل — اتہ جنبش دل پر شور بلبل

محبت اپنی تو مجکو عطا کر — میرا حامی محمد مصطفا کر

وہی جیوں مہر خورشید بس ممتا کر درون بر
نبی کی کفش پا کی خاک سی جو سر کو ناتا ہے

محمد کا زبان پر نام آیا — قلم نی سر کو سجدہ میں جہکایا

محمد کا جو شیرین نام لکہا — مٹہائی سی قلم کا ہونٹہ چپکا

یہ جو کچہہ سامنی ہی ارض و سما ہی — سب اوسکی ذات سی پیدا ہوا ہی

نمک اوسکا نہوتا اب و گل مین ** تو کب الفت یہ ہوتا شور دل مین

ہوا قبل از ولادت گگلین غوغا ** بر نگ مہر قرب صبح اوسکا

جہان سی کفر کی ظلمت ہوئی دور ** زمین و اسمان پر چہا گیا نور

سر لات و منات السی ٹوٹی ** زمین پر گر پری جیون نقل چھوٹی

محمد سرور دنیا و دین ہی ** محمد رحمت اللعالمین ہی

شعاعی خط سی خورشید آسما نکا ** ہوا جاروب کش اوس آستانکا

شفاعت کو جو لب اپنی وہ کہولی ** تو رحمت دور کر حاضر ہوون بولی

کہون معراج کی کیا رات کی بات ** ہی جیون شق القمر اعجاز کی بات

یقین پہنچا ہی بس ہمکو یہ دل مین ** تہی حایل کوئی شی اوسکی رہ مین

اسی تن سی ہوا وہ عرش پیما ** نظر سطح عینک سی نکلجا ر

صفت اوسکی کہی مقدور کس کا ** خدا مداح عزت ہوئی جسکا

کہان اوسکی صفت ہو دی کماہی ** جو کوئی ہو وی معشوق الہی

بسان ذات پاک حق تعالی ** تیرا ثانی بہی عالم مین نیایا

بکی حقیقی

کیا حق نی تجھی ختم رسالت
سند پرہی تیری مہر نبوت

توایا دین اور سب ہوگئی دور
خط بیجہر کب ہوتا ہی منظور

تیری تابع ہین سب پیغمبر پاک
تیری سر پرہی زیبا خم لولاک

الاہی واقف اسرار مخفی
عطا کر عشق کی دل کو تجلی

لکھون کیون کر نہ وصف اپنی قلم کا ہین کہ یہ یار د
بابسانی سی مضمون نقش باندہ لاتا ہی

جو کوئی معنی کی صورت بناوی
وہ میری اس قلم کی پاس آوی

کہ علم سیمیا ہی اسکا ایجاد
یہ فن سحر مین سی سب کا استاد

جو اوی موج مین یہ سحر پیوند
کری کاغذ پہ بحر شعر تربند

حریر اسکی مین مجنون کی نوا ہی
کہ بہہ صحرا ار دل سی آشنا ہی

کری مجنون کا کر احوال تحریر
ہنی ہر سطر کاغذ شکل زنجیر

بنادی کوہ کی بہی دلمین رستہ
ہی وہ فرہاد کی تیشہ کا دستہ

جو کالی کیس صورت لہر ماری
نشر شک و زلف کا نقشہ اوتاری

اگر ہا ہو لگا باندہی نقش باہم — ہر ایک الفاظ ہین ہو ر عجب صنعم

غرض عالی طبیعت کا عصا ہی — ہر ایک ذی ہوش کا وہ رہنما ہی

خطاب اپنی قلم سی ایہہ کرتا ہون کہ دل مجکو
طرار داستان عشق کی رغبت دلاتا ہی

جو دیکہی مینی اوسکی رای صائب — کہا اپنی قلم سی ہو مخاطب

کہ ای مسند نشین نکتہ دانی — تیری محکوم ہین اہل معانی

جہانمین تجہسی ہی اشراق و ایجاد — فلاطون کا ہی تو حکمت مین استاد

نہایت تجہمین ہی عقل و کرامات — عجب ہوتی ہین تجہسی خرق عادات

ہی سب احوال دل کا تجکو معلوم — تو ہین بوجہی کری ہی بات مفہوم

ہی دلین تا کہ مین ہوکر نواساز — لگا تون پردہ دل سی ایک آواز

برای خاطر یاران بی کین — لکہون یک داستان شوخ رنگین

کرون خورشید سان طبع آزمای — سیاہی کی بنا دون پر روشنای

لکہون خط شعاعی مثل کردن — بیاض روی کاغذ صبح کردن

۲۰ ل بلا

بدل شنگرف کی رنگین تشفق ہو — گلستان کا نمونہ ہر ورق ہو

جمو نقش الفاظ ہون جیون غنچہ گل — معانی مین چہا ہو شور بلبل

لکہی صفحہ پہ ہو ہر فرد دل جو — صحیح و خوشنما جیون بیت ابرو

کشش ہر حرف کی دلچسپ تر ہو — جو مد او سپر ہو سو مد نظر ہو

کہین زیر و زبر جو نقش آجائی — قزہ کی موسی ہی زیادہ دکہلائے

جو ہو تشدید سطرون کی نمودار — خجل ہو شانہ گیسوی دلدار

ہو نقطہ اوسکا سر جانب کتان دل — بیاض چشم مین سرمہ کا جیون تل

غرض مثل خط خوبان رعنا — بنا دین رخ کاغد کا انشا

کری دیکہہ جیون بلبلین ناز — نظر آوی جسی یہہ خط گلزار

صبا گاگا ہمیک مین پوچہون ہی تجکو — کہ کہتا ہون بیانِ عشق ہندو

کہی کوئی کہ عبرت بہا مسلمان — ہوا ہی عشق کافرسی سخن دان

جواب معترض مجکو بتا دے — میری دل سی یہہ شبہہ تو اوٹہا دے

جواب بجہہ معقول دیگر اسیرا خامہ

سخن کی جاچی بہر لیں مجھی ڈہارس بندہاتا ہی

قلم بولی کہ ای سرمایۂ عقل | تو جس قصہ کو چاہی کرو ہی نقل
کہ عشق آزاد ہیگا کفر و دین سے | نہیں کچھ کام اوسی شک و یقین سے
وہ ان دونوہی عالم سی ہی آزاد | کرتی ہی کفر و دین دونو کو برباد
جو نئیں اوسی کوئی مردود و مقبول | اودا دنیا ہی ظالم دونو کی دہول
نہیں کچھ باتنا عشق ستم کار | کہ کیا تسبیح ہی اور کیا ہی زنار
مسلمان گبر اوسی سب ہین مجبور | حقیقت شیخ صنعان کی ہی مشہور
نہیں خاطر مین لاتا عشق ہر کش | کہ ہین کیا خاک و آب و باد و آتش
جسی نیرنگ وہ اپنا دکہاوی | وہین رنگ اوسکی چہرہ کا اوڑاوی
جہانین عشق کا جو رسم و دین ہے | معاف حضرت شرع متین ہی
کرمی کا اعتراض اسمین جو بیجا | جناب عشق کا مردود ہو گا
جو کچھ آتا ہی تیری جیمین ای یار | شتابی کہہ مین ہون لکہنی کو تیار
قلم نی جب مجہی ڈہارس بندہایا | سخن کی کہر فراغت سے مین آیا

سخن بکی

سخن لیکن دلون مین تب گری کهر | معاون هو جو الله اور پیغمبر

سخن کی بزم مین عبرت سی طلب دلسی ایجا کر
حقیقت شمع پروانه کی سامع کو سنانا هی

برنگ صبح ای دل داغ شا باش | جراحت پر توانی هی نمک پاش

نهین دیکها میان شهر و بازار | متاع درد کا نجها خریدار

جهان تک پای جنس بیقراری | فلک نی لا کی تیری سر سی ماری

سدا رکهتا هی تو راحت فراموش | پریشانی کو مثل زلف بر دوش

سمندر تیرا همسر هووی کیون کر | توهی کا آتش غم کا سمندر

عجب صورت هی تیری چشم بد دور | هزارون آبله جیون نخل انگور

مین غمخواری مین تیری ای دل زار | ترپتا هون سدا جیون نبض بیمار

مرض مین تیری هین هون گرفتار | که هو بیمار دار اخر کو بیمار

نه مجکو چین هی نه راحت و خواب | پتنگ آسا شمع پر هون مین بیتاب

کهون یک قصه تا هو درد مت جای | کهان تا تو مین غم کی رات کٹ جای

ولیکن قصہ کہتا ہون وطن کا
کہ ہون مین عندلیب اپنی چمن کا

سواد ہند کو ای مونس جان
بنا دون سرمۂ چشم صفاہان

کرون ہندوستان کا عشق مرقوم
کہ ہو عبرت کی جسکی ملک مین دہوم

کہ شور عشق ہندی تیز تر ہی
عرب کی عشق سی خونریز تر ہی

عجم مین ہند کا ہی عشق خونخوار
قیامت ہند کی کاٹی ہی تلوار

ہی شعلہ عشق ہندی کا شرر ریز
کہ جسکا آفتاب آتش جا ہی تیز

لکہون ہندوستان کی گر مین تعریف
تو دفتر یک علحدہ ہو وی تصنیف

نہایت طول یہہ مذکور ہو جای
ہزارون کوس مطلب دور ہو جای

غرض آتش ہی اونکی آتش دل
ہوا اوسکی تہی روح مرغ بسمل

بتا دون اوسکا بانی آہ کیا ہی
مگر طوفان کا پانی رہ گیا ہی

جلی پروانہ کی ہی خاک وہان کی
کہ عشق افزا ہی خاک ہندوستان کی

جو کوئی عاشق و معشوق یہان ہی
دوئی سرگذشتہ اونکی درمیان ہی

برنگ شعلہ و خس کرتی ہین ساتہہ
جو مرتی ہین تو دونو مرتی ہین ساتہہ

مجھی اس پر تو تائیدِ سخن ہی — کہ دیکھو یون ہوا عشق ان تن ہی

محبت کی جو ہوتی ہین نگاہین — چھپی رہتی ہین دلکی بیچ راہین

گر تن کی عشق کا شعلہ تھا سرکش — پدم کی بھی لگا دی دلکو آتش

سواد ان کا مینی لکھا قصہ نام — بمثلِ شمع پروانہ رکھا نام

جہان مین جو کوئی ہی صاحبِ ہوش — جو ہین مثلِ قلم سر تا پا گوش

اونہون کی خدمتِ عالی مین ہے عرض — کہ ہوتی ہی خطا ہر اک سخنور سی

کہ ہوتی ہی خطا ہر یک بشر سی — خصوصاً شاعرِ فرخندہ فر سی

زمینِ شعر مین دیکھا ہی اکثر — نہین پڑتا قدم ہرگز برابر

قلم کی دیکھین جسجا لغزش یا — نظر آوی جہان اصلاح کی جا

رکھین ہرگز نہ مجبر حرف جامی — بقول پاک مولانا ی جامی

بقدرِ وسع در اصلاح کوشند — وگر اصلاح نتوانند خموشند

جو کوئی مجکو نیکی سی کری یاد — خدا و مصطفی اسکو رکھین شاد

پدم کا حسن عشق افزا بیان کرتا ہون جون بلبل

کہ ذکر گلو خان طفلی سی اوس دلکو خوش آتا ہی

سمند خامہ طوفان بلا خیز
ہوا جیون آتش گلگون گرم خیز

دل اوسکی ساتہہ با صد ترکتازی
لگا جیون شعلہ کرنی تیزہ بازی

نہایت مضطرب دلکو جو پایا
یہہ قصہ مینی اوسکو کہہ سنایا

کہ تہا ہندوستان مین ایک مہاراج
ہر ایک شاہ گدائی فرق کا تاج

سبراندیب اوسکی پایہ تخت کا تہا
سپہر ایک چتر اوسکی تخت کا تہا

بہار آسا سدا رہتا تہا دلشاد
اوڑا دی تہی خزان غمکی بنیاد

سہیر آرای ملک شادکامی
جوانمردی سی گندرپ سین نامی

شبستان مین تہی اوسکی ایک رانی
نہایت خوبصورت حور ثانی

فلک کا جسطرح دستور ہی گا
صدف مین قطرہ نیسان لگا ٹپکا

حمل اوسکا لگا رہنی شب و روز
ہوی خورد و کلان سب عشرت اندوز

نزاکت سی شکم مین بچہ اوسکا
نظر آتا تہا جیون مینا سی صہبا

غرض گذری حمل کو جب کہ نہ ماہ
ہوئی پوری دن اوسکی حسب دلخواہ

جنی اوس

جنی اوس گلرخ زیبا نی دختر
نہ دختر بلکہ یک تابندہ اختر

جو کاٹی ناف اوسکی مثل آہو
اوڑی صد مشک نافہ کی سی خوشبو

ہوئی جو پدمنی پیدا وہ گلفام
رکھا پدماوت اوسکی باپ نی نام

ہزاروں بہونری آگرد اوسکی گہومی
کنول کی پہول پر جس طرح جہومی

جو بہونرا جانور اوسپر غمی تہا
رتن کم بخت تو یک آدمی تہا

وہیں یک سبز گہوارہ بنایا
اوسی غنچہ کی شکل اوسمین سلایا

بلیں یک دایہ شہر سی بلائی
وہ آتش اوسکی سینہ سی لگائی

جو پایا دایہ نی عالم نرالا
بغل مین اوسکو دل کی طرح پالا

اوسی باد مخالف سی بچاتی
چراغ آسا تہ دامن چہپاتی

نظر سی چشم بد کی بسکہ ڈرتی
جدا آنکہوں سی جیوں مردم نکرتی

لی رہتی تہی ہر ساعت برابر
اوسی گود مین جیوں جاں رہتی تن اندر

قیامت فتنہ اوس قد مین جو پاتی
تہک کر اوسکو تہی اکثر سلاتی

کیا تہا معتدل سب کارخانہ
بمانند مزاج چارگانہ

سبب اوسکی کہے کی جو جو دکہلاتی تہی | اوسیکی غور مین روز و شبان تہی

کہا ہر ایک کا خون ہو ل اوبلتی | وہ شمع انسا لگی ہاتہون سی جلتی

لپک کر برق سان وہ کر جو جاتی | ہزارون دل کی خرمن کو جلاتی

جہان کی باغ مین اوس ماہ رو کا | ہر یک غنچہ ایک بادر نمو تہا

اگرچہ شکل و صورت مین تہی جیون گل | نہ پاتین کرتی تہی مانند بلبل

شروع سال پنجم راجی رایان | ہوا تعلیم کو اوسکی شتابان

بولا ایک برہمن ہشیار و دانا | بتحصیل علوم اوس بت کو بٹہلا

کی ہمجولیان تہین اوسکی ساتہین | بٹہادین راجی نی تس برہمن

کہ ہمراہ دین وہ مکتب نشین ہو | فراغت سی کری حاصل سبق کو

بنا دا ہو نجادی ناز پرورد | تب تنہائی سی تہجالہ دہد

برہمن نی سبہون کو سر جہکایا | جو مکتب خانہ کو تہجا نہ پایا

سبق اوسکو برہمن کیا پڑاتہا | کہ مثل مرغ بسمل خود تڑاپتہا

لگی پرہنی وہ بسم اللہ حمد | برہمن ہو گیا مجموعۂ غم

جو لکہی

جو کی اوسنی نگاہ عشوہ آمیز ‏ ہوا ہر نقطہ ہند منی سی لبریز

وہ گل حسن صفحہ پر ہوتی سبق خوان ‏ نظر آتا تہا جیون چشمہ گلستان

ہر ایک حرف اوسکو تہا برنگ کل سی آتا ‏ دہان تنگ مین گہر نگر سماتا

بست رہتا تہا جو یکی سبب سی ‏ دل عاشق نمط حرف اوسکی لب سی

دوبارا حرف شیرین لب پہ آکر ‏ ہو جاتا شربت دید مکرر

سبق کو بہول کردہ غارت ہوش ‏ تبسم کرکی ہو جاتی جو خاموش

برہمن دشمن بستان چشمہ دکم ‏ شہید جلوۂ تیغ تبسم

یہ کہتا تہا کہ امتر ہنس شکر لب ‏ کہ مصری تیغ یہہ کاٹی ہی ہیدب

مصاحب ایک اوس بت کا تہا طوطا ‏ کہ اوسکا نام ہیرامن رکہا تہا

پر اوسکی سبز مثل بخت کامل ‏ یہ منقار اوسکی پر خون صورت دل

محبت اوسکی اعضا سی ہی مبین ‏ ہوا تہا عشق خونی طوق گردن

چنار ایسا تہا ظاہر سبز دلکش ‏ یہ باطن مین چہپی تہی اوسکی آتش

جو کچہہ پڑتی تہی وہ غارتگر جان ‏ وہ طوطا ساتہہ اوسکی تہا سبق خوان

سخن جو نازنین لب پر گذرتا	وہی الفاظ وہ بہی حفظ کرتا
جو تہا ہمدرس اوس آئینہ رو کا	شتابی ہو گیا گویا وہ طوطا
غرض طوطا بہی پڑہ کر علم یکبار	ہوا انکہون کی صورت اوسکی عیار

اگر معشوق ہو دمساز عاشق سی تو بہ کردن

جبدسی کچہ عجب جیسہ جدای کا اودہا ہی

کتاب حسن کا جو نکتہ دان ہی	پدم کی حال سی یہہ قصہ خوان ہی
کہ جب وہ چودہوین سنبین ہوا داخل	ہوی جیون چودہوین کا چاند کامل
ہوا دل اوسکا گرم عشقبازی	لگی وہ جان جسم جانگدازی
لگی تک سک سی اپنی تن بنانی	لگی لوگون کو جب تختی دکہانی
ہر نوکی طرف کر کی نظارا	لگی کرنی وہ ابرو کا اشارا
جہان تن جب بعقل و نکتہ دانی	نپایا کوی اوسنی اپنا ثانی
تب اوسنی ربط انسان سی اوٹہایا	مصاحب اپنا حیوان کو بنایا
جو تہا علم و ادب مین بسکہ ممتاز	شکر لب نی کیا طوطی ہی دمساز

جو کچھہ احوال ہوتا اوس سی نت کہتے | جدا یک آن وہ اوس سی نہ رہتے

لگائی چہاتی سی پہرتی وہ طوطا | اوسی الفت سی جیون انگیا کی جڑبا

قفس ہاتہون سی اوسکا کہولتی تہی | اوسی پہولون مین ہر دم تولتی تہی

ہوی تہی بسکہ اوس طایر سی الفت | پرستارانہ تہی سرگرم خدمت

دکہاکر آخر اپنی چشم جادو | دل اوسکا لیگئی یہ چہل کر پریرو

محبت ہر دو جانب تہی جو صادق | شکرلب کا ہوا طوطا بہی عاشق

لگا کہنی خبر ہیں اوسکی تقدیر | بسان طایر قبلہ نما نیز

سو یہ راز اسطرح تب دلمین جیون جان | پری کی عشق کو رکہتا تہا پنہان

کسی سی حال اپنا کچہہ نہ کہتا | برنگ غنچہ موہہ موندے ہی رہتا

غرض ایک روز فرصت اوسنی پای | پدم کو داستان غم سنائی

کہ ای رونی تیری ہی مجہکو مارا | میری دلبر ہی تب جلنا یہ آرا

تیری انس پنجہ مژگان نی بیباک | قفس ایسا کیا سینہ میرا چاک

تیری غم سی میرا باطن ہی پرخون | مین ظاہر سبز جیون برگ حنا ہون

اگرچہ سبز ظاہر ہی میرا رنگ
پہ باطن مین میری آتش ہی جیون سنگ

برنگ زر جگر جلتا تہان یہ ہی
مبرہی یہ سبز پر جسکا دہوان ہی

کہ جب تپاہی زر کو تاب زرگر
دہوان نکلی ہی اوسی سبز اکثر

ہین شمع سبز کی صورت ہون جلتا
ہی یہ منقار سی شعلہ نکلتا

پری سی داستان عشق خونخوار
وہ اخفا غیر سی کرتا تہا اظہار

نہ سمجہا اہ لیکن وقت گفتن
کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن

کہو کسطرح نقط اوس قصہ خوان کی
پری کانون مین مر جو بر دہان کی

خصوصاً تہین جو بدماوت کی ہمدم
اونہون نی بہی سنا یہہ قصہ غم

جلی حسرت سی اونکی سینہ مین آگ
حسد کا اونکو ڈسنی لگ گیا ناگ

سبہون نی مصلحت کر کر یہ پنہان
کہا احوال پیش رای رایان

کہ یہہ طوطا نہایت بد بلا ہی
یہان سی دور اسی کرنا بہلا ہی

عجب یا داسکو کچہہ افسون گری ہی
کیا نثر منترہ سحر و سامری ہی

دم اسکا گرم مثل جرم حداد
گلا دیتا ہی ایک ساعت مین فولاد

برم کی دیکہا

بدم کی دلکو اسنی کر کی جادو ‌‌ — کیا وحشت فزا مانند آہو

اوسی ہم عشقکی باتین سکہاتا — ہی آتش خرمن گل مین لگاتا

برنگ آبلہ وہ ناز پرورد — مبادا ہوئے نجاوئی صوبہ

ہمین خطرہ بہی رہتا ہی ذرات — نہین معلوم ہی تقدیر کی بات

یہ قصہ جب کہ راجانی کیا گوش — سر اوسکی سی اوڑا یر صف ہوش

اوسی سو طرح کا منصوبہ سوجہا — خیال خام لیکن سب کو بوجہا

تب وس دختر کی خاطر کری منظور — کہا حکمت سی طوطی کیجی دور

یہہ کہہ کر اوسنی یک بلی منگائے — پر برو کی شبستان کو بہائے

یہہ کوندہ کو سمجہایا کہ جاؤ — کبہی تم وقت فرصت کا جو پاؤ

قفس کو توڑ کر پرزی کردوم — کرو عالم سی طوطہ کتین کم

قفس سی کہنچ کر با تیغ بیداد — کرو تم ذبح اوسکو مثل صیاد

کہین رانی کی پاس اے ٹہہ کردہ — جدا تا تیر سی مثل دم سرد

وہ بلی جا کی رانی کو دیکہا — کہ راجانی ہی تجکو یہہ بہائی

نظر کر دشمن جانی کو طوطا
ہزاروں بات اپنی دلمین سوچا

کہ رانی کو یہان سی کر جہی دور
اگر ہی تجکو میری زیست منظور

بجہا میری سنی نہی تو ہر گردن
برا ہوتا ہی کلہ و گہر کا دشمن

کہ رانی نی تو تو میری جان ہی
میری بہی زندگی تجبن کہان ہی

جدائی تیری مشکل ہی پیاری
نہو بانی جدا لاٹہی کی یاری

تجہی خطرہ اگر بلّی کا ہی کاہ
چہتا رکہون کی تجکو مثل عنقا

بہہ کہہ کر لی قفس اوسکا سنا بان
رکہا تک کو ٹہرنین جنگی کہان

ولیکن یہہ نہ سمجہی وہ کہ تقدیر
کری ہی ہای اب رانی کی تدبیر

بدم کی آہ ہمرا دون کی صورت بہہ دل محزون
مجہی کس طرح گلگشت کی رغبت دلاتا ہی

جو نہا اگاہ اس راز نہان سی
فسون خوان یون ہوا اس داستان سی

کہ یکدن ملکی پدماوت کی ہمراہ
جو تہن غار نکر دلہای اباد

سکہا گراپنی دولون کی سواری
پدم کی گہر لی سبنی کی تیاری

کہا ادن سی

هره

کہاروں نی جو ڈولی کو اوٹہایا ۔۔۔ گل خورشید مرا ہین چرہایا

محافہ جا ہم کی کٹہرا او تاری ۔۔۔ ہم تک جا ہوی چاند اور تارے

سبہی رونق فزای خانہ ہو بیٹھ گئین ۔۔۔ سبہی اوس شمع کی ہو گئین

بی تعظیم سبہی سر جھکایے ۔۔۔ زمین پر تاری گویا ٹوٹ آیے

سلامی دست رنگین سر پر آیا ۔۔۔ گل و سنبل کا گلدستہ بنایا

کھڑی ہو سرو کی صورت بنگیا ۔۔۔ سبہون نی پہر یہ کی عرض تمنا

کہ ای سبزہ پایا خوبیکی گلشن ۔۔۔ چراغ حسن تیری دم سی روشن

اگرچہ جگ مین جو خورد کلان ہین ۔۔۔ ہماری حسن کی سب قصہ خوان ہین

دلی افسردگی نی ہم کو ڈوبی ۔۔۔ کہ کچھ سمجھی نہ ہم دنیا کی خوبی

نہ مثل گل کبھی کی سیر بازار ۔۔۔ نہ بلبل کیطرح گلگشت گلزار

یہہ گھر مین باپ کی ہم تم ہین یکجا ۔۔۔ سنو تم نی نہ وکا شیخوک ہی کا

تک آکہو الا کر دل کھل لیوین ۔۔۔ خوشی کی داد ہم آپسمین دیوین

کہ اس جا اختیار اپنا ہی باقی ۔۔۔ ہی اپنی حکم مین یہہ جام و ساقی

نہین ہمنین اس کو حب جابن کی ہم ‌ ‌ یہہ صحبت پہر کہان جستی یارن کی ہم

نہین معلوم وہان کا ہمکو انجام ‌ ‌ کہ دو کہہ یا دعن کی او ہجا یا کہ آرام

ہوئی سختی ہین وہان گئی گزدین ‌ ‌ بڑی ہوتی ہین اکثر سازشین یین

نکلنا وہان سی پہر پہر تماشا ‌ ‌ اگر چاہی کوئی مقدور کس کا

جو کچہہ ہین آج سو پہر کل نہین ہی ‌ ‌ ہمین اس غمسی ہر گز کل نہین ہی

بدم کی کہر کی کیجی قدر معلوم ‌ ‌ مجالو ہو سکی جو کچہہ یہان دوم

چلو صحرا کا آب گلگشت کیجی ‌ ‌ نکل بستی سی سیر دشت کیجی

سنا ہیکا کہ اب کی سال صحرا ‌ ‌ دم آہو منظ ہی وحشت افزا

چلو اور اسکو دیوانہ بناوین ‌ ‌ دل صحرا پر بتخانہ بناوین

تجہی لازم ہی چلنا ای پریرو ‌ ‌ کہ اکثر ہوہی صحرا اگر دلہو

نہین ہوتا یہہ سب کہتی ہین اکثر ‌ ‌ غزالون کا مکان صحرا سی خوشتر

تماشہ کراو ہر سی باغ کو جاتن ‌ ‌ گل و غنچہ کی یا تہہ اس دلکو بہلاتن

ہماری خاطر اب کی سال گلشن ‌ ‌ بہری ہی کہتی ہین پہولون سی دامن

ولی ہاتی

دل عاشق سی وه دتیا نشان هے | جهان لاله هی اور آب روان هے
گل حنا کهلا باہن کهلا هے | تیری حنا کلی سی خوشنما هے
گلون کی بیچ مین یون سرو رعنا | رکها تو متصل جیون جام مینا
هی شاخ سبز پر غنچه نمودار | تیری طوطه کی جیسی سرخ منقار
دهان چهره تو کر گل سی مقابل | کہ جاوین بهول عشق گل عنادل
چراغ گل نهو کیون کر بهلا گل | تیری اکی هی گل جیون شمع کا گل
اگر تجهن سی تو انکهن لڑاوی | اوسی منظر وهین وهین ملکی تاوی
غرض سب ماہر دان فسون ساز | چمن کی وصف مین تهن نکته پرداز
نسیم اسا زبان مصلحت کار | نه کہتی تهی سخن جز سبز گلدار
لب هر شعله خو پر شوق انگیز | تهها جز حرف گل مانند گلریز
پدم بهی جاتی تهی اونکو اخر | هوی طیار رفتن پاس خاطر

ذره تو بهی تو چل ایدل گلستان مین تماشه کو
که گلگشت چمن کا آج تیرا بار جاتا هے

چمن میں صبحدم یک بلبل زار / دل عاشق نمط کرتی تھی تکرار

کہ سیر باغ کو ھی کون آتا / جو گل جامہ میں نہیں پھولا سماتا

ایستا کسکی مقدم کی خوشی ھے / گل عباس نے شہنائی لی ھے

بجا نوبس کی استقبال کو یہان / چمن سی بوی گل نکلی ھی بہان

یہ نرگس راہ کسکی دیکھتی ہے / کہ در بر اسکی تکی تک رھی ہے

یہ کسکی غمزہ نی مارا ہی شبخون / کہ ہی غنچہ کی شاخ تک تیر پرخون

بکل خورشید کو کسکی طرب ہے / کہ لی ہی ہاتھہ میں [illegible]

نکایک سرو کو کیا ہو گیا ھے / اوٹھا ہی سر پہ کسکو جھانکتا ہے

سنی ہی کسکی مقدم کی خبر عام / سراپا چشم ھی ہر نخل بادام

غرض بلبل کو تھی وہان بیقراری / کہ جا پہنچی پدم کی ہی سواری

لی ہمراہ اپنی فوج حبا دو / کیا تاراج گلشن کیطرف رو

عماری سرخ سی نکلی وہ باہر / شفق سی جسطرح خورشید انور

ہری پوشاک پہنی اپنی تن میں / گلزار سا ہوی داخل چمن میں

برنگ سبزہ اوسکا سبز داماں
یکایک ہوگیا زیب خیاباں

عصا نوار لیے کر اہتمام سے
ہوا جیون چوبدار اوسکا سلامے

او تھی تعظیم کو نرگس بھی ناچار
سہارے سی عصا کی [illegible]

چمن میں دیکھ کر اوسکا تجمل
بہم ہستا تھا گل ور دوسرا گل

رکھیں مالن نی پیش شاہ خوباں
یہ کمر کی عرض میں پہولوں کی چہریاں

کہ کلی طعد تیرا تہا اوڑایا
سو اس لونڈی نی سولی پر چڑہایا

جو تہا تاج خروس اوس بوستاں کا
یہ اوسکی زلف سی ہندوستان تہا

کہیں کو قابل خدمت نہیں ہوں
قدم اس آستاں کا شانہ میں ہوں

جد سر کو شعلہ رو وہ گرم جاتی
یک آتش آخر چمن کل میں لگاتی

چمن میں دھوم بلبل نی مچائی
کہ گل کی سر کو ہی برق آئی

غرض وہاں گل بہی سب شرمارہی تھی
سر اپنی زانو پر اونہاں دہی تھی

پرنی نی باغ کو شرما دیا تہا
ہر یک بلبل کو سودائی کیا تہا

کبھی غنچہ سی پنجہ جوڑتی تھی
دل عاشق کی صدقی توڑتی تہی

ولیکن موتہہ تہی اوسکو لگانی
کہ ہی غنچہ کی موںہہ مین باس آتی

کبہی کہتی تہی گل کو برنہ گوشن
کہ کہہ احوال ہنسا ابی چمن پوش

کہی کہہ نقد زر با صد بہانہ
ہنساتی تہی گل شبو کا شانہ

کبہی ہنیک اوسکو یون تہی مسکراتی
کہ سر کو تہی نہین مجکو خوش آتی

کبہی سوسن سی کرتی تہی اشارا
کہ چشم سرمہ سانی مجکو مارا

کبہی لالہ کو فرماتی تہی ہنس کر
کہ تونی داغ کہای ہین یہ کیسر

شقایق کو بہی اوسنی ٹبرہ کی افسون
کہی سر کر دیا تہا تسلی [illegible]

جدہر کو جیون صبا کرتی گذارا
ہر یک گل جیب کو کرتا تہا پارا

کیا تہا نصب حسن جا پر ہنڈولا
پری نی دہان پر پرواز کہولا

ہنڈولی کی کہون کیا دلربائی
فلکنی چال جیسی تہی اورائی

برنگ مہ کہ ہو منزل مین داخل
ہوی کہوارہ کر دامین داخل

قدم رکہتی ہی مہ اوسکی یہ بولا
فلک نی تجکو بہی منزل مین تولا

جو دیسی اوسکی مژگان کو دیا کہول
لگا آتی تہی جیون تصویر ہنڈول

مشبہ یہ تہا جون چرخ و ماہ رخشان — ہوئی ڈر کر جو گہوارہ میں جنبان

برنگ شمع فانوس خیالی — وہیں دلہن ہندولی نی چہپالی

جہلا وہ سی کبہی یہان اور کبہی وہان — نپٹ ساتہا اونکلی نہی انکا حیران

ہندولی سی نکلتی کیونہ آوار — کہ تہا فرقت سی اوسکی نالہ پرداز

نزاکت سی بہت جرکت نہ تہای — وہ گردش اوسکی سرکو خوش نہ آئی

تہا گہوارہ لوگون نی اوتارا — فلک سی جسطرح توٹی ہی تارا

غرض تسلی صبا دامن اوٹہا کر — سر ہر گل پہ یک ٹہوکر لگا کر

نکل کر جب چلی گلشن سی وہ ماہ — تدرو باغ بولا بہر کی ٹک آہ

یقین کہتا تہا کہ سرو بوستان ہی — نہ سمجہا تہا کہ تو سرو روان ہی

کنارے باغ کی وہان ایک دریا — برنگ دیدۂ عاشق بہا تہا

کہوں کیا تہا وہ دریای پر شور — زمین کی جسنی طی کی موج کی زور

نہایت اوسکا پانی تہا مصفا — گویا آئینہ کا پانی بہرا تہا

برنگ ظلم طبع کینہ آرا — نظر آتا تہا اوسکا ہو کنارا

ملی تہی عرض مین اوسکی بصد ٹھاٹ
ہزاروں ندیان دامن کی جیون پاٹ

کشتی اوسکی طولانی ندی دیکھے
درازی اوسکی جیون طول املی تھی

فلک کی سیر سے حل آوا کا کلدار
برنگ کہکشان دریا نمودار

حباب اوسکی کی مین صورت کہون کیا
لب بیمار پر تبخالہ پیدا

جلی آتی تہی موج اوسکی دمادم
برنگ مصرعہ برجستہ پیہم

دل مجروح کی مانند واہی
طپان تہی سینہ دریا مین ماہی

برنگ چشم طوفان حلقہ آب
نمایان تہا رخ دریا پہ گرداب

چلی گلشن سی وہ گلرو شتابان
برای غسل شوقی بحر جوشان

پہج کی راکی تہی ہر پری رو
لب دریا پہ جیسی خیل آہو

قدم یکبار جا دریا پہ کاڑا
کیا دریا کو پریونکا اکہاڑا

بسان تیغ ہو عریان وہ خونخوار
اوترکی سینہ دریا مین جیون دہار

برس اوس تیغ کی تا ہو سوائے
فلکنی مہر کی پانی مین بجہائے

کشان تہا اپنی جانب یون اوسی آب
پری کو جسطرح کہینچی ہی گرداب

فنون کا

فسون کیا جانی دریائی کیا کیا — کیا جو ماہ و ماهی کو بہیک جا

کرین دریا مین سب وہ کہولکر بال — کئی پرتاب ہر جانب بہور جال

فلک سی ماہ کرتا تہا اتہاری — کہ برج حوت مین اوتر [illegible]

مصفا بحر مین وہ کات سہرے — برنگ سرخ جیون پانی مین اوترے

کلو تک تن سناور کا تہا غرقاب — برنگ نخل نیلوفر تہ آب

سر دریا پہ چہرہ اونکی رخشان — کنول کی پہول کی صورت نمایان

پر افشان تہی روان زلف شناور — بروی موج مثل عنبر تر

بزیر زلف دست ہر گل اندام — نظر آتا تہا جیون ماهی تہ دام

بہم رخ پر تہی وہ چہینٹی لگاتی — ستاری پانی مین تہی ڈہونڈہ پاتی

بہہ تہا افراط پانی کا زجون بر — کہ غرق آب تہی سب مثل گوہر

وہ غرق آب روی ہر یکو فال — نمایان جیسی آئینہ مین تمثال

بدن پر قطرہ باشوق لگا ہے — لپٹ جاتا تہا مثل فلس ماہی

وہی قطرہ بدن سی جبکہ ڈہلتا — دیکہاتا شیشہ بازی کا تماشا

تن کلکوان سی لگ کر قطرۂ آب — اوتر تا بحر مین تھا مثل حباب

کیا تھا ہر پری نی ہر ایک جا — دل دریا مین شور فتنہ برپا

نہیں ... کہ ای بد بخت خورسند — فلک یون رشک سی بولا کہ تا چند

دذان آتشی ہین وہان بھجا خبردار — بخود پیچان برنگ مار مسکار

کہا جسکی امان پادن تو بولون — گرہ درد دل غمگین کی کہولون

ہوئی کہڑکی وہ بلی عربدہ جو — قفس پر جا پڑی طوطی کی ناگاہ

مچایا شور روتے تھی بہت سا — نہایت کدسی وہ پنجرا اٹھایا

قفس سی اور کیا آخر وہ مجروح — نکل جاتی ہی جیسی جسم سی روح

پدم کا سیتی ہی سر سی اور آنسو — اوتھا دریا کی صورت دل مین یک جوش

ہوئی بس جہڑتی ہی تہک پران — برنگ گل باران دیدہ مرکان

عجب کہبرا گئی وہ دریا سی نکلی — پری کی طرح اوس مینا سی نکلی

چلی پہر کسیطرف اپنی شتابان — برنگ ابر اشک از دیدہ ریزان

قفس خالی جو دیکہا غم کی مارے — برنگ نوحہ برداران پکارے

کہ ہی ہی اک

که تیرا سبز رنگ ای طایر زار — ہوا جیون زہر رگ رگ سی آے پار

خیال اس ہوس تیری صورتکا عم اکبر — کدر تا دلسی ہی جیون خنجر تیز

تیری منقار کی یاد ای ستمگر — کبئی دیتی ہی مجکو ہای اخبر

بیک اسا لکا یک سر کو تو مور — محبت کی کیا ہی ڈور کو توڑ

ہوا پر دیکہتی ہون جب پہیر د — سمجہتی ہون کہ آیا میرا پہیر و

کذر جاتا ہی جب طایر وہ اڑ کر — وہین سر دہی پٹکتی ہون زمین پر

تو کہتا تہا کہ مین مجنون ہون تیرا — کیا سو اس لئی جنگل مین ڈیرا

محبت بیمروت توڑ کر تو — کیا تہا مجہی کیون چہوڑ کر تو

مثل کہتی ہون مین اب بصرورت — تو پہر آنکہین کیا طوطی کی صورت

پہی گر گر بیان روتی تہی وہ ماہ — تہا کام اور اوسی جز نالہ و آہ

پہر آخر سوگ مین بیٹہی وہ غمناک — قفس کیطرح کر کی پیراہن چاک

فلک کی کیا کہون یا ہن جسی آزاد بایا ہی

برنگ دل وہین دام محبت مین پہسایا ہی

جو بیدر دون نی وہ طوطا اوڑایا ... بدم کی ہوش کو گویا اوڑایا
وہ طوطا تہا جو سرتاپا توکل ... اور اکہہ کرکہ اب تیرا توکل
خیال آسا چلا روئی ہوا پر ... دئی وحشت کی اوسنی کہول سہپر
کبہی جیون حشم کرتا سیر دریا ... کبہی مجنون کی صورت دشت پیما
تہا دلبستہ جنگل تر ہی کا ... کہ وہ سایہ زدہ تہا ایک پری کا
بسان رنگ عاشق درد دمساز ... نتہا ارام اوسکو غیر پرواز
جرس کیطرح سرگرم فغان تہا ... برنگ لالہ رفور وشب روان تہا
ہوا پر سبز طوطی فوج در فوج ... نظر ائی اوسی جیون بیک کی موج
ستمکش نی جو اپنی جنس پائی ... قیاس اونکو کیا فضل خدائی
خوشی سی ہو گیا طوطون کا دمساز ... کند ہم جنس باہم جنس پرواز
لگا تیرا ہو ہین ادر نی دل شاد ... نہ فکر دام نہ پروای صیاد
خوشش اوسکو دیکہہ چرخ حیلہ پیوند ... ہوا اس غم مین تا اوسکو کری بند
کہ ناگہ ایک صیاد فلک نام ... برنگ کہکشان سر پر لی دام

ہوا اوسکی دشمن

ہوا اوس دشت مین وہ صید خوبان | قضا کی تیر کی صورت نمایان
برنگ دام چشم اوسنی دی کہول | نظر آیا اوسی طوطون کا غول
شجر کی شاخ پر ہر ایک خود کام | لٹکتا تھا برنگ میوہ خام
خصوصاً اون مین وہ طوطا فسون ساز | بسان تار دلکش نغمہ پرداز
خیال بدمنشی مین تھا غزلخوان | نہایت شوق سی جون نکتہ سنجان
دمن صیاد نی بطاقتانہ | بچھایا جلد دام عاشقانہ
بہ رنگ دن کا اوسمین دانہ رکھا | قضا کی طرح چھپکی آپ بیٹھا
طمع نی دانہ کی طوطون کو گھیرا | اوجالا دن کیا اونپر اندہیرا
زمین کی سمت کو آخر وہ ناچار | گری برگ خزان آسا یکبار
نہایت شوق سی کہول اپنی آغوش | لپٹ اونکو کیا دام زمین بوس
رہا حسرت سی بدناوت کا طوطا | بسان طایر تصویر بیٹھا
نظر مین اوسکی تھا دام فسونکار | کہ تھا وہ ذوفنون از بسکہ ہشیار
نہ اوترا شاخ سی وہ مرغ گستاخ | رہا مانند برگ سبز بر شاخ

نہ اولجھا دام مین وہ نسوح دیدہ — بسان طایر رنگ پریدہ

ولیکن قید سی یارون کی دلگیر — ہزارون طرح کی کرتا تھا تدبیر

کبھی کہتا تھا ہنس جا کا ہی آنزدہ — کدھی تک جشن عالی مرکب انبوہ

کبھی کہتا تھا وہ حیرت سرانجام — کدھی ازاد کو کیا دام سی کام

جہا مین دم غنیمت اپنی جان ہے — یہہ سب کہتی ہین جے ھی تو جہان ہے

سراسیمہ وہ بیتھا مضمحل تھا — دل اپنی سی اوسی ر دبدل تھا

مروت نی اوسی اخر نہ چھوڑا — خیال اوسنی یہ اپنی دلمین جوڑا

کدہی طرز وفا سی دور رہ بات — کہ روز بد نکنچی یار کا سات

نزیتی یار رہین دام بلامین — رہون ازاد مین تھا ہوا مین

مروت کی سبب سی کام ناکام — ہوا ناچار وہ بہی طالب دام

بلا کی دام مین مرغ حرمند — طلسم سخت کی صورت ہوا بند

اوسی کا منتظر بیتھا تھا صیاد — کمین سی اوٹھہ کی دوڑا جلد خون باد

جلا طوطون کو لی گھر کو شتابان — برنگ گرد باد دشت رقصان

ہمائی بھی

ہماری عصر مین کیا کہی عبرت — فقط کہنی کو ہی نام محبت
یہ اپنی وقت کی جو آشنا ہین — ہر یک عہد بالکل بیوفا ہین
وفا حیوان کی تو ٹک دیکھی بہائی — نبا ہا کیا ہی باہم آشنائی
یہ انسان گرچہ انسان ہین معتبر — وفا مین لیکہ حیوان سی ہین کمتر
بس اب موقوف کر تو یہ فسانہ — انہون سی کر کنارہ شاعرانہ
تو اپنی مطلب و مقصد پہ آ جا — ہمین احوال طوطی کا سنا جا

اگرچہ تیغ ہی ملک اگر بخشی رضا اوسکی — نوشتہ خامۂ تقدیر کا کوئی مٹاتا ہی

قلم کی ہاتھ سی ہی داد بیداد — رگ دل چھیڑتی ہی جیون نیش فصاد
عجب نیرنگ سی ہی نغمہ پرداز — دہر اکدم چھیڑ دیتا ہی نیا ساز
حقیقت شہر عاشق کی ہی کہتا — نہین یک لحظہ یہ خاموش رہتا
لکھی ہی صورت حال اب رتن کا — اوسی کشور کا اور اوسکی وطن کا
کہ ملک ہند مین سب کو یقین ہی — چیتور آسا کوئی خطہ نہین ہی
کہ یہ جسقدر ہین اوس مکان کی — ہر یک چشمہ رویان ہین بانکی

برنگ ابروی شوخ ستمناک — ہر ایک شمشیر زن ہی وو ہمناسفاک

ولیکن جتنی وہاں خوردہ کلاں ہین — وہ سب اہل وفا جیون عاشقان ہین

فلک کی دید می اہ سون کی دور — کوئی خطرہ نہ تہا مثل جیتہ ور

قضا را ایک برہمن با دل زار — چلا جیو ر سی ہمراہ تجار

جو عاشق کی وطن کا کاروان تہا — برنگ اشک وو روشب روان تہا

وہ سب قطع منازل مین سبک تہی — ہوئی جیون شوق مثل نشہ می

پیادہ وہ برہمن ہاتہون کو ملتا — برنگ گردہ تہا سا تہہ اونکی چلتا

سرانجام اونکی دل کا تہا جو مقصد — بسرعت قطع کی وہ راہ بیحد

خریدا ہر کسی نی وہان بقدر ور — گہر مرجان و عنبر مشک و کافور

برہمن خستہ دل کم مایہ ہر سو — خریدارانہ کرتا تہا تکاپو

جو تہا وہ بی بضاعت سخت ناچار — کہ تہا جنس ارزان کا خریدار

دیار چک مین صیاد دیکہا — کہ طوطا بولتا وہ بیچتا تہا

کبہی اشلوک کہتا ہند وانہ — کبہی اشعار پڑہتا عاشقانہ

۱۰
برہمن نی

برہمن نی وہین دیکر کئی دام — لیا صیاد سی وہ مرغ خودکام

پہرا وہ شاد جب گہر کو ناگاہ — ہوئی شہر میں طوطی کی افواہ

کہ شہ سی طایر ایک لایا برہمن — گہری ہی جسکی عنبری چشم روشن

بسیرت آدمی صورت مین طایر — لسان عقل ہر ایک فن مین ماہر

زنون نی سنکی وصف طایر زار — دل وجان سی ہوا مشتاق دیدار

وہین طوطا حضور اپنی منگایا — ہما کو روبرو اپنی بٹہایا

جو دیکہا رای نی وہ مرغ خوشگو — بہت ہشیار دانا آدمی خو

برہمن سی کہا کہہ مول اسکا — دعا دیکر وہ طوطا آپ بولا

کہ ای راجا تیرا قایم رہی راج — رہی سرسبز جیون گردون تیرا تاج

برہمن کیا کہی کا مول مجہسی — مری قیمت تو سن لی آپ مجہسی

مری بدلی اگر ہاتہی تو دیگا — مجہی اس بیع پر بہی مفت لیگا

کہ مین طایر فلاطون زمان ہون — ہین میری بال و پر اوراق دیوان

حقیقت بحر و بر کی ہی مجہی یاد — فراست مین ارسطو کا ہون استاد

نہایت علم مجلس میں ہوں ممتاز	زباں داں بدیہہ خواں افسانہ پرداز

مری ہر بات ہے جیوں حسن کامل	علاج قوت بیماری دل

برنگ شاعر شعرا دل افروز	فلک کی سیر کرتا ہوں شب و روز

منجم کی طرح ہر خیر و شر میں	ہیں سبعہ سیارہ میری نظر میں

برنگ جام جم با چشم بیدار	جہاں کی راز سے ہوں میں خبردار

مری میزان دانش میں ہے بدیعی	نثار سب حال استقبال ماضی

عوض سن کر ہوا حیرت میں راجا	عوض ایک گنج کی طوطے کو خریدا

خوشی سے پھول کر گھر کو برہمن	گیا لبریز جیوں گل زر سے دامن

نہایت خوش ہوا طوطی سے راجا	کہ ہاتھ آئی اوسے سونے کی چڑیا

وہیں استاد ایک زرگر بلا کر	قفس زرینہ جیوں خاتم بنا کر

وہیں جڑ نگینہ پنجرے کو کیا دور	اوسے ہو یا تاب مشک و کافور

نئی زریں قفس میں سبز طوطا	زمرد کی نگیں کی طرح رکھا

نہایت تلخ کام و جان غمناک	نظر آیا اوسے وہ طایر پاک

کیا اب تو خورشید اوسکا مقرر
کہ اب خالص وقت تو مکرر

اوسی دام محبت نی جو گھیرا
دیا طایر گتین دلمین بسیرا

برنگ بخت سر اوسکا باعزاز
گیا تھا ہم نشین و محرم راز

درون و چہ بیرون خلوت چہ جلوت
جدا کرتا نہ اوسکو ایک ساعت

ولی ہنگام عزم صید صحرا
اوسی رانی کو تھا دہسو نبت جاتا

زبان کا تھامنا حقمین ہنرمندون کے بہتر ہی
سخن ورنہ برنگ خامہ یہان ہر گو لگتا ہی

سخن سنج معانی محرم راز
ہوا ہی اس طرحسی نکتہ پرداز

کہ ایکدن دشت صحرامین برتن بین
شکار افگن تھا باصد زینت و زین

پہنچ گئی نیزہ باز اوس جا ہزاران
بنایا دشت مین تازہ نیستان

تپون نی دھوم جنگل مین مچائی
غضب کی آتش اوس بنمین لگائی

نہ بہتا شیر تھا گولی کا مارا
ہوا بندوق کی آگی جیکارا

گہرا ستانہ ماتہی جو متا تھا
کہ گولی کھائی تھی سر کہو متا تھا

گریزاں گرگ دن جاتا تھا کہیں بل
نہ روکی ڈھال تیغوں کی مقابل

گوزن و شیر چیتی اور چکارے
وہ گرگ و روبہ و خرگوش سارے

پڑی تھی ٹکڑی ٹکڑی جا بجا یوں
کہانی جیسی ہاتی کی پڑی ہوں

رتن ہر چند آپ آہو نما تھا
پلنگ افگن ولیکن ہو گیا تھا

لگا آخر کو چھپنی آن کر شیر
کمان کی حلقہ میں جیوں شیر تصویر

وہ رانی اوسکی زلف عنبرین فام
کہ اوس کا ناگ متی تھا رکھا نام

شکار اپنا کیا اوسنے سراپا
کہ جیوں دشنہ ہوتا ہی زہر کا

کناری اوڑھنی کی منہ پہ دلخواہ
نمایاں تھی برنگ ہالۂ ماہ

لباس تاش میں جیسا تو دلبر
شعاعی خط میں جیوں خورشید انور

وہ دورا سرمہ کا او چشم گلفام
رم آہو کو تھا یک حلقۂ دام

نظر میں صرف ساق قد نہ آیا
جو میں اوس شوخ کا لکھتا سراپا

غرض بن ٹھن کی وہ غارتگر دل
رخ آئینہ سی کرتی تھی مقابل

نظر آیا جو اوسکو اپنا عالم
مصفا چہرہ ابروی پر خم

بلاکی

نگہ کر کی وہیں حسن نی آہن | ہوی عاشق وہ اپنی آپ خود مین
اوسی اغماض سی تیوری چڑہا کر | قفس طوطی کا ماہنو مین اوٹہا کر
کیا آئینہ سان اوسکی طرف رو | کہا ہنس کر کہ ای مرغ سخن گو
نہایت تو پہرا ہی کا جہان مین | رہا اکثر ہی بزم گل رخان مین
بہار سبز کی مانند ہر جا | ہر ایک صورت کا کل ہی تو نی دیکہا
جتر نی بد منی کو جانتا ہے | ہر ایک کا حسن تو پہچانتا ہے
پدم کا تو نی ہیکا ناز دیکہا | ہی اوسکی حسن کا انداز دیکہا
قسم دیتی ہون تجکو مجسی سچ بول | ٹک اپنی دیدۂ انصاف کو کہول
کہ میرا حسن بہتر یا پدم کا | بتا دی فرق جو ہی بیش و کم کا
یہہ باوہ کوی طوطی نی جو گی کو | رہا جیون بلبل تصویر خاموش
وہ خاموشی کہ رانی نی بنو جہا | خیال خام سی پہر اوسکو پوچہا
کہ گر حسن پدم ہی مجسی بہتر | تو کہہ دی سچ نہ ہو زنہار ششدر
ہوی جب پہر کی رانی بادپیما | اوٹہا طوطی کی سر مین ایک دہوان

کہا رانی کو اوس نے ای ناز پرور
رہی مت چتر دولت تیری سر پر

بدم کی بات سچ مت بوجھیو مجھ سی
کہ ہی وہ بد عمل نہایت دور تجھ سی

اگرچہ تو بھی یک رشک پری ہے
تیری ہر عضو مین جادوگری ہے

ولیکن اوس پری رو کا کف پا
تیری مونہہ سی کہین دلچسپ ہی کا

جو دیکھی شکل تو اوس دلربا کی
نظر آوی تجھی قدرت خدا کی

شکل آوی جو خورشید جہانتاب
فروغ مہ اوڑی مانند سیماب

ہوی جب گوش زد رانی کی یہ بات
وہین سوچی کہ یہہ طوطا ہی بدذات

غضب سی اپنی دایہ کو بلایا
یہہ قصہ درد کا اوسکو سنایا

کہ ای غمخوار یہہ طوطا بہمن ہے
میری حق مین یہہ مار آستین ہے

اگر یہہ قصہ راجا کو سناوے
میرا نقش اوسکی نظروں سی مٹاوے

بدم کا عشق اوسکی دل مین گڑ جاے
یہہ گھر بستا ہوا دم مین اوجڑ جاے

وہ کر مجنون کی صورت دشت پیما
ہو جاوی بستی گھر مین فتنہ برپا

میرا آباد گھر کردیگا ویران
دل عشاق کی مانند ویران

[illegible]

یہی بہتر کہ اسکو ذبح کر ڈال ۔ بلائی ناگہان ہر سی میری ٹال

وہ دور اندیش دایہ تھی جو دانا ۔ تامل کار کو سوچی سراپا

رتن کی طبع سی ہو کر ہراسان ۔ کیا طوطی کو اپنی گھر مین پنہان

اوسی صورت کا یک طوطا منگایا ۔ گر اوسکو ذبح رانی کو دکہایا

کہا دل شاد رہ ای مونس جان ۔ کہ انسان ہو کیا حیوان سی نالان

جو وقت شب تن با خاطر جمع ۔ ہوا رونق فزای خانہ جیون شمع

وہین رو سادہ دل خاتون نی اول ۔ سنایا رانی کو قصہ یہہ مجمل

کہ مینی حسن اپنا تھا بنایا ۔ تیری طوطی نی شاید رشک کہایا

اوٹھا کر سر ترش رو خام کردار ۔ سینہ وری آینہ کی صورت نمودار

لگا تھا میری دل پر جو زخم ۔ ہر منقار مثل نیش کژدم

میرا حق نمک اوسکو جو بہولا ۔ یہہ کہتا تھا وہ مجہسی بہولا بہولا

کہ مین دیکہی یک مہروی گلرنگ ۔ ہی تیرا حسن جسکی آگی بیرنگ

کہا اتنا جو گہر کی گربہ گمراہ ۔ پڑی چاکر قفس پر اوسکی ناگاہ

کیا شور ہمنی لیکن کچھ نتھا سود — سزا ای کذب کو پہنچا وہ مردود
رتن نی سنکی اس قصہ کو سوچا — کہ آج اس زال مین کچھ ہیگا کالا
غضب سی بولا کای برگشتہ اختر — تو میری سامنی یہہ مکر کم کر
تو کر طوطی کو میری جا پیدا — ہی تیرا مکر سب مجہ پر ہویدا
و الا اس لی رانی ناک متی — پر اوسکی لیکی ہو جا تو بہی ستی
جہان طوطا گیا تو بہی وہان جا — نکر تو آپ کو ناحق مین رسوا
جہانمین راج ہت ہوتا ہی مشہور — خصوصًا واجبی تہا یہہ جو مذکور
ہوا رانی کی دلمین خوف پیدا — چہتی کا دودہ اوسکو یاد آیا
سر اوسکی سنی اوڑا یکبارگی ہوش — ہوا خواب و خورش اوسکو فراموش
گئی دایہ کی پاس اوٹہہ کر ہراسان — تدرو آسا بچشم سرخ گریان
سر اپنا پیٹ کر اور کر کی زاری — تظلم خواہ کی صورت پکاری
کہ مثل زلف میری سر پہ دائی — بری کالی بلا امشب ہی آئی
اگر طوطا نہین اب ہاتہہ آتا — تو میری ہاتہہ سی راجا ہی جاتا

غرض دایہ نی سنکر یہہ فسانہ | کہ جانا اوس گہری پہر نجانا
وہین اوٹہہ کر برای پاس خاطر | کیا جلدی ہی سی اوس طوطی کو حاضر
وہی طوطا جو دیکہا لائی دائی | گئی جان اوسکی پہر قالب مین آئی
رتن کی پاس لی آئی وہ طوطا | کہا بس مینی دیکہا تجکو راجا
تجہی مین آزماتی تہی نکر وہم | کیا بس مینی تیرا پیار معلوم
کہ ایک طوطی کی بدلی ای جفاجو | مجہی بی آبرو کرنی لگا تو
الا ای طوطی دانای اسرار | لگا دیتی تہی آتش تیری منقار
پدم کا تو بیان کر کی سراپا | سراپا کیون مجہی اب ہی جلاتا

جدا کرنا پری رویون سی ابدال تجکو مہتر سی
کہ انکا قید سی ایا آہ شعلہ سا دیکہاتا نہی

قلم کی آتشین منقار بلبل | لکہی ہی یون شکست ساغر گل
کہ جب راجانی اوس طوطی کو پایا | برنگ سرمہ انکہون سی لگایا
اوسی خلوت مین لیجا کر یہہ پوچہا | چہپا رکہا تجہی رانی نی کیون تہا

پدم ہی کون جسکی حسن کا تو
بتاتہا جو پتنگ اس پری کو

بطور راستی کہول اپنی منقار
سخن کی بول اس غنچہ سی اظہار

یہہ قصہ سنکی وہ مرغ خوش الحان
ہوا مثل صدف وہ گوہر افشان

کہ ای گلدستہ باغ مروت
کہون کیونکر پدم کی مین حقیقت

ابہی بہولی سی نام اوسکا لیا تہا
سبب حکم قتل رانی نی کیا تہا

بچایا مرگ سی دایہ نی فی الحال
ملی تہی خاک مین ورنہ پر و بال

اگر مین راستی اب کی کہون گا
خدا جانی کس آفت مین پرون گا

مثل ہی یہہ غلط ہرگز نہین سانچ
کہ کبہی بہی نہین ہی سانچ کو آنچ

ہی کجبازونکی ال سی راستی دور
کہ ہی الحق مرگ قول مشہور

ولیکن مین پدم کا ہون نمک خوار
ہون اوسکی قد کی صورت راست کردار

کہون یک قصہ غارت گر ہوش
کہ ہو خواب و خورش سبکو فراموش

سراندیپ ایک معمورہ ہی دلشاد
سمندر کی ہی ٹاپو مین وہ آباد

برنگ چشم گرد شہر دریا
رہین ہین لوگ اوسمین مردم آسا

پدم کی

جو گرد اوس بستی کی فضا ہی — رخ خوبان کی صورت دلکشا ہی

نہوں کیونکر وہانکی لوگ ستہرے — کہ وہان جنت کی باشندہ ہین اوترے

عدن کو چہوڑ کر حوا و آدم — ہوی آب ہوا سی وہان کے خورم

یہہ ہی موج ہوا کی وہانکی تاثیر — کہ کرتی دلکو ہی جیون زلف تسخیر

مگر وہ قطعہ ہی گا پرنیان کا — کہ وہان تصویر کا عالم ہی بستا

خرد حیران ہی جو پانی کی اوپر — بسا ہی عالم تصویر کیون کر

جو اوس خطہ کا ہی اب کارفرما — اوسی کہتی ہین گندرب سین راجا

قلم آسا ہی اوسکی عدل کا ٹہاٹ — گوزن و شیر پانی پیوین ایک گہاٹ

ہی اوسکی پردہ عصمت مین دختر — بہ پیکر یہ منی خورشید منظر

ہوی جو یہ منی مخلوق گلفام — پدر نی اوسکا پدماوت رکہا نام

ٹہرتا نہین نظارہ اوسکی مونہہ پر — کوی سورج کو دیکہی کیا برابر

کہون کیا ہی اوسکا قد و قامت — بلا و فتنہ و آفت قیامت

نظر جسکو پڑا اوسکا سراپا — وہین دل سی اوٹہا اوسکی بہبوکا

جو کوئی دیکھی وہ موئی سیہ فام / بلا ہوئی وہیں اوس پر سر شام

جواہر بال بال اوسکی ہیں افزون / اندھیری شب میں جیوں چمکیں ہیں جگنون

عیاں موئی سیہ سی اوسکی یون فرق / سیہ بادل میں چمکی جسطرح برق

نمایاں مانگ ہی یون اوسکی سر پر / محک پر جیا کھینچا ہے خط زر

عیاں موئی سیہ سی فرق پر نور / برنگ شعلہ بالای سر طور

وہ نیچی پٹی محرابی جو دیکھی / وہیں زاہد زمین سی سر کو ٹیکی

جو بانہی ہے کھینچ کر جوڑا وہ مغرور / بندھا دل وہاں سبھی جیونی کیا ہی گور

وہ ڈھیلا پیچ ہی اوسکا جو سادا / بچھونی اوسمیں آ رستم کا دادا

عجب زیبا ہی وہ موبند زرتار / شب یلدا میں جیون ثاقب نمودار

کہا یہہ جسنے اون زلفوں کو دیکھا / یہہ لشکر بیطرح شبخون کریگا

کھونگیا جب کھری وہ درۃ التاج / کری زلفوں میں اپنی شانہ عاج

نمایاں شانہ و زلف گرہ گیر / سفید ہاتھی کی جیوں دانتوں میں زنجیر

جو سر میں تیل ڈالی تھی سہیلی / رکھا تھا نام مہی اوسکا چنبیلی

ذقن چاہ وصف مژگان وہ خونخوار / وہ کاکل اژدہا زلف سیہ مار

سیہ زلفین اوسکی شانہ عاج / روان ہی مثل مہتاب شب داج

غلط مینی یہہ دی ساتہہ اوسکی تمثیل / کجا زنجیر و دندان و کجا فیل

غرض وہ زلف ہی جو باصد امید / شعاعی خط کالا وی نشانہ خورشید

ہی دل اوس مانگ کی رستہ میں شب بیدار / کہ آدہی رات اندہیری جای کیدہر

تہہ زلف اوسکی وہ کن بہول زیبا / کل شب وہی جیسی شب کو بہولا

کوئی کس طرح دیکہی وہ بناگوش / نظارہ کا اوڑا جاتا ہی وہان ہوش

کہ وہ زلف اور لڑیان موتیون کی / سیہ ناگن ہی جیون اندہ ونیہ تہی

وہ جبیس پر نہ ماتہی چین پر جبین ہو / اگر ہو وہی کدا خاقان چین ہو

جبین پر اوسکی ٹیکا آشکارہ / سحر کا جس طرح نکلی ستارہ

نکر اوس مصرعہ قد پر مبین / ہی زر کا انتخابی نقطہ روشن

د بالستی من دم میں ضید دل کو / برنگ ناخن شیر ابرو اوسکی

وہ بیمار انکہین ہو نوین کیت شفاخیز / نہین کرتی غذای خو تسی پرہیز

مگس کیطرح دل ہی اوسپہ بیتاب — ہی اوسکی چشم میں نیت بدنگہ خواب

مین اوسکی چشم کی سرخی کہونکیا — کہ جسکی شکل سی ہی خون برستا

اوسکی غمزہ و عشوہ بکارے — کہ یہان دل ہمنی ہین تیغونسی مارے

کنار چشم کی یک خال ہی کا — کہ جیسی بچۂ آہو ہو بیٹہا

مشابہ کر کی اوسکی رخ سی اکثر — بناتی آینہ ہین آینہ گر

عجب حسن رخ و چشم بلا زاد — کئی جس چہرہ پر اللہ نی صاد

جو ہووی آینہ اوس رو سی ہمسر — وہ مژگان کہین پُرین مانند جوہر

جو روئین تن کی وہ سینہ کو توڑین — بہالا بہر اوس سی مونہہ کو موڑین

نکیلی خوشنما بینی طرحدار — ہی گویا حسن کی طوطی کی منقار

لبون کی کیا کہون مین دلربائی — کہ ہین دندان مصری کی مٹہائی

مسی ملکر جو برگ پان چباوی — وہ لب جیون برگ نافرمان دکہاوی

دہن مین اوسکی ہی وقت تکلم — برنگ غنچہ یک رنگین تبسم

جو ہنسی قہقہ ق[illegible] مانند مینا — گلو سی نازنین سی ہی دکہاتا

مواعلم

ہوا عالم دہن کی اوسکی عدم مین / کہ دیکھین جا کہین خواب عدم مین

در دندان دہن مین یون ہین باہم / نہان غنچہ مین جیون قطرات شبنم

چبا کر پان اوسی موںہہ کیا لال / چھپائی خونخوری کس ڈہب سی فی الحال

کہ جیون میخوار کہا لیتی ہین کچہہ شی / برای دفع بوی ظاہر می

جو سرخی پان کی تنک پہنچی بر جائی / وہ لب جیون شب ہتی یاقوت دکہلائی

دہن پر حلقہ بتہ کیا کہون یار / ہی مرکز پر طلائی خط پرکار

وہ پونچھی دہو کی یون رومال سی رو / لپیٹین جس طرح کپڑی مین گل کو

زنخ پر ہی جو اوسکی خوشنما تل / کسی عاشق کا جل کر رہگیا دل

عجب گردن ہی جسکا حسن پرتو / ہی بزم آرای ال جیون شمع کی لو

وہ اوسکا ساعد سیمین و بازو / ہی حسن روز افزون کی ترازو

وہ پنجہ ہی کہ جس پر لڑکی باہم / حنا کا قتل ہو جاتا ہی عالم

جو دیکہا جس اوس سینہ کا رخشان / ہوا آب بقا ظلمت مین پنہان

وہ زیور اور کناری سینہ فرسائی / ہی عکس ماہ جیون دریا مین لہرائی

مصفا سینہ پر جو تل عیان ہی — کسی کی مردمک کا وہ نشان ہی

پڑی سینہ پہ ہی وہ زلف پر تاب — اوگا ہی جیسی سنبل برلب آب

مصفا سینہ و زلف دلارا — نظر آتی ہی مثل موج دریا

جو زلف اوسکی ہی پستان کے مقابل — ہی برج سنبلہ مین بدر داخل

نہو کیونکر فرح بخش دل زار — وہ پستان ہین طلای دست افشار

مگر لوگون کی نظرون سی بچا کر — رکہی دو دل ہین انگیا مین چہپا کر

کبہی نظارہ کہتا ہی کہ شہباز — کمر کی دور سی باندہی ہی طناز

نہین ہی آنک بے وہ دست آموز — اوسی تہلی مین رکہتی ہی شب و روز

نہ انگیا ہی مگر ابر بہاری — کہ نت چمکی ہی وہان برق کناری

کہونکیا حالت اوس نازک کمر کا — ہی چشم حور کی سرمہ کا ڈورا

لکہی کیونکر کمر کا اوسکی احوال — ہی چشم خامہ مین رشتہ کا پربال

نگہ اوسپر کری کیونکر نظر باز — کہ حائل ہی کمر کی چین پشواز

نہین جاتی نگہ کی تیز بینی — دکہائی دہی ہی کمر موی چینی

پیچ ناف کا

نہ پہنچا ناف تک اوسکی قبا نہ
کہ تہا وہ حسن کی آہو کا نافہ

حیا اگی ہی بس اب منع کرنی
سر عجز اپنا ہی زانو پہ دہرتی

کہوں آئینہ زانو کی کیا بات
کہ ہی وہ عینک چشم خیالات

شگوفہ ارغوان کا وہاں نہاں ہے
وہ ساق اوسکی دو شاخ ارغوان ہے

حنائی وہ کف پائی نو آئین
گل مہندی سی بہی وہ شوخ رنگین

کہوں کیا جلد کی اوسکی صفائی
ہو جیسی وہ پر ہلکی ملائی

جو پہنی شوخ نافرمانی جوڑا
نظر آتی ہی جیون لنکا مین سیتا

اگر پہنی وہ جوڑا زعفرانی
ہو شادی مرگ عالم ناگہانی

اگر دامن وہ شوخی سی جہٹک جائی
پری کی آنکہ مین بجلی چمک جائی

وہ اوڑہی تاش کے سنجاف دامان
نہ پلٹی ہی کسکی آہ سوزان

نزاکت سی لباس اوس کلبدن کا
بجز شبنم نہین تن زیب ہوتا

بدن سی اوسکی زیور کو جلا ہی
کہ جیسی آگ پر رکہا طلا ہی

سبجی ہی موتیون کا اوسکو زیور
کہ گل کو زیور شبنم ہی بہتر

جو حسن گرم آئینہ کو دیکھاتی
وہین سیماب آئینہ کا اوڑ جاتی

اوسی کس پیار سی آئینہ لیکر
چھپا لیتا ہی اپنی دل کی اندر

ولیکن عکس وہ شوخی سی جاوید
نکل جاتا ہی مثل عکس خورشید

حیا مین کیا کہون اوس عشوہ گر کی
عرق کرتی ہی گرمی سی نظر کی

نظر آتا ہی اوسکا وہ پسینہ
جڑا کندن پر ہیری کا نگینہ

جو ہوا اوس آتشین خو کی مقابل
سپند آسا کھلی ہی غنچۂ دل

جو دل اوس مست کے آنکھون سی اٹکا
لہو پیکر وہین مینا سا ٹپکا

دل کریان جو زخم اوس خشم سی کھای
وہین جیون زخم روی آب مل جای

غرض مین کیا کہون اوسکا سراپا
کہ ہین دل جسپی اوسکی جملہ اعضا

ہنوز اوس گل کا غنچہ وا نہین ہی
صبا نی اب تلک چھیڑا نہین ہی

نہین نافہ بہ کہا یا دشنہ تیز
وہ آہو ابتلک ہی وحشت انگیز

برای شمع بزم ماہ سیما
جو سورج ہو لگن کیا ہی اچنبھا

رتن ہمہ ماجرا سنکر بیکبار
ہوا حیرت سی مثل نقش دیوار

تو می کی

پدم کی عشق نی دلمین کیا گہر | وہ تہا سینہ مین اوسکی جوش محشر
وہ طوطا بہی ہوا کہہ کر پشیمان | رہا جیون طایر تصویر حیران
الاہی نقش بند دفتر عشق | الاہی مانی صورت گر عشق
محبت کی تو کہینچ اس دلپہ تصویر | کروں ہمین تا رتن کا عشق تحریر

غرض یک بہر داغ عشق جسکی دلمین پایا ہے
برنگ مشعل کشتہ اوسی دم مین جلایا ہے

کروں کیا عشق کا مین وصف ارقام | کہ فرماتی ہین حضرت مولوی جام
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد | بسا کین دولت از دیدار خیزد
دلیل اس قول پر ہی یہہ دوبارا | رتن کا حال دیکہا آشکارا
کہ جب وہ طایر حیرت سرانجام | ہوا خاموش کہکر قصہ تمام
رتن کا سنکی یہہ احوال جانکاہ | اوڑا سینہ سی دل جیون شعلۂ آہ
تڑپنی لگ گیا بستر پہ بیدل | سمک آسا ہوا بی تیغ بسمل
برنگ غنچۂ نرگس وہ رعنا | جو تہا بیمار مادر زاد پیدا

گفتار

محبت کی ہوا گرمی سے بیتاب | لگا رنگ اوسکا اوڑنے مثل سیماب
سپید و سرخ تھا وہ جان بیتاب | برنگ اشک خونی ہو گیا آب
برسنے اوسکی چہرہ سے لگا درد | گل خورشید کی صورت ہوا زرد
لگا خون اشک کی ہمراہ آنے | لگا آتش کو پانی مین بجھانے
رخ تابان سرشک لمین غرق آب | ہوا خورشید آسا چشمۂ آب
کہان بجھتا تھا اوسکا شعلۂ سرکش | بجھی کب مہر کی چشمہ سے آتش
گرا روکی آخر کو وہ بیہوش | برنگ ابر صد طوفان در آغوش
یہہ سنکر حال اوسکا پر مصیبت | ہوی جمع آکی سب ارکان دولت
لگی تدبیر کرنے وہان اطبا | گلاب خالص اوسکی مونہہ پہ چھڑکا
بناکر نسخہ اوسکو سنگھایا | جو اوس بیدل کو تھوڑی ہوش آیا
سبہون نے رو رو پوچھا کہ ای دل افگار | ہوا کیا تجکو کر تک حال اظہار
ہر ایک کی مونہہ کو تکتا تھا وہ حیران | کہلی دیدہ برنگ چشم بیجان
جواب اوسکی جو مونہہ سے کچھ نہ پایا | لگا سر پیٹنے دستور دانا

مانند گونگی کے

ملنگوں کی طرح تہا زمین پر
ذرا بہچان تو مجہہ ناتوان کو
ہوا کیا تجکو ایسا جو یہہ ناگاہ
نہیں بن روی کیون تیری تن جیسا
تیری انکہون کی حالت ہی واہی
تیری مونہہ کا کیا رونق کیا رنگ
یہہ کیسا زخم تجکو کہا گیا ہی
تیرا آہون سی آتش دل ہی جلتا
تو ہی کس شعلہ رو کی غم سی دل تنگ
تو مجکو درد سی اپنی کر آگاہ
جو کچہہ اوسکا نہ رکہیو تو فی الحال
غرض رو کی وو دستور دانا
وزیر اپنا جو غمگین اوسنی پایا

کہا مجسی تو بول ایجان مضطر
قدیم اس آستان کی جانفشان کو
مصاحب ہو گیا با نالہ و آہ
ہوئی کیون مجمع البحرین عینین
ہو جیسی کشتی مردم تباہی
جو بہکی گلکی صورت اوڑ گیا رنگ
جو بسمل کی طرح تو لوتتا ہی
دہوان سا ہی تیری مونہہ سی نکلتا
ہوا ہی زرد کس مہتاب سی رنگ
برنگ نغمہ اس پردی مین در راہ
کرون تجپر تصدق جان اور مال
رتن سی حالت دل پوچہنا تہا
لب آتش فشان کو یون کہاوا

کہ مثل نال ہی ای غمخوار دلسوز
میری رگ رگ مین ہیگا نالہ سوز

تو کچھہ مت پوچھہ مجھسی ای ستمکش
لگی ہی ناگہانی دل کو آتش

میرا شعلہ بجھی دشوار ہی کا
چنار آسا ہی آتش دل مین پیدا

کہو نکیا مین تجھی اس سوز کی بات
کہ گذری دل مین یک لب کی خیالات

چراغ آسا دل دیوانہ مین
ہوا یاقوت کی آتش سی روشن

تعجب ہی لب میگون سی فی الفور
لگی آتش میری سینہ مین اس طور

انار آسا میرا غمخوار یون سی
لبالب دل ہی سب چنگاریون سی

نہ نکلی کس طرح آہ شرربار
کہ آتش دی ہی ہر ساعت غم یار

سنا ہی مینی مژکان کا فسانہ
ہوا ہی سینہ بہ زنبور خانہ

میری سینہ سی دل نی مونہہ کو موڑا
یہہ گھر ماہتون سی زنبور نکی چھوڑا

مجھی دل اب اوسی جانب کشان ہی
کہ جو عنقا کی صورت بی نشان ہی

یہہ کہتا ہون کہ جو کی ہو کی جاؤن
نشان اوس بی نشان کا ڈہونڈہ لاؤن

مدد طالع کی ہو تو ڈہونڈہ لیجی
وگرنہ سر طلب مین اوسکی دیجی

برنگ شمع ہو من

برنگ شمع ہو ممکن ہر سی ہزار — نہین بن یار اب مجکو درکار

بناؤن کا جو دل کا مدعا ہے — یہہ دم سینہ کا مجکو اژدہا ہے

مجھی طوطی نی یون تلقین کیا آہ — کہ عیاشی مین وصل یار ہے چاہ

تو جب تک جسم کو اپنی نہ توڑی — دل اس دنیا و دولت سی نہ موڑی

نہ پہنچی گا کبھی مطلب کو زنہار — کہ وصل یار ہی شاہی مین دشوار

جو کوئی طالب دیدار ہی گا — نہایت کہینچتا آزار ہی گا

جسی محنت سی ہاتہہ آتے پیارا — بہت بر زور ہی اوسکا ستارا

ہزارون مر گئی ہین کہینچ کر رنج — نہین ہاتہہ آیا ہرگز وصل کا گنج

طریقہ عشق بازی کا ہی مشکل — کہ ترک سر ہی اوسکی پہلی منزل

یہان جو طالب مقصود ہی گا — اوسی نقصان اپنا سود ہی گا

یہہ عیش و عشرت دنیائے فانی — ہی خواب انگیز جیون افسانہ خوانی

جو کچہہ تہی سر گذشت اپنی یکبار — رتن نی کہہ سنائی سب بیان وار

یہہ سنکر ہو گیا بیخود وہ دستور — دماغ اوسکا ہوا بی بادہ مخمور

کیا خالی جو دل کمین غم بھرا تھا
وہ رویا بہوت کر مانند مینا

کہا اے نیر برج سعادت
فسانہ مت سمجھ عین حقیقت

بد و نیک جہان کیا جانے طایر
حسین و زشت کیا پہچانے طایر

کہ ہرگز تجکو لیکی ڈوبی
سمجھتا کیا ہے طیر انسان کی خوبی

خرد کو کار فرما تو بدستور
کہ اپنے سر سے سودا زلف کا دور

نوشت و خواند او سجا کی منگالی
تو زر کا زور اپنا آزمالی

اگر زر سے بن آوے کر تو تدبیر
کہ ہووے زر سے جن و انس تسخیر

ہما اغ عنقا کا زر سے ہاتھ آوے
تو اپنی جان ناحق مت کہپاوے

یہ سنکر لوگ سب حیران ہین کے
وہ تجہ دانا کو دیوانہ کہین کے

مین دل مین سوچتا ہون ایخداوند
کہ نادان کیون ہوا ایسا خردمند

رتن بولا کہ ای دستور غمخوار
تیرا دم ہے علاج جان بیمار

ولیکن مجسے دیوانہ کی تدبیر
کرے کیون آہ جز زلفونکی زنجیر

نہین نسبت ہے میرا دیوانہ بن مین
کر اوس زلف سی جاہ ذقن مین

کہ اے دیوانہ یون

کھڑا روتا ہون مین قسمت کا لوٹا
کہ یہہ قہر آسمان کیا مجھپہ ہے ٹوٹا

مین دلکو آپ سے سمجھتا ہون پیارے
کہ اف انہ یہ تو جان اپنی ہرت دے

ولیکن اوسکی باتین مین کہونکیا
کہ مجکو یون جواب ہی گا وہ دیتا

جو تیر عشق کا ہووی نشانہ
فسانہ اوسکو ہو جاوی بہانہ

محبت کی نہایت تیز ہی آگ
ڈسنی ہی اوڑکی اکثر عشق کا ناگ

جلا ہون طور آسا وای اندہیر
کہ ہون الم کہڑا اور راکہہ کا ڈہیر

بنا دل ایسی ناوک کا نشان ہے
کہ مژگان جسکی غمسی خون فشان ہے

نہین معلوم زخم اوسکا کدہر ہے
پر بسمل مگر لوہو مین تر ہے

نگہ کی تیغ کا بسمل ہون ہائے
کہ تہی جیون برق لوہو مین نہائے

کری ہی یاد جس لعل میگون
برنگ لہو ہی گل زخم دل افزون

غم کان ملاحت سے مین ابار
گلا جاتا ہون جیون لونی کی دیوار

اگر قاصد کو بہیجون ہی یہہ مشکل
کہ راہ اوسکی نہ دیکہی کا میرا دل

دل مغموم دیکہی کس طرح راہ
اشد الموت ہی کا انتظار آہ

اگر یون بھی ہو تو ہی کا یہہ سوال   پیام وصل ہو یا آس و یا یاس
یہی بہتر ہی سب سی آپ جا و ان   نصیب مدعا کو آزما وُن
میاں مجی کا نہین ہی عشق محتاج   جہا منین آپ کا ج ہے کا مہاکاج
نگین و تاج تجکو سونپتا ہون   سب اپنا راج تجکو سونپتا ہون
تو میری ملک پر جاری کر احکام   کہ جز صحرا نہین مجنون کو آرام
رعیت کو میری دلشاد رکہیو   میری کشور کو تو آباد رکہیو
جو جیتا ہون تو پہر دیکہون کا دیدار   میرا تیرا بس اب اللہ ہی یار
یہہ کہا کر گیری بہاری ہو کی بیتاب   گری پڑ رہی کتانکی جسی مہتاب
اگرچہ غم سے تہا وہ جان غمناک   یہ جیون گل پیرہن ہس ہس کیا چاک
لپیٹی جوگیون کی طرح تن پر   برنگ شعلہ رنگین ایک چادر
سراپا تن پہ خاکستر لگائے   بگولی کی طرح صورت بنائے
سر عریان پہ جہوڑا او سے کے تار   علم پر جیسی ابریشم کا جہبا
نمایاں جہٹلی پر کی را کہ یوں تہی   کہ جیسی سرو پر بیٹہی ہو قمریا

نمایاں ہو گئی

نہایت ہو گئیں مژگاں وہ پر قہر
کہ خاک آلودہ ہو زنبور پر زہر

خط نور سیہ خاکستر سی اوسکا
نمایاں جیوں خط زیر نگیں تھا

وزیر اوسکا کھڑا تھا دم بخود وہاں
برنگ ابر دل لبریز طوفاں

خبرداروں نی اوڑکر صورت آہ
کہ وہ مہ کو کہا یہہ حال جاں کاہ

ہوا ہر چار سو یک شور و غوغا
ہوا ہر ایک دل مین حشر برپا

نہو نا حشر کیونکر چھوڑکر راج
ہوا جوگی رتن سا صاحب تاج

گری گہر جسکی دلمین عشق بی پروا رتن کیطرح
فرار و خواب خور گہر بار کنبہ سب جھنا تا ہے

اوٹھا باہر سی جوگی لیکی ناموس
ہوا مادر کا جا گہر مین قدم بوس

ادا کر رسم پہلی سب ادب کے
[illegible] کی ماں سی پھر رخصت طلب کے

کہ ای ما سفر ایک سر بر آیا
مجھی کرنا ہی اب تجھسی پرایا

نہیں ہی حق تیرا مجکو فراموش
ہی تیری دودہ کا مجمیں ابہی جوش

کہ تو نی الفت و شفقت سی مائی
مجھی تیس و ہار رین مین پالائی

سحر جو گل کا بو پانی مین آیا — تو بھیکی مجکو سوکہی پر سولایا

تو ہیری غم مین یہہ جا کی کہ یکبل — لگین تیری نہ پلکین مین بغل مخمل

جو کچھہ کی تو نی مجہ پر جان فشانی — کہون کیا سب تیری تہی مہربانی

برنگ لعل تو نی مجکو پالا — بسان مہر مجہ پر سایہ ڈالا

میرا پہنچا یہہ آخر فرق شاہی — یہہ گردون سی لیکر تا بہ ماہی

مین زرین تاج سی جیون شعلہ بیزار — ہوا ہون عشق کی ہاتہون سی ناچار

کہ رکہہ کر عشق نی اب داغ سوزان — بنایا دل میرا سر و چراغان

جو انگارہ کی صورت دل جلا ہے — بہبوت اب راکہہ کا مینی ملا ہے

مجہی جلنی سی جو فرصت نہین ہے — یہہ پیراہن بہی جیون گل آتشین ہے

ہوا ہون بگر خان کا مین قلندر — جٹا بلبل نمط ہی میری سر پر

یہہ کندل کان مین جو مینی پہنا — ہوا حلقہ بگوش اب ایک پری کا

جو بی مہری نکرتی زلف خوبان — تو ہوتی مجہہ پہ کیون شام غریبان

پڑا آہو نگاہون سی جو پالا — لیا کاندہی پہ مینی مرگ چہالا

نگین و تاج تخت و ملک کشور
پدم کی واسطے جوگی ہوا ہوں
تو کہو تا سیر دریا کو میں جاؤں
جو کچھ میں نے کہا ہے بخش دیجے
جو دیکھی ماں نے صورت اوس پسر کی
وہیں بھر لائی وہ غم دیدہ حیران
بن آتش جل گئی جیسے ہو کی دلگیر
جو سنگی دل ہی دلمیں غنچہ آسا
وہیں گم وہ تو کہول الفت کی آغوش
کہا ہے ہی میری پیاری رتن آہ
تب غم نے جلایا تجکو کیا
کہیں طایر بھی تنک تو سوچ تو آہ
خرد سی کیوں تو بیگانہ ہوا ہے

کہا میں نے فدائی نام دلبر
سفر کی تجسی رخصت مانگتا ہوں
کہ ہر پہہ سوز دل کا وہاں بجھاؤں
دعا کے ساتھہ مجکو یاد کیجے
اوس آتش پارہ خاکستر کی
برنگ ابر طوفان دیدہ مژگان
کھڑی رہ گئی برنگ برق تصویر
لو آتش کا اوٹھا دلسی بھبھوکا
لپٹ گئی اپنی اوس شعلہ سی بیہوش
کہیں جوگی نہیں ہوتی ہی پاتشاہ
کہ دل اپنا نہیں تو تھام سکتا
ہوا ہی جس کے عالم سی آگاہ
جنون سی کیوں نتو ہمجا نہ ہوا ہے

کف پا مین تیری دیکھا ہی اکثر
کہا ہی برگ گل نی کار نشتر

کری گا کیون کی تو صحرا مین رفتار
سنا نسی تیز ہی جس جا کا ہر خار

تیرا یہہ ملک و دولت ہی خداداد
خدا کی داد کہ مت کر تو برباد

عبث ظاہر کی تونی بس حکایت
کیا دل کو گرفتار مصیبت

رتن بولا کہ بس اے میرے غمخوار
نہین ہی ملک و دولت مجکو درکار

مین اپنی دلربا کا ہون قلندر
نہین بہانا مجہی دیہیم و افسر

لکہا قسمت کا جو تہا پیش آیا
نوشتہ اب نہین جاتا مٹایا

کہا مان نی کہ بس اے میرے مجنون
نوشتہ گر نہین ہوتا دگرگون

مجہی تو مار کر یہان سی چلا جا
زمین کی پردہ کی اندر چہپا جا

مرونگی مین جو کہا کر تیرا غم
کری گا کون تجبن میرا ماتم

اگر سایہ ہوا ہی تجکو اے جان
بلاونگی عزیمت خوان بہت یہان

مرض نی جو تجہی گہیرا ہی بیمار
اطبا ہین بہت نوکر ہمارے

گیا ہی گر کہین تجہہ جادو
سیانون کو یہہ حال اپنا دکہا تو

اگر نجیبر آثر ہی یہہ نظر کا
سپند دل میرا ہی کا سلگتا

تیری مشکل کری اللہ آسان
کرونگی جان و مال اپنا مین قربان

رتن بولا کہ سن اے مہربان تو
نہ سایہ نہ نظر مجبیر نہ جادو

مین ہون بیمار آہ اوس لعل لب کا
دوا میری کرین گی کیا اطبا

نہین محسوس ہی حرکت نبض
رگ یاقوت ہی گی صورت نبض

غرض مجکو دعا سی کر تو رخصت
خدا کو سونپ آون تا سلامت

جو دیکھا مان نی ہی یہہ سخت مجنون
اثر اس پر نہوگا کوئی افسون

وہین زیور لونکو اوسنے مارجھٹکے
اوکھاڑی عنبر افشان بال لٹکے

وہ بال اوسکی کلائی پر لپیٹی
بلائین اوسکی لیکر بولی بیٹی

ہوا جو تو قلندر وضع آزاد
یہہ دستی ہیر سمرن کیجیو یاد

جو تو دولہن کی گہر پہنچیگا جانی
یہہ کنگنا اوسکو ہی ہوگا نشانی

پھر اپنا سر جو تہالو ہو مین ڈوبا
لب بیچارہ کی پاؤن پہ رگڑا

کہ بیٹا مین یہہ ہون مہری لگانی
پدم کا تجکو ہون لونثہ بناتی

یہہ میری اشک جاری ہین جو سرشار / کلیمین ہو رہتیون کا ڈالی ہار

اسی صورت کی باتین کر کی وو ہان / زمین پر گر پڑی جیوں ہا یہ بیجان

رتن کی اونہی مین پڑہ کر وو رانی / کہا میری ہبی لیجا یک نشانی

وہین توڑا اپنی سر کی عنبرین مو / کہ تہی جیون دود شمع عود خوشبو

کلیمین اوسکی ڈالی بنکی سیلی / کہا سائین تیرا اللہ بیلی

گرہ سیلی مین دیتی ہو مین ناشاد / کہ دیکہہ اوس کا منہہ کو کیجو مجہی یاد

پہر اوسنی چیر کر ہاتین چہنگلیا / جبین پر قشقہ اوس جوگی کی کہینچا

کہ لیجا نامہین کر مجکو بیاری / میرا لوہو لئی جا ساتہہ یاری

مین گو نظرون مین اپنی کہاتی ہون خار / نہ چہوڑون گی پران قدمون کو زنہار

شفق کی طرح رنگین اوڑہ چادر / ہوا جوگی میری خورشید انور

یہہ مین گریان جو ہوتی ہون شبنم آسا / تو مجکو کیون نہین ہی ساتہہ لیتا

عجب طوطی کی صحبت تونی پائی / جو سیکہی اوس سی طرز بیوفائی

تو اسباب سفر اب تن سی کر دور / نہین یہہ سر میرا گردن سی کر دور

بنین معلوم

نہین معلوم تجکو سوتیا ڈاہ
ملی تو جب کہ اوس معشوق سی آہ

میرا مرنا سناکر شاہ کیجو
یہی اول مبارکباد دیجو

رتن بولا کہ سن اے بلبل غم
چمنمین دلکی پہولا ہی گل غم

کسی کا کب سروتن ہی مجہی یاد
ہنر و سامان دیا مینی ہی برباد

وہ دل جاتا رہا اب ہی غم یار
چمنمین جای گل کی رہگیا خار

ولی یہہ خارمین انکہو نہ سرجا
لئی مژگان نمط اپنی پہرون گا

یہہ کہکر جب چلا باہر کو راجا
کیا حال اپنا رانی نی کہون کیا

وہین جیون شمع فانوس خیالی
کلیمین اوڑہنی کی کفنی ڈالی

بہبوت اپنی ملا چہرہ کی اوپر
دبایا راکہہ مین انگارہ لیکر

چہپی اوس راکہہ مین وہ شکل دلگیر
نظر آتی تہی جیون خاکی کی تصویر

کیا نتہہ کو رخ دلخواہ سی دور
کیا ہالہ کو اپنی ماہ سی دور

وہ زیور موتیون کا سب اوتارا
نہ چہوڑا مہرنی کوئی ستارا

سنہلا جوڑا وہ ہاتہون کا توڑا
نہ جوالہ کو اوس شعلہ نی چہوڑا

بتائی کچھ عجب حالت تباہی ... برنگ گشتہ شمع صبح گاہی

وہیں رو رو کی رستہ جا کی گھیرا ... کہ ای جوگی کری کا کب تو پھیرا

تو کیونکر جائی گا میری سنگاتی ... مین ہون الماس اشک ابن جا بچھاتی

تو مجھ جو کن کو بہی ساتہ اب لئی جا ... بہرون کی مین لئی تیرا بہیہ میتا

جو کانٹا پاؤن مین دیکھونگی تیری ... نکالونگی مین پلکونکی سوئی سیتی

جہان دیکھونگی اوڑتی گرد صحرا ... کرونگی اشک سی چہڑکاؤ اوسجا

جہان دہوپ ہوئیگی مین دامن تانی ... تیری موہنہ کی بنونگی اوٹ تانی

جہان تو باندہ کر بیٹھیگا آسن ... سر اپنا مین کرونگی وہان سنگاسن

تیری راحت کو پھر دفع گرما ... کرونگی سائبان پلکون کا برپا

مین کو ہر لہر آنسو کی لیکر ... لگا دونگی کناری اوسکی جھالر

مین دل سی کھینچ کر نالہ ہزاران ... پکارون کی برسم چوبداران

نہ ہرگز کنکرون پر سوویگا تو ... مین سر کی بالون سی ہی دونگی جہاڑو

سمور و قاقم آخر وہان ہی نایاب ... کرونگی جسم کا مین فرش کمخواب

تیری

اندھیری شب ہو جس جنگل میں ماسا
جلاؤنگی دل اپنا شمع آسا

تیری مین تابنی کی واسطے وہان
جلاؤنگی مین دہونی سینہ سوزان

رتن جام محبت سی تہا مدہوش
کسیکی بات پر اوسکا تہا گوش

نہ رانی کو جواب اوسنے دیا کچہہ
نہ اوروںسی خطاب اوسنے کیا کچہہ

وہ راہ عزم مین تہا مضطرب حال
کہڑی اوسجا گذرنی تہی مہ و سال

بعزم راہ وہ زینہ سی کودا
بمثل آہ وہ سینہ سی کودا

گیا در سی جو وہ جوگی نکل کر
وہ نرگس کے طرح تکتی رہی در

ہوئی بیہوش آخر غمسی ناگاہ
گری گربا کی صورت قصہ کوتاہ

جو آئی ہوش مین پہر وہ دیوانی
کہا کرتی تہی جوگی کی کہانی

وہ گہر مین اور جو خورد و کلان تہی
سبہی جوگی کی غمسی خونفشان تہی

وہ اوسکی مان جو تہی راحت فراموش
برنگ صورت دیوار خاموش

حباب آسا کہلی چشم اوسنے جب وا
جگر گوشہ کتنی گہر مین نتہا

گیا مرکا نسی باصد بیقراری
رگ بسمل نمط خون اپنا جاری

سی

خون اپنا

پڑی سجدہ میں رہتی مدام نہی
جبین اوسکی کا نقش قدم نہی

پدر کی غم میں اوسنے جوں ساتھا
سبھی خواب و خورش یکبار چھوڑا

فلک لطف و کرم سی جب کبھی پیس آتا ہی
او جا اوسکے تئیں بستی سی جنگل میں بساتا ہی

عجب سرگرم جو کی در سی نکلا
برنگ دود مجمر گھر سی نکلا

کھڑا باہر ہوا وہ شعلہ آسا
کہ لیوی جا کسی جنگل میں باسا

وہیں سولہ ہزار اوسکی ہوئی یار
بشکل جوگیاں جانے کو تیار

کہا ہمنی نمک تیرا ہی کھایا
ادا کا اوسکی ہی اب وقت آیا

جہاں تو جائیگا ہم بھی دن اور رات
برنگ سایہ تیری ہم کی ہیں سات

رتن بولا کہ میں تمکو لخت
میرا تم پر جو کچھ حق نمک تھا

میری تم عشق میں آتش عیاں ہو
جلاتی کیوں ہہ اپنا خانماں ہو

میں ہوں آوارہ دشت نامرادی
ہی یار اب عشق اور اللہ ہادی

شرار عشق کو سمجھو نہ تم سہل
ہیں اوسکی آگی یکساں اہل نا اہل

تم ابی نرس

تم اپنی بستی کہر کو مت اوجاڑو — نہ اس شعلہ پہ دامن اپنا جہاڑو

جو کچھہ مینی کہا ہو بخش دیجیو — دعا سی غایبانہ یاد کیجیو

کہا یہہ اور قدم آگی اوٹہایا — کمیت عزم کو آگی بڑہایا

کہا یاروں نی رو رو ای ستمگر — ہمیں تو چہوڑ کر جاتا ہی کیدہر

وہیں دلسوز اوسکی سب ہوا خواہ — ہوی جیوں لشکر غم اوسکی ہمراہ

سبہی خونیں کفن پیش جہاندار — چلی جیوں روشنی کی جہاڑ یکبار

بسان آینہ با چشم نمناک — رخ و سینہ پہ اپنی سب ملی خاک

ہر ایک دلمیں اوٹہا فرقت کا غوغا — کہ یاران کشور چیتور چہوٹا

دلا تو عشق کی تک چال کر غور — کیا ظالم نی جوگی شاہ چیتور

چلی وہ کف زنان او نالہ فرسا — طریق عشق میں مانند دریا

کیا یکبار جا جنگلمیں ڈیرا — خس و خاشاک کو شعلوں نی گہیرا

وہ رنگین پیرہن ژولیدہ گیسو — نظر آتی تہی ہنمیں جیسی ٹیسو

تعجب میں تہا اونسی سارا جنگل — کہ اودہا یہہ کہانسی لال بادل

نہوئی کیونکہ زینت بخش ہامون / کہ تھی سب لٹ کہلی جیون بید مجنون

خس و خار راہ نکا سد راہ کب تہا / چلی جاتی تھی وہ سب شعلہ آسا

بچہڑنا جو ہوتا جلد وہ اصل / کہ ہرگز تہین سراغ شعلہ مشکل

سمجھ کر کہربائی پیرہن کو / لپٹ جاتی تھی خار و خس بدن کو

طرف مقصد کی طی طومار نہ تہا / بسان خضر تہا ساتھ اونکی جاتا

برنگ دانہ ہای سبحہ یکدل / چلی جاتی تہی وہ منزل بمنزل

کہا طوطی نے لے جنگل کا رستا / کہ مین سیماب کی جا غیر صحرا

چنہ یہ بری شہر کو بائین بچا کر / ندرو اشار کہا کہسار مین سر

غرض بچا نکر تہی چہوڑ کر وہان / چلی بندر کو وہ شہر غزالان

ہزارون راہ بر آفت کو پہنچی / برنگ آئینہ صورت کو پہنچی

او تہائی جو بہت گرمی و سردی / ہوا جیون طلائی لاجوردی

چلی از بس اندہیری شب کو رستا / ہوئی جیون شانہ برخار اونکی اعضا

عجب وہ رہرو راہ بلا تہی / کہ حیرت مین اونہونکی نقش پا تہی

لنگ بوزن

برنگ سوزن آخر رشتہ ماہ — کیا ہر سی اونہونی چالکی کوتاہ

برنگ خس گئی جسکو سبل مارے — پہنچ گئی ناتوان دریا کنارے

جو تہا فرمان وہ مالک بنادر — زمانہ مین تہا ثانی اوسکا نادر

ہزاروں فیل کا مالک تہا جو دکام — نہایت باصلابت جستی نام

کسی نی جا خبر دی اوسکو فی الفور — کہ جوگی ہو کی آیا شاہ چیتور

لب دریا پہ اوترا ہی پیادہ — عبور بحر کا ہی گا ارادہ

ہر اندیپ اوسکی دل کا مدعا ہے — کہ وہان اوس مضمحل کا دل کیا ہے

وہین سنکر وہ دور اندیش آیا — بآئین نصیحت پیش آیا

صدف آسا وہ لب واستی گئی وا — سخن ہر ایک مثل گوہر اوگالا

کہ وہان فرہاد سا بیچارہ مضطر — ٹٹک کر مر گیا کہسار سی سر

وہ مجنون جو کہ تہا مشتاق لیلا — رہا صحرا ہی مین جیون گرد صحرا

تو اون دونو سی بہی آگی بڑہا ہی — کہ سیر کوہ صحرا کر چکا ہی

بہر اس دریا پہ تو آیا ہی ظالم — کہ جس سی نہین گذری موج سالم

عبور اس بحر سی تیر اہی کل / کہ اس دریا کا نہ سر ہی نہ ساحل

حباب سوز آب اسکا اشک گلزار / نہنگ آسا ہی جیون خاک آدمی خوار

ہر ایک موج اسکی نظروں میں بلا ہے / چلی آتی ہی مثل زینہ مے

یہہ دریا خونخوری میں یکتا ہے / کہ ہر موج اسکی شکل اژدہا ہے

برای قتل حیوانات و آدم / کمر کو موج سی باندہی ہی محکم

ستمگر نی ہزاروں اوکہٹ اور کہات / دئی ہین موج سی تلوار کی کاٹ

یہہ تیغ موج کا ڈر ہی لکہا ہی / کہ بہنی فلس کا جوشن ہی ماہی

برا اوس کا فرنی آخر داؤ دی کر / لگائی تیغ ماہی کی گلی پر

برنگ آینہ اوسکا یہہ گرداب / ہی جبکہ دیکہتا کرتا ہی غرقاب

بہرا ہی گرد یہہ دریای خونخوار / کرہ ارضی کی اوپر مثل پرکار

اگر ہوتی نہ اس ظالم میں آفات / بناتا کیوں سکندر منع کا بات

رتن بولا کہ سن ای مہر گستر / تیری باتیں ہیں سب تیشی سی بہتر

یہ ہم وہ تشنہ ہیں جو منہ لگاویں / زمین کس طرح دریا کہینچ جاویں

شوم ہم بحر بر

قدم ہم بحر و بر مین نہین دہلتی — نہنگ و شیر کی صورت مین چلتی

نہین عشاق کو آفات سی بیم — رضا کو صبر کیا ہی ہم نی تسلیم

نصیحت کرنی جب چارہ نہ دیکھا — بھر آئی چشم اوسکی مثل دریا

وہین ہر ایک جانب سی طلب کر — لگا دین کشتیان دریا کی لب پر

رتن او ریار اوسکی شعلہ کردار — لپٹ گئی کشتی چوبی سی یکبار

ہوا اون چوبکیون سی بی تامل — ہر ایک کشتے کا تختہ تختہ گل

برنگ چشم ہر کشتے دلاویز — ہوئی یکبارگی مردم سی لبریز

برنگ چشم کشتے تھی نمایان — وہ جوگی مثل گرد آلودہ مژگان

رتن نی لنگر غم کو اوٹھایا — جگر سی بادبان آہ کھولا

ہوا خشکی سی وہ دریا کا سیاح — وہ طوطا ناخدا اور عشق ملاح

صنم کی یاد مین وہ جان پر غم — غزل عبرت کے پڑہتا تھا یہ ہر دم

غزل

بیتاب کوئی شی نہین سیماب کے مانند — پر وہ بھی نہو کا دل بیتاب کے مانند

بہہ زخم جگر کیا ہی کہ پانی ہی چو آتا
بہہ اشک کا پانی ہی گہ تیزاب کی مانند

مین مثل کتان جیب کی دکہلاون تجہی
آوی جو سر بام تو مہتاب کی مانند

ہی چشم کا دریا بہی تو یک سیر کی قابل
کیا لخت جگر طیر رہی ہین سرخاب کی مانند

جیون موج تو شمشیر عبث کہینچی ہی العشق
قربان ہے مین خود ہوتا ہون گرداب کی مانند

کس بحر کی امداد کو جاتا ہی تو ای اشک
یکدست عنان چہوڑ جو سیلاب کی مانند

عبرت تو عجب طور سی باندہی ہی مضامین
ہر بحر غزل مین در خوش آب کی مانند

یون ہین کرتا ہزارون نالہ و آہ
چلا جاتا تہا وہ دریا مین دو ماہ

خدا کی فضل سی باد مراد ے
طرف عاشق کی کشتی کی چلا دے

نظر آئی لگا قلعہ بدم کا
سبک دل گیا تب بار غم کا

جو ہین اوس پار اوترا جان غمناک
بجا لایا ثنا ایزد پاک

نظر جب سر زمین یار آئی
عجب موسم اوسکی دل نی یک مچائی

کبہی اللہ کا ہوتا ثنا خوان
کبہی وہ بخت کی جاتا تہا قربان

اوتر کر

برنگ اشک خونین گر کی ہر جا
زمین یار پر سجدے مین تہا گرتا

جو ہووی ہی وصل کا نزدیک دن بیچارہ عاشق کو
شب ہجران سی بہی بیکہا تو کچہ نہ وہ ستاتا ہے

لکہی ہی نکتہ سنج اب یون روایت
کہ جوکی یار او تیری جب سلامت

کہا طوطی نی کای سردار عالی
نہ ہیوی جام عشرت تیرا خالی

کنارے شہر کی بتخانہ ہی کا
کہ مہجورون کا وصلت خانہ ہی کا

ہمدم کی وصل کا خواہان ہی گر تو
صنم خانہ مین دیرہ جا لگی کر تو

کہ اکثر بیٹہی ہی وہان کو جاتی
سر عجز اپنا ہین بت کو جہکاتی

ہی ظاہر مین نہ بتخانہ ولیکن
مہا دیو اوس مکان کا ہی گا ساکن

ہی بتخانہ کی یہہ ظاہر کرامات
کہ ہی وہ مرجع ارباب حاجات

جو اس کشور کی سب خوبرویان ہین
بسان گوی سر سی ہان دوان ہین

ہزارون نازنینان فسون کار
صنم سی حال دل کرتی ہین اظہار

کوئی فرزند خنر مانگتی ہی
صدف سا مین اپنی گوہر مانگتی ہی

کوئی جوڑی کی مانگی ہی دعا کو
کہ تنہائی معین ہی خدا کو

برہمن کو وہان ہی رزق حاصل
ہی بدکارونکو اوسجا فسق حاصل

ہی عارف کتین مسجد خانہ
ہی فاسق کتین مقصود خانہ

تو بتخانہ کو جا مین یہا لسی جاون
ہدم کو تیری مقدم کی سناون

تماشا نا تہہ آوی کا تجہی مفت
ملی گا سہل مین تیرا وہان جفت

یہہ کہکر وہ رسول جانگدازان
چلا جیون ہدہد شاہ سلیمان

ہدم کی گہر کو ہنستا وہ توکل
چلا جیون باغ کی جانب کو بلبل

جہان تہی بدمنی کی جمع محفل
ہوا جیون شمع اوس محفلمین داخل

ہدم کی جا کی وہ دامن ہین تہا
چمکن کا جیسی ہووی سبز بوتا

پری نی اوسکو پہچانا جو یکبار
جگر سی کہینچی ایک آہ شرربار

اوٹہ کر غمکی بدلی دل سی آئی
جہڑی آنسو کی پلکون نی لگائی

سرشک اوسنی بہائی حد سی افزون
کیا جیون شمع سوز دل کو بیرون

پہر آخر طوطی سی جب خوب روی
شرر کی طرح سوز دل بو بولی

کہ سن اے بیوفا اب تک کہان تہا
جب اکس طرح مجہسی میں بیجان تہا

ہر ایک طوطا اگرچہ بیوفا ہی
ولیکن تو بہت نا آشنا ہی

گیا تو مجہسی کر کی مکر و سالوس
بہم ملتی رہی مین دست افسوس

تو اب سی دور مجہسی جب گیا تہا دور
یہہ گہر تہا میری حقمین گرم تنور

نہین کی مینی بجز سیر گلشن
گل و گلشن تہا بجز مجکو گلخن

تیری فرقت مین ای میرے تو گل
نظر آتا تہا آتش پارہ ہر گل

کہون کیا کیا غم و درد جدائی
او تنہائی جو مصیبت سر پہ آئی

برنگ نخل گل فرقت کی تیری
گرہ ہین غنچہ آسا دلمین میری

بہرو سازندگی کا مجکو کم تہا
کہ تو تا سر بسر میرے کو غم تہا

تیری شیرین بیانی کر کی مین یاد
جگر کاوی نہی کرتی مثل فرہاد

ہزارون شکر اور حمد الہی
کہ تونی جیتی جی صورت دکہائی

جو کچہ اب تونی کی ہی سیر آفاق
بیان کر تیری باتونکی ہون مشتاق

جہان کی سیر کر مدت مین آیا
میری خاطر ہی تحفہ کیا تو لایا

بھلا میں بھی تو دیکھوں عشق تیرا | آدا کرتا ہی کیا حق پرورش کا
وہیں طوطی نے خلوت کر کے فی الحال | سنایا پہلی اپنا اونکو احوال
حقیقت کہہ چکا اپنی وہ جس دم | کہا یک اور بھی اس قصہ غم
تجھے جس روز سے تہا میں نے دیکھا | یہی کرتا تہا میں دل میں پریکھا
کہ یک خوش رو جوان تجہ سا جو پاون | تیری ساتہہ اوسکا جوڑا ملاون
برنگ نو آمان خط کر کے یک جا | کروں نظارہ میں تہا تمہارا
رتن سین ایک راجا میں نے پایا | تیری خاطر میں عاشق کر کے لایا
جیوں ہیں اوسنی سنا مجسی تیرا نام | دیا چہوڑ اپنا خواب و عیش و آرام
تیری کارن لٹا کر افسر و تاج | سب اپنا راج دم میں کر کے تاراج
اب اس کشور میں آیا ہی پیادہ | بشکل جوگیاں وہ شاہزادہ
پہرا مثل فلک کہسار و صحرا | ہوئی پر آبلہ اوسکی کف پا
چبہو تا سیج پر پہولونکی اکثر | رگ گل سی تہا پر تا خط بدن پر
تیری خاطر جو وہ کانٹونپہ سویا | ہیں اب جیوں غنچہ پر خار اوسکی اعضا

سراپا برہنہ با داغ جان سوز / جلا آیا وہ جیون مہر دل افروز

گیا تیری صنم خانہ مین ڈیرا / طلب کرنا ہی بت سی وصل تیرا

وہ شہزادہ ہی اب تیرا بہکاری / تیری بن زندگی ہی اوسکو بہاری

کسی صورت تو شکل اپنی دکہا آ / تو اوس مردہ کو جیون عیسی جلا آ

جو طوطی سی سنی حیرت کی گفتار / ہوئی وہ نازنین یک نقش دیوار

نظر مین مہر کیا جوگی کا نقش / سب اوسکی محنت و رنج و تعب کا

محبت نی بچھایا دام کامل / پری کا طایر آسا پہنس گیا دل

وہ جاذب عشق کا غالب تہا رتن کا / لیا دل کہینچ دم مین سیم تن کا

صنم کا ہووی ہر چند آہنی دل / یہ عاشق کا اگر ہی جذب کامل

وہ آہن کو بالتخصیص کہینچے / برنگ سنگ مقناطیس اینچے

جوانی کا جو تہا عالم بہم کا / سرایت کر گیا قصہ یہہ غم کا

گیا غم نی جو ابرو کا اشارا / خوشی اوس سی ہوئے وہین کنارہ

ولیکن تہی نہایت وہ تو ہشیار / شراب عشق سی کو ہوی سرشار

لگا کر شعلہ عشق فتنہ کرنے
لگا جیون شمع غارت اوسکو کرنے

لگا مخفی کلیجہ مین کہب تیر
کہی چشم اوسکی رہتی مثل تصویر

لیا دل کا وہین تہام اوسنی مینا
کہ راز عشق ہو جاوی نہ افشا

اوتہا ہر چند دل سی خون کا یک جوش
یہ تہی جیون غنچہ تصویر خاموش

ہجوم اشک تلخ انکہون مین آیا
ولیکن پیگیئی زہرابہ آسا

غبار آہ نی سینہ کی اندر
کیا آیینہ آسا دل مکدر

دل اوس کا سینہ سی باہر کو اوبالا
بہت دشوار یونسی اوسنی تہانبا

غرض ہر طرح کر کی راز مخفی
بطور غصہ اوس طوطی سی بولی

کہ بس ای بادہ پیما بیہودہ گو
خطر آیا نہ اپنی جی کا تجہکو

جو میری روبرو یون بی محابا
تو نامحرم کی باتین سناتا

اگر ہوتا نہ پاس آشنائی
اسی ساعت تری تہی موت آئی

مقرر یہ حیا ہی کا تو بدذات
نہ سوچا تو کہ چہوٹا مونہہ بڑی بات

ادب میرا یکایک تو گیا بہول
اوڑا دیتی ہون مار مار کی دہول

بس اب اور تھا نسنی جان اپنی بچا جا | کوئی دن اور دنیا کی ہوا کھا

غرض طوطی سے جو کہتی تھی وہ بات | برنگ شعلۂ دود آہ تھا سات

اگرچہ سوچ کر کہتی بری جہر | بہ لرزاں تھا سخن جیون پرتو مہر

سخن جو اوسکی لب سی تھا نکلتا | برنگ مے تھا کیفیت مین جلتا

وہ کچھ کہتی نکلتا کچھ زبان سی | نمایان درد تھا اوسکی بیان سی

بہا دی عشق نی سب اوسکی تقریر | ہوی ہر بات مین لکنت زبان گیر

سحر کی ماہ کی صورت دمادم | ہوا جاتا تغیر اوسکا عالم

سراپا عشق دل پر چھا گیا تھا | دل اوس کا گرمی سی گھبرا گیا تھا

ہوا عشق اوسکی چہرہ پر ہویدا | ہوئی جیون لعل خشکی لب سی پیدا

ہوا وقت تکلم اوسکا ہر حرف | لہو آلودہ مثل کلک شنجرف

یکایک وہ فنون طوطی وہ عیار | سمجھ کر عاشقانہ اوسکی اطوار

نہ پہولا اپنی جامہ مین سمایا | نشانہ پر جو دیکھا تیر آیا

خوشی سی پر ہلا اور کھول منقار | برنگ سبز تبر و سرخ سوفار

اگا کہنی میں تیرا کیا بگاڑا
تیری خاطر ہی یک اجاڑو جاڑا

تیرا نام اوس نی سنا کر ہمیں فی الفور
دیا چھوڑ اپنا سب تا ملک چیتور

کیا تھا یہ بنارنجی دوشالا
لیا کاندہی پہ رنجی مرگ چھالا

سراپا برہنہ اور جوگیا بھیس
چلا آیا پیادہ وہ تیری دیس

وہ اپنی سی نہایت کر چکا ہے
تو کر آگی جو کچھ تیری رضا ہے

یہ میں کہتا ہوں یہان تو ہووی جسطور
فقیر اپنی کی لازم ہی تجہی غور

وگرنہ تیری غم میں جان دیگا
یہہ خون ناحق گلی تیری پڑیگا

وہاں بیکس کے ناحق جان جاوے
یہان ناحق تو ہتیاری کہاوے

غرض اوس شوخ نی تیوری چڑہاکر
خیال اپنی میں عشق اپنا چھپا کر

کہا طوطی تیری خاطر ہی منظور
میری بہی راز کو رکھیو تو مستور

صنم کی پوچھنی کی دن ہیں نزدیک
کرونگی جا کی روشن جان تاریک

دیکھاونگی میں اوس جوگی کو صورت
کرونگی رفع اوسکی سب کدورت

جو یوں جاؤں سمجھہ ای نیک فرجام
کہ وہ مہنہ میں ہو جاونگی بدنام

بہمہ بہانی

یہہ بدنامی اگرچہ ہی خوش آئند — پر اوسکو ہو جو دام عشقمین بند

ہیرا کیا عاشقی سی کام ہی کا — ہیرا معشوق آپ ہی نام ہی کا

یہہ سنکر طیر تنجانہ کو آیا — رتن کو ماجرا سب کہہ سنایا

کہ تیرا حال کہہ ہمنی بدم سی — ملاقی کر دیا ہی فوج غم سی

تیری ہی عشق کا کاری لگا تیر — پری کی ہی کیا ہی دلکو نخچیر

جو بوجا کو یہاں آوی کی بیمار — تو تسبیح جانی کا سب باتین ہماری

رتن کی سوز دل پر پانی جہڑکا — زیادہ لیکن اوسکا شعلہ بہڑکا

ہوئی اوسکی بمضاعف بیقراری — ہوا دن رات بیچارہ بہ بہاری

لگی تہا انکلیون پر دن وہ جانسوز — کہ کب آوی کی یہان ماہ دل افروز

رہا جو منتظر اوسکا سحر شام — سفید انکہین ہوئین جیون نخل بادام

کبہی بنتا تہا اور کاہی بگڑتا — نصیب و دل سی تہا ہر رات لڑتا

کہا یہانتک یہہ قصہ بس ضیاء الدین عبرت نی
اور اب یہان شوق ہر دم مجکو یون غبت الاتا ہی

که عشرت پی کی تو الفت کا ایک جام — میری خاطر سی آگو کرو انعام

که اسمین روح بھی عشرت کی ہو شاد — دعا خیر سی تجکو کری یاد

غرض قصه او ہوا راہ سنجاوے — جو مین مشتاق اونکی کام آوے

سو مینی شوق کی خاطر یہان سی — کہ ہین مشفق میری اعلی جہان سی

او تہاکی اپنی کلک در فشان کو — کیا تحریر یون اس داستان کو

که سنکی سب بیان وحشت انگیز — ہوی الفت کی آتش دل مین بس تیز

جو دیکہ یمن دن یو جا کا آیا — پدم نی یہہ بہانہ خوب پایا

وہ صاحب تمکنت عالی اراده — ہوی بیتاب پر جیسی زیاده

غرض کہبراہٹ سی لکی وہ ماہ — پرستارون کی جانب دیکہ بہر آه

لکی کہنی کہ ہان ہووی تیاری — کہ وہ نکی سیر گلشن کو سواری

ہی مدت سی برنگ غنچہ دل تنگ — چمن کا ہو کلید قفل آہنگ

کہو نکیا مین کہ دیر حکم تہی وہان — سواری کا ہوا موجود سامان

جمنین کس کے آنیکی ہی تماشا دیکہون آتا ھی — کہ ہر یک نخل شہ کا جو تہنائی بجاتا ھی

اوہو بر

اودهر اب ای ساقی سرمست خودکام | پلا مجکو مئی گلرنگ کا جام

سواری باغ کو آئی بدم سے | لکهون تعریف اوس رشک ارم کے

لئی همراه خیل ماه رویان | بہار آسا چلی سوئی گلستان

قریب بتکده تها اوسکا یک باغ | هی جسکی رشک سی باغ ارم داغ

قیامت سرو اوسکی یون نمایان | خجل هون دیکهه جنکو قد خوبان

مصفا اور رنگین غنچه و گل | فدا جن پر سراسر جان بلبل

وه سنبل وهانکی مثل زلف خوبان | بلائی خاطر جمع پریشان

وه عالم نرگس شهلا کا ای یار | شفا بخش مریض چشم دلدار

وه سوسن بازبان حال فی الحال | کری عاشق کا استفسار احوال

وه جاری آبجو مین اس طرح سی | بهی هین چشم عاشق جس طرح سی

بهری نهرو مین پانی مثل سرشار | نسیم سرو اور سایه هوا دار

صراحی جام سی وه غنچهٔ گل | جنهین دیکهی گئی دلکی گره کهل

کهین نسرین کسی جا نسترن هی | جدا هر گل غرض مثل چمن هی

کسی جا موگرا اور موتیا ہی — چنبیلی اور کہین بیلا کہلا ہی

بہار جعفری رنگ مدن بان — جدا رکہتی ہی اپنی اور ہی آن

نوای کوکلا وحشت فزا ہی — وہ خیل قمریان کو کو سرا ہی

صدا ر طوطیان وعندلیبان — خراش سینۂ آفت نصیبان

فضاؤن پر چمن کی رقص طاؤس — ہی رقاص فلک جنکی قدم بوس

وہ ہر گرم ترنم فاختہ ہی — غرض یکعالم بی ساختہ ہی

وہ چہائین تاک کی غارت گر ہوش — لگاوین تاک جس پر آکی می نوش

ہوی داخل جو وہ اوس گلستان مین — بہار آئی گویا باغ جنان مین

پرستارین جو لاکہون گلبدن تہین — کہو نکہ بارونق صحن چمن تہین

صبا نی فرش گل ہر سو بچہایا — قدم کو میہمان اپنا بنایا

گلون نی عطردان اپنی کیی وا — معطر مغز ہو تا میہمان کا

بسان چوبدار اہتمامی — ہوی نرگس عصا لیکر سلامی

وہ بنگلہ تہا جو یک گلشن مین تعمیر — نہین ہو سکتی خوبی جسکی تحریر

کیونکہ

کہونکہ با اوسکا رنگ و شان شوکت | کہ تہا روئی زمین پر قصر جنت

زرادم لیکی وہان وہ شعلہ نور | لگی بہرنی چمن مین جس طرح حور

گروہ خادمان تہا اوسکی ہمراہ | وہ او چمن جیون آسمان تارون سین بہرا

بہری کوئی کسے یکو ساتھ لیکر | خیابان چمن مین اید ہر او دہر

کوئی آب روان کی سر رہ ہو | کوئی ململ کی ہووی دست پا کو

بہم لی چند گل کو بستہ کر کی | بہری کوئی لئی گلدستہ کر کی

اشاروں سی کسے یکو کوئی بلوا | کسے یکو کوئی کچہہ عالم ہز دیکہلاوے

گل سوسن سی کوئی ہمزبان ہو | کوئی نرگس سی باندہے تا نگاہی کو

چھبیلی کوئی اپنی قد کو دیکہلاے | کری سرو چمن پر حشر برپا

اید ہر او دہر ہو کوئی مست بیباک | لگاوی خوشہ انگور بر تاک

ہی کوئی توڑنی کو سیب آتی | کوئی لی توڑ جہٹ سی ناشپاتی

او چمن گر کوئی نارنگی کو توڑی | نہ جب تک توٹی ٹہنی کو نہ چھوڑی

اناروں کی کوئی دانہ نکالے | چبا دانتون مین اوسی سی مزا لے

کوئی غنچہ دہن اور غیرت گل
پھری گاتی کوئی مانند بلبل

غزلخوانی کری کوئی خوش آواز
سنے ہی کان دہر دہر کوئی طناز

کسیکی پاؤں پر کر سر کا سایہ
حنا جانی ہی کوئی کچھ کنایہ

کوئی طرار شاکی ہی کسی کی
کہی تجکو خبر کیا میری جی کی

جو گل مرجہایا دیکہی تو او غافل
باہشک جانیو اوسکو میرا دل

کسیکو کوئی انکہو نسی کہی ہی
آری آلی اگر بادام لی ہی

کسیکی پاس کوئی اور کوئی دور
پھری صحن چمن میں صورت حور

اور اونمین وہ صنم با عزت و شان
پھری ہر سمت جیون سرو خرامان

اگر گر جب چلی وہ سرو قامت
تو ہو وی سرو گلشن پر قیامت

کری قمری نہ کیونکر طوق داری
کہی پامال کبک کوہساری

کہین زلف معنبر کو وہ کہولی
تو لاکہون پیچ سنبل کتین دہی

ولی دلمین وہ اوس طوطی کی باتین
سکہائین عشق کی تہین جنی گہاتین

ادہر اودہر پہری بس مضطر بحال
بجان و دل غم الفت کی پامال

گل و بلبل

گل و بلبل کے اوپر دھر بہانہ | پھری اشعار پڑھتی عاشقانہ
رہوں دیدار کو اے مہ نہ چند | سراپا چشم میں نرگس کے مانند
سحر تک شام سے از صبح تا شام | سراپا منتظر جیوں نخل بادام
نہین ہی باغ مین مہہ سرو اماہ | ہی میری اس دل پر درد کی آہ
بسان سنبل گلزار اے جان | تیری دوری سے ہوں نہایت پریشان
اسی صورت کے دو یک شعر پر درد | اکیلی ہو کی پڑہنا بادم سرد

چمن کا سیر تو کرتا ہی اے دل بیخبر اسی
کہ گل چین قضا یہان کیسی کیسی گل کہاتا ہی

پلا ساقی شراب ناب انگور | کہ جسکی نشہ مین ہو مست مسرور
مہکتا باغ سے بتخانہ جاوں | صنم خانہ کا عالم دیکھ آوں
غرض گلگشت کرتی وہ خود آرا | پھری تھی باغ مین محو تماشا
کہ ناگہ یک پرستار وفادار | بسان طوطی گلزار طرار
نکل آئی چمن سے سوی صحرا | کہ وحشی طبع کو اکثر ہی بہاتا

چلی سمت صنم خانہ وہ مہرو / کری نظارہ تا روی صنم کو

مہہ دیکھا کر کی اوسنے وہان نظارہ / کہی یک ماہ و صد ماہ پارہ

پرستش کو صنم کی وہان نہی آئے / نظر آئی بتوں مین یک خدائے

جو مین دیکھی وہ جو کی مہر پیکر / برنگ ماہ کہایا داغ دل پر

سمجہا کر مرگ جہالہ اپنا اپنا / جو ہر دیکھی ہر ایک جو کی ہی تنہا

بہبہوت اپنی ملی ہی گورہ ہر آن / صفا جوں آینہ ہر تہی دو جنبران

وہ حلقہ کان مین غارت گر ہوش / دل عالم ہی جیسا حلقہ در گوش

وہ زرین اندو یان جیون مہ بہ ہالہ / کہ حسن اونکا ہوا اوسی دو بالہ

لباس اونکا وہ رنگین کہربائے / برنگ کاہ ہمرہ یک خدائے

وہ عالم اون کا کیا کہی کہ کیا تہا / کہ جن پر یک جہان جو گی بنا تہا

کوئی ہاتہو مین سمرن اپنی لیکر / وہیان وگیان مین کہتا ہی ہر ہر

وہ عالم اونکا تہا یک جا غش / نگہ بہر جسکو دیکہا کر گئی غش

خصوصا جب نظر آیا رتن سین / گیا بس دیکھتی ہی صبر اور چین

عجب عالم میں دیکھا اوسکا عالم
کہ یہہ عالم ہی عالم میں بہت کم

وہ صورت رشک مہر و ماہ کنعان
سرور خاطر طبع عزیزان

ہی بتہا صندلیں جو کی بچہائے
بھبھوت اپنی بدن اوپر لگائے

وہ سر سی تا قدم موئے پریشان
تہا ابر سیہ مہر درخشان

وہ پیشانی کا اور ابرو کا عالم
ہلال و بدر گویا ہیں یہہ باہم

کہوں کیا وہ مژہ تیر جفا کار
جگر سی ہو جو ایک ہی وار میں پار

قیامت چشم مست اوسکی وہ سرشار
کریں جنکی بہلی کو پل میں بیمار

صدف کی طرح کان اوسکی طرحدار
وہ مندری اومیں رشک در شہوار

عجب کچہہ تہی وہ عارض صاف خوش رنگ
صفائی گل جسی ہو دیکھا کر دنگ

وہ عالم اوسکی بینی کا کہوں کیا
الف ہی منشی وحدت نی کہینچا

کہوں کیونکر نہ غنچہ اوس دہن کو
کہ رہ مطلق نہیں جسمیں سخن کو

وہ لب یاقوت یا گل برگ تر ہیں
وہ دندان غیرت سلک گہر ہیں

کہونکیا اوسکی وہ چاہ زنخدان
کہ جا ہی مسکن صد ماہ کنعان

اگر وہ کربان اوسکی دیکھہ پاوین ۔ ندامت سی نہ آہو سر اوٹہاوین

وہ شانہ اور بازو اور کلائی ۔ کہ عاشق جسکی ہی ساری خدائی

وہ پنجہ غیرت برگ چنار ہے ۔ خط اللہ کی صورت ہی سارے

صفای سینہ کا عالم کہون کیا ۔ کہ ہی یک صفحۂ لین لوح مصفا

شکم ویسا ہی کچہہ صاف و ملایم ۔ کہ ہو مخمل کو جسسی شرم دایم

نہو دل ناف تو کیون دیکھہ بیتاب ۔ کہ بحر حسن و خوبی کی ہی گرداب

کہی ہی خلق اسکو مو کمر ہی ۔ میان ہم ہی زری نکہین کہ ہر ہی

کمر ہی نہ سرین یہ اسقدر ہین ۔ کہ یک رشتہ مین لٹکی دو گہر ہین

وہ زانو کی صفائی اور ملاحت ۔ کہ آوی دیکھہ آئینہ کو حیرت

عجب وہ ساق مثل شمع کافور ۔ سراپا حسن و خوبی معدن نور

غرض سر سی وہ لی تا ناخن پا ۔ بپا بالا قیامت سرو آسا

باین عالم کہون کیا وہ نازنین ۔ دل و جان کو ہو جسسی راحت و چین

لگای ٹکٹکی دیوار چمن پر ۔ بدم کا منتظر بیٹہا تہا مضطر

کہ جب نسیم

که جب وه سیر گلشن کو چلی تهی | خبر طوطی نی بهلی اوسکو دی تهی
که آئی وه کلی باغ جوانی | برای گشت سیر بوستانی
سو یهه تها منتظر اوسکی قدم کا | که جلوه دیکهی تا حسن بدم کا
غرض وه کهینچ آهین سرد دل سی | یهه پڑهتا تها غزل بر درد دل سی

غزل

صبا نی تیری مقدم کی سنائی | تن بیجان مین گویا جان آئی
دیکها جلوه مجهی او مهر تابان | شب فرقت سی تا هووی رهائی
بسان قیس مین او رشک لیلی | بیابان کی بهت سی خاک اوڑائی
جهتا کر بادشاهی تیری غم نی | میری صورت هی جوگی کی بنائی
بهار داغ دل آ دیکهه میری | تجهی سیر گلستان کر خوش آئی
قدم رنجه نهین کرتا جو ای سرو | تو شاید پاؤن کو مهدی لگائی
دیکها صورت که هون مانند نرگس | سراپا چشم از رنج جدائی
تیری در تک تو آ پهنچا هون مرمر | ولی محفل مین هو کیونکر رسائی

سریر پادشاہی سی ہی عشرت
مجھی خوش تر ہی کوچہ کی گدائی

غزل یہہ درد دل سی پڑہ کی وہ ماہ
تصنم خانہ کی جانب و کعبہ پھر آہ

تمہارا جگ مین ہی وہ آستانہ
کہین ہین جسکو مسجود زمانہ

پرستش گاہ عالم بس ہی یہہ در
مراد خلق بر آتی ہی یہان پر

حصول دین و دنیا سب یہان ہی
تمہارا فیض عالم پر عیان ہی

کوئی کیا ہی یہان مغموم آوی
نہین ممکن کہ وہ محروم جاوی

مراد دل میری سب حسب دلخواہ
بتان آباد کرو جلد یا اللہ

کبھو افلاک کی جانب نظر کر
غم دل سی کبھی مہنا آہ بھر بھر

کہ کب ای گردش افلاک دلخواہ
قران مشتری ہووی کا با ماہ

بلندی پاوی کب میرا ستارہ
کہ جب تک آملی وہ ماہ پارہ

طپش سی غم کی وہ مہر درخشان
بسان ذرہ بیتاب پھر آن

ستم دیدہ شب تار جدائی
بدل خواہان دعا روشنائی

فغان ای زاہد

فغان ای زاہد و بتخانہ کی جانب کو دل میرا
پرستش کو صنم کی آج کیا رغبت دلاتا ہے

شتابی ساقیا اک جام بھر دے
کہ جو بیٹھی ہی مجکو مست کر دے

تیری می سی جو کیفیت میں پاؤن
تو پھر اوروں کو بھی رغبت دلاؤن

یہاں سی یون فسون خوان محبت
کہی ہی داستان عشق و محنت

برہم کی وہ پرستار وفا جو
تھی آئی وہان بہر طوف صنم کو

جو دیکھی اوس نی یہہ جوگی کی صورت
سراپا حسن اور خوبی کی مورت

کھڑی تکیا ہی میں کہ جیون آئینہ حیران
نسیم آسا چلی سوی گلستان

مئی جوبن سی اوس جوگی کی یکبار
ہوئی تھی اب کہ مست عشق سرشار

غرض جیون تیون برہم تک گئی فی الحال
کہا سیر صنم خانہ کا احوال

کہ ای سر تا قدم سرمایہ حسن
حدیث عشق الفت آیہ حسن

عجب دیکھا ہی مینی ایک عالم
کہ جای حیرت و حسرت ہی باہم

یہاں سی بتکدہ وہ جو فرین ہے
زمین باغ سی جسکی زمین ہے

وہان آج ایک حلقہ جوگیون کا خدا جانی کہان سی آگی اوترا

کہون کیا مین ہزارون اوسمین جوگی پری کی شکل پر غم کی بروگی

سبہی سولہ برس کی بانم ویشر سنان خار غم سی با دل ریش

اور اون مین ایک گرو اونکا ہی جیون ماہ وہ سب ہین فوج اوسکی اور وہ شاہ

عجب صورت سی وہ والا گہر ہے زمین پر وہ سراگویا قمر ہے

خدا جانی کہ ہی کس کا بروگی کہ نکلا اپنی گہر سی بن کے جوگی

سنا تہا گرچہ گوپی چند کا حال یہ ہی اوسی زیادہ اسکا احوال

کیا تہا بہرتہری نی ترک گو راج نہ ایسا ہوگا وہ جیسا ہی یہہ آج

کہونکیا مین کہ اوسکی دیکہہ حالت جگر پہٹتا ہی اور آتی ہی رقت

بیان کیا کیجئی جا ہی عجب ہی کوئی شہزادہ عالی نسب ہی

و یا ہی یہہ کسی راجا کا بیٹا کہ اپنا چہوڑ کر ہی راج آیا

پرستش کو صنم کی جو جاوگی پہری کہتی سی کیا دیکہہ لوگی

خدا کیواسطی ابہی تو یون نہ جاؤ دیکہو جانا کہ تیری جذب الفت سی وہ کافر آج آنا ہے

شتابی جام

شتابی جام دی ساقی نکر دیر ‏ کہ می پینی سی ہوتا ہین مکین سیر

ملاقات پدم ہی یہان تن سی ‏ ملی ہی عندلیب او چمن سی

زبانی اوسکی سنکر حال سارا ‏ چلی طوف صنم کو وہ خدارا

یہہ سنکر بات اوسی سرو قامت ‏ گئی اودھر کو وہ شور قیامت

غرض دن ہی پرستش کا تہا اوس روز ‏ کہ وہان پر یہہ گئی مہر دل افروز

پرستش کا او مہو کی ہی جو دستور ‏ بجا لاکر بدل وہ غیرت حور

کہڑی ہو دست بستہ کہینچ کر آہ ‏ لگی یون عرض کرنی بت سی وہ ماہ

تمہاری دیو جی جیری کہان ہن ‏ تعجب ہی مرا او اپنی پناون

ہماری سانہہ مین سکہیان جو آئین ‏ دیا سی آپ کی وو لین کہا مین

کبہی مورت سی جا کر کال کا کی ‏ فدا ہو مہو کی اوسکی یون کہی ہی

کہ صدقی تیری ای ماتا بہوانی ‏ ملا دی محبا کو ہی مجکو ثانی

بتونسی اوسکو آتی کچہ نہ آواز ‏ بتنگ آکر تو یہہ کہتی وہ طناز

عبث بتہر کو مینی سر جڑہایا ‏ کہ مطلب ایک بہی انسی نپایا

جواب آتا اوسی کیا اون بتون نی | که دیکهه اوسکو وه آپ هی گئی تهی

غرض یک بیک بزم مین نکلی وه مهرو | که چلتی اپنی مهرو دولت سرا کو

که اسمین وه پرستار وفا کیش تهی | لگی کهنی که ای دانی وه درویش

عمارت وه جو سمت شرق یهان هے | سو اوسمین جا کرو وه جو کهان هے

هوا هی حسن سی اوسکی سرا یه | بسان مطلع خورشید وه گهر

بهانه جو تهی اسکی بسکه وه ماه | کهی سو بات اوسنی حسب دلخواه

محافی مین سوار هو کر ادهر کو | هوی وهان سی روانه وه پریرو

کشش تو دیکهیو عشق کدا کی | چلی اودهر سواری بادشا کی

پرستارین جلو مین اوسکی همراه هی | بهنور قربان جیسی گل کی اوپر

ادهر تو اوسکو تهی هی انتظار | که آ پهنچی بزم کی بهی سواری

اوٹهایا جیون هی پرده اوس نی یکبار | نگاهین دونو کی باهم هوئین چار

ہیں

کهو نکیا عشق نی جلوه دکهایا | ادهر اسکو ادهر اوسکو غش آیا

ادهر اودهر هوئی دونو وه بیهوش | بکمال نشه مین جیسی قدح نوش

وہ کھایل اوس طرف تیر مژہ سی — اب ہر لمحہ میں اوس تیغ نگہ سی

اتفاقا کچھہ بدم کو اسمین آیا — کہ اونے آپ مین اپنی کو پایا

اوتر ڈولی سی اور صندل امنکا کی — لکھا اوس مست کی جھاتی پہ آگی

ہوی حالت ابہی سی یہہ تمہاری — برارا دیکی کب صحبت ہماری

رنگی کپڑی جو تمنی تو ہوا کیا — بنی جوگی نہ لیکن جوگ سیکھا ::

نہین مین جوڑنا دامن نقش بہر جانیکی وہ بیجو
خفا ہوتا ہی کس طرح اور دامن چہڑاتا ہی

عجب ہی می مہی ای یار وہہ پرجوش — کہ ساقی اور مین دونوہین بیہوش

حروف رمز جہانی پر بنا سکے — جلی القصہ وہ صندل لگا کی

وہ حلقہ کا مہین دیکہی جو اوسکی — ہوئی حلقہ بگوش اوسکی وہ دلسی

بہنسا کر دل کو جوگی کی جتا مین — ہوئی رہ تو فراد ولت سرا مین

رہی مضطر نہایت مثل سیماب — فغان و نالہ برلب چشم پر آب

طپش سی دل کی از حد ناگوارا — غرض جیون تیون وہ گزارا روز سارا

ہوئی شب اور بہی غارت گر جان | برنگ زلف پر پیچ و پریشان

تعشق اب کہ تہا عشق رتن سیں | کٹی القصہ شب رنج و محن سیں

ہیا در وہ ہی جانا آخر کار | سحر پردہ سیں شب کی ہوئی نمودار

اوہی عادت سیں پہلی وہ گل اندام | نہ آیا تہا اوسیں از بسکہ آرام

غرض تہی وہ جب سنہ پہ جاگی | مصاحب اوسکی تہیں کہنے لاگی

لگی کہنی اوہو سیں رشک مہتاب | رہی ہوں رات ساری آج بیخواب

دل بیکل سیں ہرگز کل نہ پائے | کہوں کیا میں کہ کچہہ غفلت نہ آئے

گئی میں سو سحر کا ہاں جو بیتاب | عجب عالم کی دیکہی طرفہ یک خواب

کہ نکلا غرب سیں خورشید خاور | ہی مشرق سیں طلوع ماہ انور

طرف مہتاب کی ہی مہر آیا | بہم دونوں نے یک جا وصل پایا

ہوئی راون سیں رانگ یا اوپر جنگ | نہیں معلوم کچہہ اس بات کا ڈہنگ

سنے ہمراز اونے اوسکی جو تقریر | کہا اس خواب کی ہی گی یہہ تعبیر

پرستش کو گئیں نہیں گل جو تم وہان | دیا تم پر صنم کی ہوئی نمایان

نموداری

مہ و خورشید ہین کی مرد اور زن — ہوا اس بات سی دل پر یہہ روشن

کہ راجا سمت مغرب سی کو ہی آئے — تو بیش دی تمہاری او سی ہو جائے

بر آوین کی اگرچہ مطلب دل — یہ کوہی جنگ بھی ہووے مقابل

بلا آؤ کہا کو انہون جس طرح سی — بر آوی تیرا مطلب اس طرح سی

انہون نی یہہ دی تعبیر اوسکو — کہا کچھہ دلکو راحت اور خوشی ہو

سہاگ اور بہاگ ہووی گا تمہارا — کہ ہو یہہ خواب جلدی آشکارا

اودہر اس بات سی خوش وہ شکر لب — کہ ہو تعبیر ظاہر خواب کی کب

جدا رکھتی ہی تجھسی مجکو جانا گردش گردون
وگرنہ یہہ جدا رہنا نوکس کافر کو بہاتا ہے

بلا ساقی مجھی جام مئ ناب — کہ دل میرا ہوا جاتا ہی بیتاب

مین تیری جام سی ہو مست سرشار — کرون راجا رتن کو غش سی ہوشیار

بدم کی لکھہ کی درد و بیقراری — رتن کی اب لکھو نمن آہ و زاری

کہ یہان جسدم رتن کو ہوش آیا — تو جا وہ یار کا اپنی نہ پایا

لگا بیتاب ہو ہو کرنے رونے | طپش سے اپنے لگی جان کھونے
ہوا خوناب دل آنکھوں سے جاری | لگی افزود ہونے بیقراری
بلا دولت کہ آید بر گزرگاہ | جو مرد آگہ نباشد گم کند راہ
وہ ہوش آتا تھا بیہوشی کا دریا | افاقت سے تو غش ہی بھلا تھا
غم آئے اور اوس پر فوج در فوج | کہ جوش بحر جیسے موج در موج
نہ دیکھے پر توقع جو کی بنا تھا | جو دیکھا تو کہوں میں حال کیا تھا
خبر سر کی رہی نہ کچھ قدم کی | کھڑی تھی سامنے صورت پدم کی
تصور کر کے اوس کا قد و قامت | کیے اپنے پہ پھر برپا قیامت
کہوں کیا دیکھہ نقشہ اوس پری کا | در دیوانگی اوس پر ہوا وا
اگرچہ صبر تھا غم نے جلایا | رہا تھا کچھ سو آنسو نے بہایا
جو بحر درد و غم نے جوش مارا | کیا صبر و تحمل نے کنارا
غرض حالت یہہ اوسکی ہو گئی یہان | کہ رہتا ہی قالب جیسے بیجان
پدم کی شکل اودھر یہہ بنی تھی | کہ اوسکو دم بدم یک جانکنی تھی

اوسکی ماند تہا کار

اوسی وہان دیکھکر آئی نوائی دل ہیکل سی لیکن کل بنائی

وہ مکھڑا تھا جو اوس کا ارغوانی ہوا اوس رشک رنگ زعفرانی

کہونکیا مین وہ رشک ماہ رویان ہوئی جیون سنبل گلشن پریشان

ہوئین اوسکی وہ کیفی مست آنکھین لبان مردم رنجور پل مین

اور اچہرہ سی اوسکی رنگ جوبن خزان دیدہ ہو جیسی کوئی گلشن

غم جوگی جو کچھ دلمین سمایا کہ اوسکو بس وہین جوگن بنایا

محبت نی کی دونو دلمین تاثیر ہوا بر خانہ دو تو دو مین یک تیر

اودہر اوسکو طپش اوسکی الم کی ادہر تھی مبتلا یہہ اوسکی غم کی

رہی چندی اسی صورت شب و روز مہ و خورشید با داغ دل سوز

کہ ایکدن تنگ آکر مرد درویش غم دوری سی اوسکی با دل ریش

صنم خانہ مین جاکر وہ پریزاد سرِ شب سی لگا کرنی وہ فریاد

کہ ای بی فیض سنگ تیرہ کہسار نہ آخر تو ہوا امداد گار

عبث یک عمر پوجا تجکو مین نی کیا مطلب نہ میرا آہ تونی

تیری کوچہ کو میں سمجھا تھا گلزار
سو وہ پرخار دیکھا آخر کار

عبور بحر کرنا حسب دلخواہ
غرض ہی شیر کی مشہور ہمراہ

دم نزع ہاتھہ میں آوی کسی کی
تو البتہ کناری ہی پہ ڈوبی

کہاں کشتی میری لیکر ڈوبائی
نہ ای بت تو نی کی یہاں ناخدائی

صدا یوں تبکدہ سی اوسکو آئی
نہیں یہاں کچھہ خبر اپنی پرائی

تجھی جس شمع سی ہی مثل جنس لاگ
لگی پھر کاکی سو یہاں بھی ہی آگ

کہونکیا تجھسی اپنی حالت زار
دوا کس کی کری ہو وی جو بیمار

میرا خود حال یہہ غم نی بنایا
کہی تو تو کیا برلون کا سلایا

کہونکیا میں کہ برباں چھوڑ گیا اس
یہاں کسو واسطی آئین میری پاس

اور آئیں تو کئیں پھر کیوں شتابی
مجھی جیون عاشقاں دی اضطرابی

زمیں پر چرخ سی یہاں آشکارہ
کیا تھا چاند تاروں نی کنارہ

رتن نی جو جواب صاف پایا
کہونکیا جو جو اوسکی جیمیں آیا

درخت پر منگا کر خوب انبار
ہوا جلنی کو دی کر آگ تیار

جلون برنا

جلاون پروانہ سان دلمین یہہ ٹہانی
عبث ہی شمع روبن زندگانی

نہ پہنچی گرچہ ہم اوسکی قدم تک
غبار اپنا تو پہنچی کا عدم تک

لگا ہونی پتنمین اوسکا چرچا
کہ ناحق ہی رتن آتش مین جلتا

کوئی ہم مین سی اکتین سنبہالو
شرار درد و غم اسکا بجہا لو

اگر جل جائی کا یہان برہہ جوگی
ہریکی ہنہیا ہم سب پہ اسکی

جو ہووی اگی اپنالون قدمبوس
نہ کہنچی اس سی پہر اوسکو مایوس

ہنومان ایشمین اوسکا دیکہہ احوال
سدا شب پاس جا کی دم مین فی الحال

بیان کرنی لگا احوال سارا
کہ جلتا ہی کوئی جوگی بیچارا

جلی گر آپ ہی تنہا تو غم کیا
ہمین بہی ساتہہ ہی اپنی جلاتا

تمہارا جو مکان ہی وہانپہ آکی
ہی یون بیٹہا غرض ہونی لگا کی

ہزارون ساتہہ اوس جوگی کی چیلی
کہ وہ بہی یون ہی اپنی جی پہ کہیلی

کوئی دم ہی یہین جلتی ہین وہ جیون کاہ
کیا القصہ مین نی تمکو آگاہ

اگر کچہہ نام پر بہی اپنی کہ ہی
تو ای شب اوپنہ یہہ وقت مدد ہی

جلاتی اوسکی بس عالم کو ہی آگ　　سو بچارہ وہانسی مین آیا ہون بہاگ

غرض بس کہ سدا شب ستغہ ہو　　چلالی ساتہہ گورا پربت کو

بدلکر جیون کلنگی بہیس یکبار　　ہوا اس جنگل کی جانب کو وہ تیار

گلیمین استخوان چند اور مار　　بہم ڈالی ہوئی جیسی کوئی ہار

سوار گاو کاندہی مرگ چہالا　　گلی ڈالی گلیمین اور بالا

جبین پر ماہ اور موی پریشان　　سحاب اور ماہ جیون دست گریبان

لئی گہنتی و ڈورو اپنی سب ساتہہ　　چلا وہانسی وہ گورا پربت ساتہہ

جاو مین ساتہہ ساتہہ اوسکی ہنومان　　شفیق حال عشاق پریشان

مہادیو اس طرح سی آکی پہنچا　　رتن جلنی کو جس جا ستغہ تہا

بہم کرنی لگا اوسی یہہ گفتار　　کہ جوگی کیون ہی تو جلنی کو تیار

ہوئی بہاری تجہی کیون زندگانی　　جو کہوتا ہی تو اپنی نوجوانی

فلک سی کیا مصیبت تجہہ پر آئی　　جو تونی آگ ہی اس جا لگائی

الم ہی کیا تجہی ای غیرت باغ　　برنگ لالہ جو کہاتا ہی تو داغ

تجھی ایسی ہی سچ کہہ کب آلم سے ہے
ہلال آسا تو کس کی غم سی خم ہے

ہر اک چشم تیرا کیوں ہی ڈھلتا
بسان شمع کہہ تو کیوں ہی جلتا

تو بولا وہ سپند آسا چٹک کر
وہیں قدموں پر اوسکی سر پٹک کر

کہی تو کون سمجھانی کو آیا
جلی کو اور بھی تو نا جلایا

مجھی ہی عشق کی آتش نے بھونا
جلایا تونی کیوں آ مجکو دونا

کہوں کیا میں تجھی غم کا بروگی
بنا عشق بتم سی ہو ہمیں جوگی

جو دیکھی ہی مجھی تو شکل محتاج
سو میں آیا ہوں اپنا چھوڑ کر راج

پرستش میں ہی کی یہاں دیوتا کی
تمنا یہاں نہ بر آئی نہ میری

سدا شب کا مجھی یک آسرا تھا
کہ حاصل ہوگی یہاں میری تمنا

بر آئی جب نہ میری آرزو یہاں
تو ہیں ناچار چلتا ہوں پریشان

نہو بیپا بس اپنا جب کہ جانے
تو پھر کس کام ایسی زندگانی

نہووی بر میں اپنا جب کہ دلبر
تو ایسی زیست سی ہی مرگ بہتر

نہ نکلتنگ آرزو میں گھر سی آیا
غضب ہی یہاں ہی کچھ مطلب نہ پایا

تو ہی پھر کہہ مجھے اب کیا کروں مَیں — جیوں کیا خاک بہتر ہے مروں مَیں

ہنسی آتی ہے مجکو ہمنشین اسجا کہ عاشق کو
فلک پھر کس شکل سی دیکھو کہاتا ہے

اب اے ساقی مجھے وہ جام بھر دے — کہ جسکا نشہ میرا کام کر دے

بلا وہ مے کہ ہوش ظاہری جائیں — جو اسرار نہاں ہیں سو نظر آئیں

سدا شب سے آہیں وہ غم کا پامال — بیان کرتا تھا اپنی دل کا احوال

کہ پھر امتحانِ عاشقِ زار — بنا گورانی شکل اپنی طرحدار

او تھا کی موںھہ سی پردہ روبرو آ — رتن سنے پہلی آگی حال پوچھا

کہ تو اے نوجوان کس کا ہے مائل — ہے کسکی تیغ ابرو سی تو گھائل

زبان پر لا صنم کا نام یکبار — ہوا وہ عاشق دل باختہ زار

لگی کہنے یہہ گورا سگرا کی — کہ لو عاشق ہوا کس کا تو جا کی

نہ اپنی شکل پر کچھ رحم آیا — کہ اوس بدحال یہہ اپنا بنایا

اکھاڑا توفی اندر کا سنا ہے — جہان کا حسن زیب دو سرا ہے

مرا دکھ صورت

ہر ایک صورت نے ہاں رنگ قمری
قمر کی داغ جنسی دل او پر ہی

سوا اوس مجلس میں بلبل شاہ ہو نہیں
ستاری ہیں وہ سب اور ماہ ہو نہیں

میں یوں فرمان روائے کشور حسن
ہر ایک نکتہ ہی میرا دفتر حسن

وہاں کچھ قدر نہیں حسن بدم کے
اوسی نہیں درست اسبری قدم کے

تمیز عقل سی تو بہرور ہے
تو بہتر مجھسی کب کوئی بشر ہے

جو ادنا درجہ اعلی کو پاوے
تو لازم ہی کہ اسفل کو بجاوے

گر اب بس ترک دل سی یہہ گدائی
کہ تجھسونکی تجھی میں بادشاہی

نہ کچھ یہہ نوجوانی او گل اندام
چل اب کر ہمسی باہم عیش و آرام

فغان برلب وہ بولا بھر کی آنسو
کہ ہاں ای بیمروت کون ہی تو

مبارک حسن ہو تجکو یہہ تیرا
نہیں مطلب بر آتا اسسی میرا

یہہ باتیں کر نہ مجھسی تو او بیباک
کہ ہی سب مجکو اوس بن آگ او رخاک

فدا اوس پر میرا سر اور جوانی
نہیں خوش مجکو اوس بن زندگانی

مجھی جب غیر اوسکی کچھ نہ بہاوے
تو لطف حسن تیرا کب خوش آوے

نہیں بن مرگ مجکو اور چارہ / کہ بی اوسکی نہیں جینا گوارہ

تو کیا اگر جو ہووی آ مقابل / تو البتہ قصور اپنا کری دل

ملی رہنی کی خاطر باغ رضوان / عجب کیا یار بن ہو جای زندان

ورای یار ہرگز مت وری ہو / پری ہی گو تو پر مجسی پری ہو

سُنے جب گفتگوی عاشق زار / کہ اسکو یار بن ہی زیست دشوار

سدا شب سی یہہ بہر ہنس کی تقریر / کہ اس پر کر چکا ہی عشق تاثیر

مقرر ہی یہہ بدماوت کا مایل / دل اسکا تیغ غمسی سچ ہی گھایل

فغان بر لب ہی یہہ جو یار رخ زرد / ہی کرزم نالہ ہر دم با دم سرد

اسی بس آتش غم نی ہی پھونا / قلق ہر دم ہی اسکی دل پہ دونا

تمہارا اسکی دلمین آسرا ہے / کہ یہہ بیمار محتاج دوا ہے

نہ اپنی نام کی ہو کی تمہین لاج / کلنک ایک تازہ تر ہو کا تمہین آج

رتن یہہ اونکی باتین سنکی باہم / ہوا کچہہ دل ہی دلمین شاد و خورم

جو دیکھی غور سی اوسکی وہ صورت / ہٹی تب دل سی باری کچہہ کدورت

ہوا معلوم یعنی تو

هوا معلوم یعنی دیوتا ہے
سے نہی جو نشانی اور آثار
سوار گاؤ پا شکل کلنکی
یقین یہہ صاف دلمیں اوسکی آیا
گرا پاؤں پہ فوراً اوسکی جا کی
ہوا ایہانتک وہ جوش غمسی گریان
لگا کہنی کہ آیا تہا مین تم پاس
بر آئی جب نہ میری یہان تمنا
خدا کا شکر سو تمنی دیا کی
میرا احوال ہیکا جائی شفقت
مرا دل میری محبکو دلا دو
نہین تاب جدائی مجکو فی الحال
کہا تب اونی اتنی بات کیا ہے

کہ اسنی ہمیں یہہ اپنا کیا ہے
سو اوسمین اونی دیکہی سب نمودار
زن نی جب کہ ایسی وضع دیکہی
کیا یعنی سدا شب نی یہہ سا یا
لگا رونی زبس آنسو بہا کی
دوبارہ ہو گیا عالم مین طوفان
کہ یہان میرنی آویگی غرض آتش
سو ہو مایوس مین اب مر چلا تہا
بوقت نزعہ میری آخبر لی
کہ مجپیر زبس رنج و مصیبت
بدم سی یعنی اب جلدی ملادو
کہا ہی غمنی اوسکی لب کہ پامال
تحمل دلمین رکہہ اپنی خدا ہی

خزان کی دن گئی آئی بہار اب
ہوئی روز آلم بر عیش کی شب

مثل ہی جب تلک کہینچی نکچہہ رنج
غرض حاصل نہووی تب تلک گنج

نہ زیر اور تا جب تک سر جہکاوی
بسان شانہ زلفون تک نجاوی

نہ پہنچی جب تلک کچہہ صدمۂ خار
میسر ہو نہ ہر گز گشت گلزار

غبار راہ تا ہر گز نہووی
برنگ سرمہ آنکہون تک نہ پہنچی

نکچہہ رنج سفر جب تک اوٹہاوی
ہی ممکن منزل مقصود پاوی

جلاوی شمع سان جب تک نہ تن من
نہو بزم جہان مین نام روشن

نہین ہوتی کوئی ایسی شب تار
سحر جسکی نہ آخر ہو نمودار

ہمائی آرزو ای مضطرب حال
زرا کر صبر نالاوی پر و بال

اگرچہ ہاتہہ آنا ہی تو مشکل
مراد دل تیری پر ہوگی حاصل

جو ای راہی تجہی در پیش ہی راہ
کرون تیری نین اب اوسکی آگاہ

شتابی منزل مقصود دیکہی
بچشم دل رخ بہبود دیکہی

حصار شہر کی ظاہر ہین نو در
سو رہتی ہین غرض سب وو اکثر

کئی بند

کوئی جب شہر سے باہر کو جاوے — دیا حسب الطلب اندر کو آوے

تو واہوتی ہین اوس دم اے خردمند — وگرنہ غنچہ سان وہ رہتی ہین بند

مگر یک سمت ہے یک چشمۂ آب — حصار شہر کی پائین ہے گرداب

کوئی غواص ہو غوطہ لگاوے — تو جیون دُر وہ دُر مطلب کو پاوے

کہ اوسمین ایک دروازہ ہے پنہان — نہین اکثر کسی پر وہ نمایان

یہان کی مالک کشور نی وہ در — رکھا ہے حکمت عملی سی وہان پر

مبادا ایہان پہ کر دشمن کوئی آئے — ہر ایک در شہر کا اعدا سی گھر جائے

ورگم سی تو پھر وہ راہ پاوے — اسی صورت سی جی اپنا بچاوے

جو ہے مد نظر یہہ راہ تجکو — تو بس مین کر چکا آگاہ تجکو

پہ جیون غواص کر ضبط نفس تو — کہ ہو تا دسترس غوطہ کی تجکو

صدف آسا کہا ہے اوسمین جو در — پھر اوسمین کود کر جا مثل گوہر

غرض یک راہ یون ہے کر تو جاوے — اوٹھا کر رنج مطلب دل کا پاوے

نہین جز اور در مین اوسکے تو جا — کبھی تو ہونکی قسمت سی تبری وا

جب آیا عشق العشرت کہاں بہر شوکت شاہی
کہ شاہوں کو بھی ظالم جیوں گدا در در بہراتا ہے

آلا ای ساقی یار غریبان
رفیق و مونس آفت نصیبان

سوال دخت رز ہی تجہسی میرا
اگر دیوی تو ہی احسان تیرا

رکہی کا اسسی مجکو کر تو محروم
تو بہرا و تہنا میرا ہی بہا لسی معلوم

تیری حق مین ہو نیکی بازیونی
رتن کیسی لگاونگا مین دہونی

سنبہالی اوسکو جیون مقصود کی راہ
کیا او دہر سدا شب مرد آگاہ

ادہر لی جو کیون کا ساتہہ لشکر
حصار شہر کی آیا یہہ در بر

در دولت جو کند ہر بسن کا تہا
اوسی سو چار سو سی آگی گہیرا

غرض یہہ بات جیمین جو سمائی
در دولت پہ آ دہونی لگائی

کری وہ جنگ بہر تو جنگ کیجی
بہر صورت بدم کو اسسی لیجی

سحر کا ہان وہان کا تہا یہہ معمول
پرستارین تہین جانی لینی کو بہول

نکل کر شہر سی گلشن مین جا کی
کل اپنی جہولیو مین وہان سی لا کی

اسی ہم وزن

اوسی ہم وزن نہین گلسی بنا بر | خوشی سی اوسکی بہولی نہ سما بر
جلا گہر سی سحر خیل پرستار | سو دیکہا جو کیونسی در کو کلنہار
نہ دروازہ کو کہولا اور ہٹ کی | کہین سب الغرض وہانسی بابت کی
کہا راجہ کو لوگون نی یہہ جا کی | کہ جوگی گر ہین دولت سرا کی
مسلح جنگ کا سا ہر گدا ہی | نہین معلوم مطلب اونکا کیا ہی
کہا راجہ نی پوچہو تو او نہین جا | کہ مقصد مجہسی ہی گا آپ کا کیا
اگر ہو خرچ رہ کا تمکو درکار | جواہر دون تمہین بین اور دینار
کہو پوشش تمہین سب کو بنا دون | بنا کی کہربائی ہی رنگا دون
اگر ہو راہ چلنی سی تم عاری | تو باری دون نہین منگوا سواری
کیا چاہو اگر تم استقامت | تو بنوا دون ابہی باغ و عمارت
رتن بولا اونہون سی کا فانی | کہو راجہ سی یہہ میری زبانی
نہ پوشش کی ہمین خواہش نہ زر کی | نہ دلمین کچہہ ہوس لعل و گہر کی
مکانسی قید اپنی ہو لگو کم ھے | کہ مثل وحشیان جوگی کو رم ھے

نہیں مطلب کسی انسان سے ہمکو — مگر خواہش یہی یہہ لیویں ہمدم کو

یہی ہی بہیکہ اپنی اور خیرات — سوا اس بات کی لینی نہیں بات

تیری در پر ہم اپنی جان دینگے — غرض ہم تجہسی بد ماوت کو لینگے

یہہ سنکر بندہ کان باد شاہ ہے — لگی کہنی کہ بس ای مرد واہے

یہہ کیا گفتار ہی اپنی زبان تھام — تیرا ہو یہہ جو ہدم کا لیوے تو نام

قدم جس جا نگہ کا باز بس ہو — وہان سو کیونکہ تیری دسترس ہو

خیال و وہم بہی جاتا نہیں وہان — تجہی کیا حرف نسبت اوسی نادان

اگر ہی زیست اپنی تجہکو درکار — نہ لیجیو نام لب پر بہر یہہ زنہار

عبث رکہی ہی اپنی موت پر دل — کہ بس ہی یہہ خیال خام مشکل

یہہ راجا ہی وہ عزت دار نامی — ہیں راجان جہان جسکی سلامی

رکہین کیا وصف اسکی ہم زبان پر — ہی فرق عزت اوسکا فرقدان پر

سنے یہہ گفتگو جی ناسزاوار — تو کہینچی تم سبہونکو بر سر دار

یہہ ڈر ہی تم بہی اور جیلی تمہارے — نہ اوڑ جاوین کہین گولونکی مارے

کہ یہہ حرف

کہو یہہ حرف مت اپنی زبان سی | صلاح وقت یون ہی جاو یہان سی
چلو جانی ہو دو آوی اس دیار و | گرو جی خیر سی یہان دم نہ مارو
غرض یہہ سنکی بولا عاشق زار | کہ ہی جانا یہان سی سخت دشوار
قدم اپنا نہین یہان سی اوٹھاتی | یہہ سر جاوی یہ کوی ہم ہین جاتی
دکھاتی ہو ہمین کیا تیغ و خنجر | نہین آتا ہمین اسکی ذرا ڈر
ہوا ہون جب سی مین عاشق بدم کا | ہون تب سی بارکش رنج و الم کا
غم ہجر انسی بس آیا ہون مین تنگ | نہین مرگ اور مصیبت سی مجہی ننگ
نہین ہی زندگی کا پاس کچہہ یہان | کہ ہون اس بات سی ہم کچہہ ہراسان
لڑوگی تو لڑین گی اور لین گی | نہ لین گی گرچہ اپنی جان دین گی
اودہر تیغ و تبر ہی با جفا ہی | ادہر بہی کم نہین تیر دعا ہی
یہہ سن باتین ملایم اونکی اور سخت | کہ تہی وہ مستعد مرنی پہ یکلخت
بہ آئین ادب راجا سی یکبار | کیا احوال سارا جا کی اظہار
سنے یہہ گفتگو راجا نی جس دم | ہوا قہر و غضب سی سخت برہم

لگا کہنی کہ ہین مقدور اینکا کرین یہہ بی ادب جو ذکر ایسا
عجب صورت کی جاہین ہین یہہ خرابات مثل ہی یہہ کہ چہوتا مونہہ بری بات
بہلا آوی نکیونکر اس پہ حیرت کہ اونہ ہین کچہہ بہی جرات
غضب ہوکر بہت غصہ فرما لگا کہنی کہ اونکو باندہ لو جا
یہہ جتنی جوگیان بی ادب ہین سو میری یہہ تہہ دام غضب ہین
لڑو اوسنی شتابی جا کی مارو اونہوں کا بار سر تن سی اوتارو
فقیرونکی غرض یہہ خیرخواہ ہی لگی کرنی امیر بادشاہی
کہ ای فرمان روای ملک سنگل کہ ابہی کم نہین ہین بلکہ جنگل
ارادہ آپ کا گر جنگ پر ہی مصمم قتل کی آہنگ پر ہی
وہ عقدہ ہین جو باہم خیر و شر کی سو ہانہو ممکن نہین ہرگز بشر کی
اگرچہ تم ہوئی بہی اونپہ منصور تو بس ہوویگا عالم مین یہہ مشہور
کہ آئی تہی مہمان جوگی بچاری گئی ناحق سو مہمان بیجرم ماری
کہو ہمکو تو ہم کرتی ہین یہہ کام ولی اسمین نہو کا آپ کا نام

نصیبِ دشمنان نوعہ دگر ہو ... تو یہہ مشہور ہر جا بیشتر ہو

نہ لا کی تاب اور ہو کی ہراسان ... سیاہ ہو رسی بہا گا سلیمان

حقیقت کوئی سمجھی کا نہ واہی ... یہہ شہرہ ہو کا ہہ سی تا بماہی

یہہ آیا فکر ناقص میں ہمارے ... اب آگی جو کہ ہو مرضی تمہارے

مگر ای تاجور یہہ کام کیجی ... کہ انکو شہر میں آنی نہ دیجی

بہ تنگ ہو آب و خور سی آمہاراج ... چلی جاوین ہو کر آپ محتاج

وزیر عمدہ کان کی سن یہہ تقریر ... ہوئی بس زہن شین رای جیون تیر

یہہ سنکر شہ کا اکی خوشی گذرا ... قتال لشکر مجنون سی گذرا

کمر کو کہول کر بیٹھی وہ خورسند ... رہی درمثل دستِ ممسکان بند

غبارِ غصہ دہونا دامنِ خاطر سی جانان کی
جو توای اشک ہمرہ نامہ بر کی آج جانا ھی

پلا ساقی شراب ناب گلرنگ ... کہ اوس بن ہو ہمین جیون مینا دل تنگ

ہو جسکی نشہ سی مین مست سرشار ... لکہون احوال خط عاشق زار

بکوشش دل اسسی آ دانا خردمند
رہی در شہر کی جسوقت سب بند

جواب اون جوکیون نی کچہہ بنایا
وہ دربان تہا اسنی جاکی پہر نہ آیا

نہ انکو جب ہوا کچہہ حال معلوم
وجود حاجبان تہا اب کہ معدوم

تو فرمایا رتن نی جوکیون سی
کہ یارو اب صلاح وقت کیا ہی

کہا سب نی کہ جو مرضی تمہاری
صلاح کار بس ہی وہ ہماری

غرض یون کرکی یارونسی وہ تدبیر
کیا یہہ نامہ جان سوز تحریر

رگ مژکانسی بہلی یک قلم کی
سواد چشم سی حالت رقم کی

مطلا کاغذ نامہ تہا وہان
کیا بس خون دیدہ سی وہ افشان

رکہی بین السطور اوسکی وہ پرنور
کہون کیا جیون بیاض دیدہ حور

گل باغ حیا و سرو قامت
بہ گلزار جہان رہیو سلامت

پس از آداب شوق لکہہ تمنا
کیا یہہ نامہ جان سوز انشا

کہ ای آرام دل اور مونس جان
بہار باغ عشاق پریشان

چراغ افروز بزم عاشق زار
سحر میری ہی تجہ بن یک شب تار

ومان ای

وہاں ای گل تو محو گشت گلزار | یہاں میں مثل بلبل با دل زار

وہاں سرخوش تو ای شمشاد قامت | یہاں برپا مجھی تجھبن قیامت

وہاں خوش خواب تجھ ای رشک مہتاب | یہاں میں شام سی تا صبح بیخواب

وہاں تو رونق کاشانہ ای شمع | میں یہاں بیتاب جیون پروانہ ای شمع

بدل جمعی تو وہاں ای راحت جان | میں یہاں جیون زلف پرپیچ و پریشان

تو مصروف طرب مہر دل افروز | مجھی جیون لالہ تجھبن داغ جان سوز

یہہ غفلت تا کجا کہہ اوہ خود آرا | ادہر بھی یک نگاہ او بت خدارا

کسی صورت مجھی صورت دکھا دے | مریض غم کو اپنی آ شفا دے

تب ہجران کا تیری ہوں میں بیمار | دوا ہی میری عناب لب یار

مریض رنج ہجران کو تیری یار | ہی معجون کنار و بوس درکار

کبھی بسمل پہ تو بہر تماشا | خدا کی واسطی تشریف فرما

عجب کیا آ ہی تو آرام جان یہان | ہی واجب مور پر لطف سلیمان

سر بالین پہ میری ای بدم تو | مسیحائی کو اپنی لاف دم تو

کہو نکیا مین کہ ای مہر درخشان — سحر تجھبن ہی مہمان شام غریبان
تو آ پر نور میری انجمن کر — شب غربت کتین صبح وطن کر
غرض تجھبن آلم سی نت اہی کا رنگ — برنگ غنچہ رہتا ہو ہمین دل تنگ
پریشان اب کہ اہی رشک چمن ہون — بسان گل دریدہ پیرہن ہون
تیری غم نی مجھی جو کی بنایا — کہ ہون مین چھوڑ اپنا راج آیا
ترا ورشک لیلی ہو کی مفتون — پھرا صحرا بصحرا مثل مجنون
قدم سی سوی سر گذری ہی آبلے پار — سنان خار پا سر سی نمودار
خیال زلف مہ رو پیش نظر ہی — یہی دہیان اب مجھی شام و سحر ہی
دیکھا کر شکل تو جب سی گئی ہی — کہو نکیا تب سی ہر آفت نئی ہی
خیال وصل ہی تیرا کل اندام — رکھی ہی مجکو زندہ کام ناکام
جو صندل تو نی چھڑکا مجھ اوپر ہے — سوا اوس سی اور ہی یک دردسر ہے
رکھی چھاتی پہ لاکھون غم کی پتھر — تیری دربک تو آ پہنچا ہون مر مر
پہ دربان بی تصرف طبع ناساز — نہین کرنی ہین لیکن در کتین باز

بزرگی

پر آتش مین پر پرواز پاتا — قدم تک تیری تو مین سر سی آتا

کرون کیا مین کہ بس ہون سخت ناچار — در و دیوار سی رہتا ہون سر مار

یہہ لکہہ کی چشم سی کر خونفشانی — کیا نامہ کو اپنی ارغوانی

جو نامہ پر وہ تہی الفاظ اوسکی — سیاہی سی نہین اونی لکہی تہی

لکہی تہی وہ بہی خون دل سی ایکبار — زبس رنگین بطرز خط گلزار

یہہ آتش بس عبارتین تہی اوسکی — زبان خامہ پر بہی جل گئی تہی

برنگ کویلہ تہی حرف یکسان — کہ معنی اومین تہی آتش سی پنہان

لکہی جاتی نہ وہ کاغذ کی اوپر — نہ ملتا گر اوسی بال سمندر

غرض لی ہاتہہ مین وہ خامہ شوق — رقم جب کر چکا یون نامہ شوق

کہا اوس طوطی دستان سرا سی — کہ پر جسکی تہی خوش بال ہما سی

کہ ای پیک پری پرواز عاشق — ہنر آخر چارہ محرم راز عاشق

کسی صورت یہہ نامہ اوسکو پہنچا — کہی جو کچہہ جواب اوسکا آبہی لا

غرض طوطی نی وہ نامہ اوٹہا کی — بہت سا چوم آنکہہ سی لگا کی

کہا اوسمین لگا کی تار کندن
بنا وو جا بمینا طوق گردن

زبس تہا خون افشان وو نامہ یار
کہ جیسی سرخ ہووی طوطی کی منقار

غرض جسوقت گرمی اوسکی پہنچی
گئی جل بس اوسی دم گردن اوسکی

بجای تار کندن تار دیگر
کسی کو جہ مین جگر جاتا ہی جل کر

دیا نامہ کہا کچھ کچھ زبانی
کہ ای سر سبز رشک بوستانی

زبانی بہی اوسی کہیو کہ ای یار
ہی تجہ بن زیست مجکو سخت دشوار

اوڑا نامہ کو طوطا لیکی فی الحال
ہوئی عاشق کی پیک اشک نے بنال

مگر در دل مبادا اوسکا ہووی
تو اوسکو جا کی سینی اشک ہووی

کہ اسمین وہ پری پرواز طایر
ہمدم کی پاس پہنچا نامہ لیکر

عجب صورت سی جا کی اوسکو پایا
تعجب جسسی اوس طوطی کو آیا

کہ موی سر معنبر رشک سنبل
سراسر ہین پریشان اسکہ بالکل

جو مکھڑا غیرت مہر و قمر ہے
سوا اوسکا رنگ مہتاب سحر ہے

ہی یہانتک حیرت سی عکسی ہیہ تاثیر
کہ چشم اوسکی ہی شکل چشم تصویر

غرض اوس پر جو یک بار الم ہی — بسان سرو قامت اب جو خم ہی

غم تازہ اوسی جب سی ہی افزون — ہوئی وہ رشک لیلی مثل مجنون

برنگ گل تھا اوسکا سرخ جو تن — سو ہی جیسی خزان دیدہ ہو گلشن

رہی تھی پاکئی بہو لو تنبن وہ تن — ہوئی لاغر سواب مثل رگ گل

غرض اس شکل سنی جیون غمکی تصویر — عجب حیرت مین بیٹھی ہی وہ دلگیر

نظر اسمین پڑا وہ قاصد یار — مسیحا دم شفائی جان بیمار

ہوئی بیخود جو بہر کچھ ہوش آیا — تو اوس محرم کو چھاتی سی لگایا

بیار اوسکو بہت سا کر کی وہ ماہ — لگی کہنی اوسی بہر بہر کی یون آہ

کہ کہہ ای بیوفا اوسکا کچھ احوال — بنایا جسکی غمنی یہہ میرا حال

بیان کر مجسی اوسکا حال کیا ہی — میرا تو حال سب پر برملا ہی

کہ بس اوسکی تصور سی ہے جینا — نہ خوش آتا ہی کھانا اور پینا

عجب الفت مین اوسکی ہین شب و روز — ہون مہرومہ سی با داغ دل سوز

کہو نکیا تجسی ابھی بیقراری — کہ ہر شب مین ہون اور اختر شماری

جو سوتی ہون کبھو مین فرش گل پر — تو چبھتی ہی رگ گل مثل نشتر

برنگ شام تیرہ بخت تر ہون — گریبان چاک مانند سحر ہون

انیس وقت اپنا تو ہی غم یہان — جلیس بزم اوسکا کون ہی وہان

مجھی شام و سحر اوسکا الم ہی — اوسی کیا شغل یارون سی بہم ہی

نہین اوس بن مجھی یہان چین و آرام — وہان در پیش ہی کہہ اوسکو کیا کام

سنے جب اوسی طوطی نی یہہ گفتار — ظریفانہ تو کہولی اپنی منقار

اگرچہ کہنا تو ترک ادب ہے — غم عاشق ولی صاحب کو کب ہے

یہہ فرماتی ہو تم جو مہربانی — سو ہی ای بندہ پرور سب زبانی

نہین غم کچہہ بہی گر عاشق کا ہوتا — تو گاہی بہی نہ لیتین تم خبر کیا

غرض تہی ہو اپنی گہر مین خوش حال — اور اوس کا یہان تلک ہی تنگ احوال

کہ جب سی تمکو دیکہا یک نظر ہی — ہر ایک دم اوسکتین نوعہ دگر ہی

زمین پر ہین یہہ دریا جیسی جاری — سو ہی اوس کا یہہ فیض اشکباری

بسنتی دیکہہ پیراہن یہہ تیرا — ہی شرک زعفران رنگ تن اوسکا

بدن کا

یهه اشک سرخ اوسکا وهان روان هے — که جیسی رنگ خون سارا جهان هے
سحر خورشید نکلی هی جو گل گون — اوسی کا وهان تلک پهنچا هی یهه خون
شفق سی یهه فلک پر نهین هی سرخی — هی سرخی وه اوسی کی سیل خون کی
غرض ایسی نهین باقی کوئی جا — نه پهنچا وهان هو سیل خون اوسکا
جبین پر بهی تیری هیکا جو سندور — بالا شک هی یهه اشک سرخ رنجور
بیان کیجی کها تک اوسکا احوال — که اکدن وه غم هجران کا پامال
پرستش گهه مین جا کی دیوتا کی — هوا رنج و غم هجران کا شاکی
بصد امید جان ناشکیبا — بیان کرنی لگا دل کی تمنا
صدا آئی اوسی کا مردنادان — هوئی هم بهی اوسی کو دیکهه بیجان
هوا مایوس پهر وه آرزومند — امید وصل سی تها جو که پابند
یهه کهکر اور پهر یک آه جانسوز — که جلتی تا بکی غم سی شب و روز
اوسی جا ڈهیر لکڑی کا بنا کی — هوا بس مستعد آتش لگا کی
سدا شب کر خبر اوسکی نه لیتا — تو جل جل کر وه اپنی جان دیتا

تسلی کر کی سو وه مرد آگاه
کیا اوسکو سمجها کی اب وه کچهه راه

سوا اوسکی رای پر وه راجپتور
غرض اب مستعد بیتها هی هر طور

حصار شهر تیرا هی جو اماه
معه فوج که آیا هی وه شاه

تمهاری باپ کی جو کچهه سبه هی
هر ایک نه رسی سوا اوسکی سدره هی

اب آگی جو کهو سو وه بجا لائی
بهر صورت مهان آوی که مرجائی

کرون مین که هر ایک لعل لخت ال عشرت
بنا قاصد جانان که نامه لیکی آتا هی

بلا ساقی تو اب جلد سی یک جام
که آیا یار کا مدت مین پیغام

کهر اپنی یار هی مجهکو بلاتا
بلاتی هی که مین جلدی هون جانا

هر ایک فیض اپنا جو قلم هی
سو وه اسطرح مصروف رقم هی

که بس اوس طوطی تنگ شکر سی
پڑها وه نامه مشتاق لی کی

پڑهی اوسکی حقیقت جبکه ساری
کیا خون جگر آنکهون سی جاری

قلم لی هاتهه مین وه رشک تصویر
جواب اوسکا لگی کرنی یهه تحریر

لشکر مان اوبا

شہ فرمان روائے کشور عشق / رتن یعنی کہ زیب افسر عشق

ترا تاج و نگین عشق دائم / بفرق و خاتم دل رہیو قائم

بس از آداب شوق صد ملاقات / یہ ظاہر ہو برائے الفت آیات

کہ اے گلدستۂ باغ محبت / برنگ لالہ با داغ محبت

اسیر الفت گل مثل بلبل / بدل خار وصال و حسرت گل

وہ نامہ تیرا اے سرو خرامان / ہر اک جملہ تھا جسکا جیون گلستان

لکھا تھا بسکہ از خط بہاری / سو آیا وہ بعین انتظاری

معنبر تھی جو اسکی روشنائی / تھی شاید مشک و عنبر میں بسائی

نہان ہر حرف میں تھی یون معانی / کہ جیون ظلمت میں آب زندگانی

زبس وحشت فزا معنی رقم تھی / مگر مژگان آہو کی قلم تھی

یہ رسم خط دار اور وہ پر از نور / مسلسل جسطرح سے کاکل حور

یہ تھی مین السطور اسکی نمایان / کہ نور روز شب دست و گریبان

بہ رنگین کاغذ نامہ تھا بالکل / کہ شرمندہ ہو جسسے فرش گل

ہوا ہر حرف اوسکا مین کہو نکیا — بصد خوبی کلید قفل دل آ

کیا تہا جو رقم تونی سوای گل — ہوا جیون سرمہ زیب چشم بلبل

جو حالت ہی تیری ای مہر تابان — کہو نکیا مین ہی اوستی یہان وچندان

کہ از غم سی تیری ہو نہین گلتی — ہی جیسی شمع ساری رات جلتی

نہین مقدور لیکن اسمین میرا — کہ دیکہون آگی مین دیدار تیرا

تو ہی اوس جا پہ جیسی بلبل زار — یہان مین مثل گل پہلو پر از خار

سراپا غمسی ہو نہین شکل تصویر — حیای خلق پاؤن مین ہی زنجیر

نگہ بہی بخیہ تا لک پہنچی سو کیا آہ — کہ ہین مژگان سی لاکہون خار در راہ

کہنچی ہی ناتوانی بس یہان تک — کہ نالہ آ سکتا زبان تک

نہین غیر از پرستش اوسجا گذارا — کہ ہی دن رہ پرستش کا ہمارا

کری تیری ہی قسمت جبکہ تاخیر — تو پہر میری بہلا کیا اسمین تقصیر

کہ مین آئی وہان برای پریوش — سو تو بس دیکہتی ہی ہو کیا غش

بہانہ سی مین صندل بہی لگایا — بہ تجکو ہوش ذرہ بہی نہ آیا

ی لگاکر ۹۰

جو تو اپنی کاشش اوسے دم ہووے ہشیار
کلی کا اپنی میں دیتی تجھے ہار

خبر فوری یہ راجا جی کو جاتی
بہر صورت مراد اپنی بر آتی

گذرنی گرچہ اوس پر ناگوارا
ولی بن بر نہوتا اور چارا

نہ غفلت میں ہوا مطلب کسو کا
مثل مشہور ہی سویا وہ چوکا

لحاظ و شرم سی صد حیف ہیہات
اور اب میں کہہ نہیں سکتی ہوں کچھ بات

چنار آسا میں ملتی دست افسوس
سدا جلتی ہوں مثل شمع فانوس

اگر منظور ہی تجکو یہی کام
تو یک جا نا کی یہ چین و آرام

جو غوطہ بحر غم میں تو لگاوی
تو ممکن ہی در مقصود پاوی

میری وہ منزل حصن حصین ہے
زمین پر وہ مرا عرش برین ہے

کسی صورت جو اوس پر جڑہ کی آوے
تو البتہ تو میرا وصل پاوے

سراسر لکھہ چکی جب حال زار
تو کر ملفوف بہیجا غم کا طومار

زمین پر سے اوٹھا وہ نامۂ راز
کی اوس طائر نی اوسجا گہ سے پرواز

جہاں وہ منتظر تہا تہا مضطر
دیا سو نامہ مشتاق لا کر

زبانی بہی جو کہنا تہا کہا سب / کیا احوال اوسکا وہ آداب

وصال یار کا مژدہ جو پایا / نہ پیراہن مین پہر پہولا سمایا

ہر شب چہوڑ کر اپنا وہ بستر / غرض آیا وہ اوس چشمہ کی اوپر

کہ شب بس پردہ دار عاشقان ہے / اسیمین ور مطلب کا نہان ہے

جو کودا اوسمین جیون غواص ماہ / گری چندی مصاحب اوسکی ہمراہ

نہ پانی سی انہین کچہہ رنج پہنچا / مگر وہ چشمہ جادو سی بنا تہا

کہ نادان نہ کوئی اوسپہ آوے / تو ڈرسی اوسکی اوسکا ہوش جاوے

رکہین تہین یہ کہ در کی ہفت منزل / ہو ناواقف کو جو بہنا جسپہ مشکل

وہ ساتون منزلین جیون ہفت افلاک / بشر کی اوڑکی پہنچی جسپہ نہ خاک

بصد محنت جو کوئی چڑہ کی جاوے / تو پہر اوس شہر کی کرسی کو پاوے

سو یہہ جو کی چڑہی اوس پر شتابی / بیان در وصف اضطرابی

زبس تہی وہ اوسکا جان گسل تہا / دراز ہمین کو یا طول امل تہا

نہ پہنچی منزل مقصد پہ ناکام / گرا بس اسمین اونکا طشت از بام

کیا ناگاہ

گیا ناگاہ شب نے جو کنارہ / ہوئی صبح قیامت آشکارہ

غرض سب پاسبان شہر اکبار / ہوئے راز نہفتہ سے خبردار

گیا آپس میں مل کے سب نے یہہ شور / کہ چوری کتنی آئی ہیں یہہ چور

کیا راجہ سے جا کے سب نے اظہار / کہ وہ جوگی جو ہیں سب دزد مکار

نقب دیکر سو وہ چوری کو آئے / کہ اسمیں ہمنے جلدی تکیہ پائے

خیال اونکا محل کی سمت کو تھا / کہ ہمنے راہ میں ہی جا کے گھیرا

کہو جیسا ہم اونکی پیش آوین / اوسے جا مار ڈالیں یا کہ لاوین

خبر جسوقت راجہ نے یہہ پائے / غضب سے سنکی اوسکو تپ چڑھ آئے

برہمن تھی کئی وہ جو مصاحب / تو یہہ کہنے لگا اونسے کہ صاحب

کرین جوگی جو دزدی کا ارادہ / سزا اون تیرہ بختون کی ہی پھر کیا

کہو جو کچھہ اونہین اسکی سزا دون / خیال دزدی کا اونکو مزا دون

اونہونے دیکھہ دیکھہ اپنی وہ تقویم / کیا اسنے یہہ راجہ جی کو تعلیم

کہ اسکی ہی جو اب اسکا م اظہار / تو پھر اوسکی سزا ہی کی سزاوار

سو اُنکو لیکی سولی پر چڑہادو — سو اسکی اُنہین ہمت کچہہ ہنر ادو

گری گر طشت رازبام معشوقان کا عاشق سی
جناب عشق سی پہر اوسپہ حکم دارا تا ھے

مین ہون ساقی سی دختِ رز کا مایل — سو ہی وہ ہیر کے خونریزی کا مایل

جو مجہہ پر فوج غمزہ ہی لعین کی — سو مین چوری بہی ایسی کچہہ نہین کی

نگر ہان مین رتن کا ہون ہواخواہ — کہ جسکو تہمت دزدی سی اب آہ

وزیرون سی کہا راجہ نی جاو — غرض جتنی ہین سب کو باندہ لاو

بحکم رای پس دستور اعظم — لئی لشکر مصلح ایک باہم

چلا اودہر کو جیدہر وہ نگ اہتہی — کہ تا جاتی ہی اونکو باندہ لیوی

معہ لشکر ہوی جب یہہ نمودار — کہ پس اس فوج سی جا کیجی پیکار

اودہر تہی ساتہہ وہ جتنی رتن کے — بہم کر مشورت آپس مین بولے

چلی آتی ہی لڑنی کو جو یہہ فوج — بسان بحر جوشان موج در موج

وہ اچہا جو یہہ ہمکو باندہ لیوین — اذیت جو نہ دینی ہو سو دیوین

بولی انکی ہی

سوا گی ہی نہ کیون پہر جنگ کیجی / بمقدور اپنی انکو تنگ کیجی

جو کچہہ ہونا ہی قسمت مین سو ہوگا / یہ کیجی سامنہا تو دشمنون کا

رتن بولا او نہین سنتی ہی یارو / رہ معشوق ہی یہان دم نہ مارو

نہین منظور مجکو زندگانی / کہ سر سی یار بن ہی سر گرانی

یہ تنگ آیا تھا مین بہی زندگی سی / نہ خوش آتا تھا جینا مجکو جی سی

رہ معشوق مین سر دی چکا ہون / ہراسان پہر بہلا مرنی سی کیا ہون

جو میری سامنہی دیوار و در ہی / پدم کی شکل ہی مد نظر ہی

تصور اوسکا بس جاتا نہین ہی / سوا اوسکی نظر آتا نہین ہی

جو تم کہتی ہو یہہ لشکر بہم سی / سو یہہ خلقت مجہی شکل پدم سی

خوشا دم سامنہی جب یار آوی / و یا تیغ جفا کو آزماوی

جہکانا سر کا ہی عین عبادت / شہادت بلکہ سر تا پا سعادت

پدم ہی وہ نہ مین راجہ رتن ہون / وہ میری جان ہی مین اوسکا تن ہون

زہی قسمت کہ مارا جاؤن مین آج / تو جاؤن عشق کی پائی مین معراج

یہہ تھی گفتار اونمین بی محابا
کہ اسمین چار سوسی آگی گھیرا

رہ معشوق مین کر کی گذارا
اونھونی مطلقا کچھہ دم نہ مارا

کتاب عشق سی تھی اونکو تعلیم
سبق تھا اون رضا جوئی کا تسلیم

جو آئی تھی مسلح جنگ کو یہان
سو اونکو لیچلی کر زیب زندان

ہوا یہہ ماجرا مشہور ہر جا
کہ تھا جو یہان بہ حلقہ جوگیون کا

چلی تھی سوی دولت خانہ کی رہ
ملاقی ہوئین تا جانانہ کی وہ

سحر گاہان عسس نی اونکو پکڑا
غرض دام مصیبت مین ہی جکڑا

زبس تیغ سیاست سی ہی آزار
سو مرتی ہین کوئی دم کو وہ ابتر

ادہر یہہ ظاہرا حال رتن سین
اودہر وہ جین عاشق گہر مین بیچین

سنا اوسنی کہ وہ حال پریشان
برنگ قطرۂ آنسو بمژگان

یہہ خیل فقیران با دل زار
ہوا چاہتی ہی اب زیب سر دار

گئی یہہ بات اوسکی جسگہڑی کان
کہون کیا اوڑ گئی یکبار اوسان

بہم ملکی اپنی دست افسوس
لگی جلنی برنگ شمع فانوس

بین

اوکی جہنی

اگرچہ تھی ہی دل پر بیقراری ۔ ہوئی اوس وقت لیکن زیب بہاری
لب بام آ کی جی مین تھی یہہ ٹہانی ۔ کہ بس فعل عبث ہی زندگانی
اودہر دربار مین جتنی تہی حضار ۔ کیا راجہ نی اونکو حکم یکبار
انہین گن گن کی سولی پر چڑہا دو ۔ مزا خیرات کا یعنی چکہا دو
ہوئین یک جا ہزارون دار برپا ۔ فلک پر تھا سر تیزی جنہو کا
ہوا اس بات سی عالم خبردار ۔ وہ جوگی یعنی ملک غم کی سردار
بحکم رای گندرب سین سو آج ۔ سر سولی کی اب ہوتی ہین سرتاج
یہہ تہا بس کوچہ بازار مین شور ۔ ہین ناحق دار پر چڑہتی یہہ منصور
تنگ آئی تہی یہہ بہی زندگی سے ۔ طلب کرتی تہی موت اپنی خوشی سے
یقین تہی صاف اونکی دلمین یہہ بات ۔ نہین ملنی کی وہ دلخواہ خیرات
تو مرتی کیون نہ اوسکی جست جو مین ۔ بہلا ہی جان جاوی آرزو مین
چلی لیکر اونہین جلاد خونخوار ۔ کہ بس رکہہ دیجی سب کو بر سر دار
جیہین دیکہی رتن نی دار برپا ۔ ہنسا وہ آپ اور سب کو رولایا

وہ ہنسی ہین جو اوسکی دانت چمکی — کہ جیسی ناگہان ایک برق چمکی

گہری تہی وہ جو اوسکی گرد ساری — ہوی بیخود گویا بجلی نی ماری

کوی رو رو کی اوس پر جی جلاے — کہی کہتا تہا وہان آنسو بہاے

گیا مارا جو ان یہہ اپنی جان سی — تو گویا حسن جاتا ہی جہان سی

ہزار افسوس اوسکی نوجوانی — یہہ آی کیا بلای ناگہانی

کوی بولا کہ اپنی جان دیجی — بن آوی تو رہائی اسکی کیجی

کوی کہتا نہ جوگی ہی یہہ جوگی — یقین راجہ ہی پر غم کا بروگی

او ٹہائی ہی جو ان نے یہہ مصیبت — خدا جانی ہی اسکی کیا حقیقت

کوی کہتا تہا ہر دم کہوج کرکی — یہہ بہیس آیا ہی راجہ بہوج کرکی

کوی بولا یہہ شکل پہر تہری ہے — نہ سمجہو جوگ اسکا سرسری ہے

کوی بولا کہ کوئی جبر ہی یہہ — جو قید جوگ کا پابند ہی یہہ

کوی بولا کہان وہ اور کہان یہہ — مگر ہی عاشق بیخانمان یہہ

ولیکن ہم کو ہی کا یہہ بریکھا — کہ وہ کانون سنا انکھون نہ دیکھا

یہی ان البتہ دل بر

ہمین البتہ دل پر اسکا غم ہی / کہ ایسی شکل بہی عالم مین کم ہی

کوئی گرداب اوسکی پوچہتا آ / یہہ کہتا ذات اپنی مین کہونکیا

ستم کش مبتلا آوارہ ہون مین / پریشان حال صد پارہ ہون مین

غم الفت مین جسکی مین پڑوگی / پہرا صحرا بصحرا بن کی جوگی

ہوا الفت کا اوسکی انتہا آج / کہ پائی عشق کی سولی پہ معراج

مجہی بن پوچہی سولی پر چڑہادو / عذاب زیست سی یعنی چہٹادو

نہوی گرچہ بر مین اپنا دلبر / تو پہر ہی زندگی سولی کی اوپر

فلک کو دیکہہ وہ شوریدہ احوال / غم عشق بہرم کا یعنی پامال

بحال یاس و مہجور بسی ہر بار / پڑہی تہا حسب حال اپنی یہہ اشعار

کہ ای چرخ کہن دکہا ز صد آہ / قران مشتری دیکہا نہ با ماہ

نہ مونہہ دیکہا مین اوس زہرہ جبین کا / کہ سر پر سایۂ مریخ آیا

پہرا صحرا بصحرا جستجو مین / یہان آیا مین جسکی آرزو مین

سوا اوسکی راہ مین سر دی چلا ہون / بدل صد داغ حسرت لی چلا ہون

ہوا سو عشق میرا آج پورا	تنہا میں بسکہ الفت میں آدہورا
سر ما بر سر راہش فدا شد	کہ این باید کران بہ جوشش ادا شد
یہہ چرچا ہی جو مجکو آج بردار	سو مالک عشق کا ہوتا ہوان سردار
ہوے میری عاشقو نمین یہہ برائے	کہ دار عشق پر معراج پائے
اگرچہ ہو مری تن ہووی مجہی دار	ولی پہر نا مجہی ہی ننگ او عار
یہہ سنگر بن کان بادشاہی	لگا او نمین سے کہنی کوئی واہی
ہو جسکو یاد کرنا یاد کر لے	کہ اوسکی یاد سی دل شاد کر لے
جو ہو منظور تجکو کرو اظہار	کہ بس کہنی ہو دم میں سر بدار
وہ بولا مرگ سی کب مجکو غم ہی	مگرچہ میرا اشتیاق بہم ہی
نہین اوس بن مجہی کچہہ چین و آرام	مجہی ورد زبان ہی کا وہی نام
اوسی کی ہوان شراب غمسی مدہوش	سوا اوسکی مجہی سب ہی فراموش

بہت اگر دام غم میں عاشقان ہی جانکو عشرت
ذرا دیکہو تو کس سطرح عشق آپ ہی جتاتا ہی

کرکی قاتل

کرا ای ساقی یہان مشکل کشائی — کہ مجکو قید غمسی ہو رہائی

بادہ می کہ ہوکی مست سرشار — کہوں حال رتن سارا بیان شار

کہ تہی اونسی آہی گفتار اوسکی — سداشب نی کہ اسمین آ خبر لی

گروہ عام مین جسجا رتن تہا — سو بہلی چہپ کی آئی اوسکو دیکہا

کہی نام پدم اوسکی زبان پر — نہین کرتا ہی اوس بن ذکر دیگر

ہراس مرگ مطلق کچہہ نہین ہے — بظاہر تن یہان ہی دل وہین ہے

سداشب نی سنا یہہ کچہہ زبانی — کہ جلادون کو آیا حکم ثانی

بناکی شکل اس مین برہمن کی — بغلمین اپنی لیکی ایک پوتہی

عیان دربار مین راجہ کو جا کی — سداشب نی دعا دی دست چپ سی

جو یہی دستور وہان بامہن کو دیکہا — ہوا درباریون کو یک بر یکہا

یہہ کی لوگون نی اوسکو طعن نفرین — ہی آداب دعا کا کب یہہ آئین

ہو راجایان جہا مین جو مہاراج — اوسنی دی دست چپ سی تو دعا آج

کہا سنکر یہہ اونکو برہمن نی — جواب تازہ گو عمر کہن نی

کہ مینی دست راس اپنی سی یارو | مہین دی ہی دعا ہرگز کسی کو
مین ذاہین ہاتہہ سی کبہو یہہ باور | دعا دی ہی تو اس بس ہوگی گو اکثر
مقابل دوسرا ایسا جو دیکہون | تو البتہ اسمین ایسی اوسی دون
سنے تقریر یا مہین کے یہہ جسدم | یہہ راجا ہوا حیران یک عالم
کیا پہر اوسنے استفسار احوال | کہ باری گر تو ظاہر اسکا کچہہ حال
کہا زنار دار با خبر نے | مریض درد و غم کی چارہ گر نے
کہ ہی جگ مین یہہ ایسا راے نامی | کہ ہین راجان خلق اسکی سلامی
یہہ ہی مسند نشین ملک چیتور | ہی ثانی اسکا راجہ مین نہین اور
ہم کی غم کا سبو ہوگی بروگی | یہان آیا ہی بن کی شکل جوگی
ہوا یہہ خانمان آوارہ ہیہات | یہانتک آیا با رنج و صعوبات
کہا غصہ سی راجا نی کہ جاہل | بیان کرتان کیون یہہ کذب باطل
نہ تجکو اپنی [illegible] خوف آیا | کہ حرف ناسزا تونی سنایا
کہا مین راے نامی صاحب تاج | کہان جوگی یہہ نان شب کا محتاج

جانگاہ ص

مجہی کیا حرف

مجھی کیا حرف نسبت اسی ناداں / زمین و آسمان کا فرق ہی یہاں

ہی میری تیغ کی عالم مین شہرۂ عام / نہ فرماں ہین میری شام اور روم

تجھی کر زیست ہووی اپنی منظور / تو ای ناداں ہو میری پاس سی دور

تیری سر پر نہ آفت پھر کہین آئے / کہ مانگر کیہون مین گہن بس جائے

کہا اون نی نہین باور جو تم کو / تو وہ طوطا ہی حاضر اوسی پوچھو

حکایات بدم اوسکو سنا کی / ہی وہ لایا اوسی جو کی بنا کی

ہوئی سب کی اسی بر رائے محکم / کہ ہاں اچھا اوسی سی پوچھیں اب ہم

بلا اوس فتنہ انگیز جہاں کو / رفیق عاشق بی خانماں کو

کہا ای راست گو کہہ اس کا احوال / کہ ہی یہہ کون درد و غم کا پامال

قسم تجکو بدم کی ہی نمک کی / قسم اوسکی تجھی خوان جشنگ کی

جو ہو احوال اسکا کر تو اظہار / دروغ آمیز کیجو کچھ نہ گفتار

کہا سنکر یہہ اوس فرخندہ لب نی / سراپا سبزگلزار طرب نی

کہ ای فرمانروائی ہفت اقلیم / رہی قایم یہہ تیرا تاج و دیہیم

جہاں میں روز افزوں تا قیامت
ترا تاج و نگین رہو سلامت

حضوری میں بدم کی تہا میں دایم
کمر باندہی ہوئی خدمت میں قایم

کرم اوس ملکۂ فخر زماں کا
سبہی ہندوستی مجپر بیشتر تہا

رہی تہا رات دن میں اوسکی ہمراہ
ہو ہمرہ کہربا کی جیون پر کاہ

جدا رکہتی نہی مجکو وہ یکدم
زبس فرقت سی میری تہا اوسی غم

کہ یکدن ناگہاں وہ سرو رعنا
ہوئی سمت چمن تشریف فرما

وہانسی تہی غرض وہ غیرت باغ
برنگ لالہ دی گلشن کو تئین داغ

تہانی کو معہ خیل پرستار
لب دریا گئی وہ در شہوار

مجہی مہمان وگہہ تنہا قفس میں
کیا چاہی تہی گربہ اپنی بس میں

زبس آئی قفس پر وہ دویت کر
کہ تا لیجائی میری تئین جہپٹ کر

قفس کا در تو اکثر وا رہی تہا
کہ میں چل پہر کی اوسمیں آ رہی تہا

نہ آئی تہی آبہی اوس پر وہ غراز
کہ بس میں گر گیا پنجر سی پرواز

ہوئی اوسکی یہہ دہشت مجکو ہایل
کہ ناحق ہوگی ایکدن جان زایل

اگر جو دلمین

اگرچہ دلمین تھی ہیبت سمائی ولی یک بات دلمین اور آئی

ہمدم کی ہی جو یہہ حسن و جوانی سو اس کا ڈھونڈھی ایسا ہی ثانی

خوشی ابھی اسکی دم تلک ہی جو مجسی ہو تو یہہ شرط نمک ہی

یہہ جیون ٹھان کر چھوڑ اوس ملک کو تجسس مین چلا سیر جہان کو

بہت کی سیر اور عالم کو دیکھا مقابل اسکا پر مینی نپایا

کرون خوبی مین کیا طالع کی اظہار ہوا صیاد کا ایک دن گرفتار

لیا پھر ایک باہمن نی مجھی مول دئی صیاد کو چندی درم کھول

گیا پھر لیکی وہ ہندوستان کو نہ ہندوستان بلکہ بوستان کو

کہونکیا خوبی اوس کشور کی بالکل ہین جسکی خار خس بہی غیرت گل

وہ ہی روی زمین پر ملک جیسا مگر ہووی تو ہو فردوس ایسا

جو وہان ہی تازگی آب و ہوا کے بیان کیا کیجی قدرت ہی خدا کے

سوای باغ صحرا سبز سیراب دل و دیدہ کو جسی راحت و خواب

اگر ہر موئی تن میرا زبان ہو نہین ممکن سر مو بہی بیان ہو

کوئی نقاش گر وہاں ہو قلم لے | کسی طایر کی وہ تصویر کھینچے
نہ کھینچے پاے سر تا پا کہ فی الحال | وہیں تصویر بر لاوے پر و بال
وہاں فیض ہوا کا یہہ اثر ہے | کہ رشک نخل طوبی ہر شجر ہے
نواح اوسکی کا میں عالم کہوں کیا | برنگ صفحۂ گلزار صحرا
جہاں تک اوسکی وسعت پر نگاہ جاے | غرض شادابی اور سبزی نظر آے
یہاں تک ہے نہ بس دل جیب صحرا | اوٹھاوے دلکو کوئی وہانسے سو کیا
کہاں تک خوبیاں اور اوسکی کہیے | یہی جی چاہے اس صحرا میں رہیے
ہر ایک سو سبز شادابی و وسعت | دل و دیدہ کو بخشے خواب و فرحت
اگر ہر موے تن میرے زبان ہو | نہیں ممکن سر مو بھی بیان ہو
نہ نقشہ وہاں کا کچھ تحریر میں آے | نہ وہاں کا حسن بھی تقریر میں آے
سواے شہر اونا ہے جو دیہات | وہاں کی بھی نہیں ہو سکتی کچھ بات
زبس بستی قیامت پیاریاں ہیں | چمن ہیں شہر اور وہ کیاریاں ہیں
سوا اوس کشور میں دیکھا میں کر غور | تو ہے ایک شہر رنگین نام چیتور

عجب ہی شہر

عجب ہی شہر ہی وہ راحت افزا — کہا جاتا نہین احوال جسکا
کری کیا کوئی نقشہ اوسکا تحریر — کہ ہی اک صفحہ رنگین تصویر
عجب ہی طرح کا ہی شہر آباد — بسان خاطر خورم دلان شاد
رقم کیا اوسکی خوبی ہو قلم سی — کہ ہم پہلو ہی وہ باغ ارم سی
عجایب طرفہ تر دلکش مکان ہی — گویا دنیا مین یک باغ جنان ہی
مصفا اور رنگین وہ طرحدار — عجوبہ تحفہ کوچہ اور بازار
شکوہ قلعہ کا عالم کہون کیا — بلند ہین گویا عرش معلی
زبس ہی قلعہ کا یہہ حسن رفعت — کہ ہی روی زمین پر قصر جنت
عجب انداز کی ہی اوسکی افتاد — کہی تو وہان کا تہا معمار بہزاد
عمارت یہہ بلند اوسکی ہی گگنگون — کہ جسکا زینہ پایین ہی گردون
یہہ رنگین محل ایسا نمایان — خجل ہو دیکہہ جسکو باغ رضوان
یہہ رنگین سوبسو جوہر کا بازار — خجل ہو دیکہہ جسکو صحن گلزار
ہوا اوس شہر کی ہی اسقدر سبز — رقم سی جسکی ہووی کلک سرسبز

یہہ حسن مرد و زن ہی وہان نمایان ۔ گویا اگر بسی ہین حور و غلمان

کہان تک اوسکی خوبی کی کرون بات ۔ ہی تحفہ شہر جیون تخت طلسمات

وہان کا تاجور بازینت و زین ۔ نہایت داد رس راجا رتن سین

اگر ڈہونڈہی فلک مشعل کو لیکر ۔ سخی ایسا نپاوی کوئی زمین پر

سخاوت اوسکی المین ہی زحد بیش ۔ لبا منصف نہایت معدلت کیش

یہان تک ضبط عدل اوسکا وہان ہے ۔ کتان ہی زیب قد مہوشان ہے

یہان تک زرفشان ہی اوسکا راج ۔ سنا کاہی اوسجا نام محتاج

لیا یہہ اون نی مجکو قصہ کوتاہ ۔ رہا خدمتمین اوسکی مین کئی ماہ

اوسی چین ایک مہ رہتا تہا مجہ بن ۔ ہوا یہہ واردات القصہ ایکدن

محلمین اپنی تنہا چہوڑ مجکو ۔ گیا تہا وہ برای صید آہو

تہی اوسکی مونس جان ایک دائی ۔ نہ سمجہی تہی کسیکو اپنا ثانی

غرور حسن سی وہ اپنی نادان ۔ لگی کہنی نہایت ہوکی شادان

مرقع ہی جہان کا جبسی تحریر ۔ کہنچی مجہسی نہ کوئی اور تصویر

اگرچہ ہین بہت محبوب صورت ‌ ‌ نہین مجہسی پہ کوئی خوبصورت

کہا مینی کہ ہی یہہ بات احقر ‌ ‌ جہانمین ایک سی ہی ایک بہتر

کہ ہین جسکی بندگیمین تہا مقرر ‌ ‌ پرستارین ہین اوسکی مجہسی بہتر

خدانی روپ یہہ اوسکا بنایا ‌ ‌ ہی بہتر مجہسی اوسکی قد کا سایہ

سنا ہووی گا تو نی ملک سنگل ‌ ‌ سراپا حسن اور خوبی کا دنگل

زبس قدرت خدا کی ہی ہویدا ‌ ‌ کہ ہوتا ہی وہانسی حسن پیدا

تو کہتی آپ کو جو مہ جبین ہی ‌ ‌ سوا اومین خال خال اب ہاکین ہی

وہان کا رای نامی صاحب تاج ‌ ‌ جو روم و شام تک لیتا ہی باج

ہی کن یہرب مین اوسکا نام مشہور ‌ ‌ ہین اوسکو جانتی نزدیک تا دور

کہون کیا اوسکا خلق و مہربانی ‌ ‌ سخاوت مین ہی وہ حاتم کا ثانی

شجاعت بہی یہ اوسکی بس عیان ہے ‌ ‌ کہی رستم کو زال ناتوان ہے

زبس نوشیروان سا دادرس ہے ‌ ‌ غریبون کا بدل فریادرس ہے

بدم نام ہی اوسکی ایک دختر ‌ ‌ سپہر حسن کی تابندہ اختر

پری ہی حور ہی مہر و قمر ہی / عجب صورت کی کوئی وہ بشر ہی

زبس ہی حسن اوسکا یہہ نمایان / کہ جسکو دیکھہ ہو تصویر حیران

سنے مجہسی جو رانی نی یہہ تقریر / ہوئی غرق تحیر شکل تصویر

حوالی پہر کیا اپنی وداس کے / کہ اس بیباک کو تو مار جا کے

غرض اون نی نمار اور چہپایا / قضا کی ہاتہہ سی مجکو چہٹایا

بنایا جب رتن نی مجکو گہر مین / ہوا تاریک یکعالم نظر مین

بہت ساجب کہ رانی کو ڈرایا / مجہی پہر اون نی ہر صورت منگایا

کہونکیا پہر غرور حسن رانی / سنا راجائی سب میری زبانی

ہوا مشتاق سنکر اور بیتاب / کیا موقوف اپنا سب خور و خواب

نصیحت کو جو اوسکی پاس آتا / اثر مطلق نہ اوسکی دل پہ پاتا

یہان تک عشق نی اوسکو کیا تنگ / کہ آیا ین کر حیا و ننگ سی جنگ

بنا کی شکل جوگی جو رت ہے / ہوا جیون گرد باد دشت وا ہے

نہ پڑتا تہا زمین پر جسکا سایہ / ہزارون کوس سے وہ پاون آیا

بنا جسکی پاون

تھا جسکی پاؤن پر رنگ حنا بار ۔ برہنہ پا تھا وہ اور دشت کی خار

وہ مکھڑا تھا جو اوس کا مہر تابان ۔ تھا جیون آینہ خاک آلودہ حیران

تھین انکھین جو برنگ ترک خونخوار ۔ ہوئین مانند نرگس پل مین بیمار

کھنچی تھی اوسکو یہانتک نا توانی ۔ کہ ہوئی سر سی بھی تھی سر گرانی

رگ گل جس کف پا سی بروان ہے ۔ سو جو رخار سی وہ غرق خون ہے

طپش سی غمکی ہی از بسکہ وا ہے ۔ وہ رنگ سبز سو ہی سبز کاہ ہے

اولٹ کر تخت شاہی پھینک کر تاج ۔ ہوا جوگی بدم پر چھوڑ سب راج

کہان ارام و تسکین سی اوسی کام ۔ کہ جیسے وحشی کو زلف حسن دام

گئی سو ساتھہ اوسکی راج جسی ۔ گھر اپنا چھوڑ بن کی شکل [illegible] جو پای

ہر یک تصویر رشک مہر و مہ ہے ۔ لبس جسن ماہ چار دہ ہے

غرض وہ اومنین شاہ جوگیان ہے ۔ جلو مین لشکر آہ و فغان ہے

ہزارون درد و غم اور داغ دستہ ۔ جلو مین فوج اوسکی دست بستہ

غرض یون لیکی لشکر جوگیون کا گیا ۔ تیری اس شہر سنگل مین ہی آیا

ہزاروں ساتھہ جو اندوہگین ہیں
مصاحب اور شریر ہم نشین ہیں

بیان واقعہ تم کو کچھہ سنایا
کہ یہاں تک ہی یہہ اس صورت سی آیا

اب آگی ہین گی اوسکی آپ مختار
جلاؤ یا کہو ڈالی کوئی مار

کرہی ہی امتحان جسوقت خاطر خواہ الہی عشرت
تو وصل یار کی یہہ عشق نفرین اوٹہاتا ہے

بیا ساقی مجہی عشرت کا یک جام
کہ اب تو توسن ایام ہی رام

سناؤں تجکو میں بہبود عاشق
کہ ہوتا ہی عیاں مقصود عاشق

سنا جسوقت طی سی وہ احوال
ہوا دنا و عالا شاد و خوشحال

یقین سب کو ہوا ہی صاحب تاج
کہ چہوڑا ہی اپنا ملک اور راج

یہہ ٹہرائی کہ کیجی امتحان کچھہ
کہ دیکہیں شان شاہی ہی عیان کچھہ

نہایت کجرو سرکش تہا ایک گہوڑا
تہا اوستی راستی سی مونہہ کو موڑا

سوار اوسپر کوئی ہوتا جو یک پل
تو پہنچاتا وہ اوسکو منزل اوّل

اگر راکب کا سر نہ دیکہہ پاتا
تو لا کہوں ہی لگد اوس پر لگاتا

پر ادا
سر کو چہوڑنا

بگر کر چھوڑنا ہرگز نہ یک پل — عبارت اوستی ہی موزنکا چنچل
لگا زین و بند گیر و دست فشان تھا — نہایت بے لگام و کج روان تھا
سو فرمائی اوسی اوس پر سواری — کہ ہو معلوم قدرت شہریاری
منگا کی اصطبل سی اوسکو تہہ ہان — کیا راجہ رتن کو پھر یہہ فرمان
ہی اسکا اختر اقبال تابان — تو البتہ یہہ ہو کا زیر فرمان
نہیں اسکا جو تاج و تخت تابوت — تو یہہ تخت وان ہی تخت تابوت
کہ حاضر ہی جو یہہ اسپ قدم باز — دیکہا اسکی ہمین جرہ کر تک و تاز
بجالا و ادب تسلیمات یکسر — رضای حق کو اپنی ساتھہ لیکر
وہ خالی تہا جو اوس کا خانہ زین — ہوا یہہ رونق کاشانہ زین
عنان لیکر کی فور کی جو مہمیز — کہو نکیا پھر ہمین اوسکی جست اور خیز
سبک وہ جیون صبا کاہی روان تہا — کہی نظروں سی غایب کہہ عیان تہا
عنان اوسکی جو لی اونی او چک کر — کیا نظروں تمین برق آسا چمک کر
ہوا جب تیز رنگ وہ ساختہ رو — کیا شرمندہ پھر حسن پری کو

قدرت
جہت

جو دوڑا ریختہ پا تو کہون گیا
گویا کوئی زمین کو لی گیا تھا

گیا دو نو عنان پر جب کہ کاوہ
تو جیون وہم و گمان تھا وہ چھلاوہ

اسی صورت سی اوسکتین وہ تا زر
حضور رای کندرپ خوب پا بہیر

اوتر کی روبرو راجا کی آیا
کمال کسب سب اپنا دکھایا

ہوا سب کو یقین یہہ صاف دلمین
کہ سرداری ہی اسکی آب و گل مین

ہی اسکو زیب تاج شہریاری
اگرچہ ہی گدا یا نہ بچارے

خوشا وقتی روزی نیک فرجام
ہمائی دولت ایسا آئی در دام

غرض دیکھا جیون ہی مدعا یہہ
ہوا راجا کا مطلب حسب دلخواہ

گئی سب اپنی بس ہو گئی پریشان
بدل جمعی ہوا آخر وہ شادان

غبار خاطر دل سب مٹا کی
ہوا خورم اوسی چھاتی لگا کی

اوٹھا کر دامن سی پھر اوس دلربا کو
چلا خوشحال وہ دولت سرا کو

لگی تھی یاکہ لڑنی کو وہ پرخار
سو آئی باغ باغ ہو آخر کار

گئی تھی فوج دشمن جو نامی
ہوئی سو دوست اوسکی آشنامی

ترانہ عیش اور شادی کی گاتی / لی آئی سب اوسی کانی بجاتی

عمارت ایک خوش تعمیر اچھی / برای مسکن بودن اوسی دی تھی

جو ہو دستور شرط میزبانی / بجالائی سو دل سی میہمانی

بلالی پہر منجم اور برہمن / مقرر کر کی ساعت سعد اور دن

کہا انگنین اب حسب دلخواہ / قران مشتری جیسی ہو با ماہ

سو باہم عقد کر دین آشکارہ / قرین اماہ لازم ہی ستارہ

برہمن انگلیون پر کچھ وہ گن / معین کر کی ساعت نیک اور دن

دعا دی کر رتن کو با دل شاد / کہ رہیو تو مراد دل سی آباد

کہا پہر راگ گندرب سین سی آ / مبارک ہو تمہین دل کی تمنا

دیا راجا نی اونکو مال اور زر / لباس فاخرہ با لعل و گوہر

بلا پہر خانساماں کو بتکرار / کہا اشیای شادی سب ہو تیار

یہہ فرمایا کہ کیجی جلد تدبیر / کہ کار خیر مین ہووی نہ تاخیر

کہوں کیا مین کہ دیر حکم ہی وہان / کہ بس شادی کا تہا موجود سامان

اوٹھا کی خاک سی نوشہ جسی کردون بناتا ہی
تو چتر زرفشان اپنا سر اوسکی پر پہراتا ہی

ہوا ہون ساقیا مشتاق کب سی
میر النقعفہ کر بنت العنب سی

رتن کی ہی یہہ شادی کا سر انجام
لگی ہاتہون اسمین کر ہر اکام

گئی دن پیشتر نوبت رکہائی
صدائی عیش عالم کو سنائی

عمارات او رمکان لاکہون سجائی
ہر ایک جا فرش شاہانہ بچہائی

لگا ہونی ہر ایک سو راگ و رنگ
نوازش مین ہر ایک جا بربط و چنگ

خزانونکی وہی در کہول فی الحال
زمانہ کو کیا مستغنی الحال

کسیکی دل پہ غیر از لالہ ہی داغ
جو دیکہا تو نظر آتا نتہا داغ

کہونکیا مین کہ جب وہ روز آیا
رتن کو سب نی بہر دولہ بنایا

پنہایا خلعت زیبا و رنگین
کہ تہا لعل و جواہر سی وہ تزئین

مرصع سر پر رکہا بسکہ وہ تاج
تہا جسمین صرف ہفت اقلیم کا باج

بندہا سہرا جب اوسکی موہنون کا
نہین تقریر مین آتا لکہون کیا

کی تہا ایک

کبھی تھا ایک عالم کر نظارے
کہ بس یہ پر فدا ہوتی ہیں تارے

سراسر اوسمیں وہ مقیش کے تار
کرن خورشید کے جیسی پیچ دار

گلیمیں ہار موتی کی نمایاں
پڑا ہنسنی میں عکس سلک دندان

جواہر بس سراپا زیب تن تھا
کہ وہ گل آپ بھی زر جا رتن تھا

ہزاروں اوسکی ہمدم تھی جوائے
اونہیں بھی خلعت زیبا پنہائے

سواریکو دئی اسپ قدم باز
کہ خاطر خواہ جنکی ہو تگ و تاز

ہزاروں پالکی فیل و عماری
جواہر جن پہ تھی صرف نثاری

ہزاروں رتھ مرصع اور مطلا
کہ تھی جنکی مہر و مہ سی سیما

مرصع تھی جو جو کیمیں کئی تخت
سبک وزن اور قیمت میں گران رخت

جب اونمیں ایک پر بیٹھا وہ آگی
چنور ڈہلنی لگی بال ہما کی

چڑہا کوئی شتابی پالکی پر
بھلا کوئی چڑہ اپنی نالکی پر

کوئی فیل سیہ پر جلوہ گر تھا
کبھی تو ابر کی اوپر قمر تھا

کسینے تھی سواری رتھ کی تاکی
کہ تھی گی میہ سواری دیو تاکی

گویا گھوڑی پہ چڑھ کی غیرت ماہ
رکاب دولت نوشہ کی ہمراہ

اسی صورت سی اونا اور عالا
کراہنی وضع اور خوبی دوبالا

ہری بانہی کھڑی ایدہر اودہر
چلی کب یعنی ہمرہ کبک رفتار

منجم بولی چلئی ای مہاراج
کہی مہ سی قران مشتری آج

چلی بس سنتی ہی اوسکی سوارے
چمن کو جس طرح باد بہارے

گلونکی تیتیان لاکہون نمودار
شگفتہ ہر پہ شہدونکی وہ گلزار

وہ آتشبازی کا عالم کہون کیا
کبھی تو شب رانی تہا تماشا

ہر یک گل روکی ہاتہہ مین وہ پھول
کہ جنسی اور گل بلبل گئی بھول

فلک فرسا ہوائے وہ نمودار
برنگ نالہ عاشق شرر بار

ہتھنی اور انار ایسی شرر خیز
بسان آہ عاشق شور انگیز

گئی روشن فلک تک جو انگارے
رکھا نام اونکا تب سبنی ستارے

ہزارون آتشین طاوس رقصان
خجل ہو جسی طاوس گلستان

نہین دیکھا کبھو عالم ہمہ در خواب
جو تہی ہر مہروش کے ہاتہہ مہتاب

وہ عالم چادرو

وہ عالم چادروں کا یہہ نمایاں / ہزاروں رنگ سی پہولا گلستاں

کرونکیا ماہتہونکی جنگ کی تقریر / سراپا آتشیں دیپک کی تصویر

پہچہونکا ہر جا جہہ جہا تہا / کہ تیروں کا بہی شور و قہقہا تہا

وہ آتشبازی کا چہٹتا تہا جکر / کہ تہا ایک کرہ آتش مدور

چراغونکی دو رستہ کو سو ہیں باڑ / کنول روشن ہزاروں کیگروں جہاڑ

مبادا کم ہی یہ شعلہ یا کہ روغن / فلک نی بہی ہنی کی مہتاب روشن

ستاری ہنی نہ گردوں پر نمایاں / فرشتوں نی کئی روشن چراغاں

برات ایسی چلی آراستہ جب / ہوا گلزار گویا راستہ سب

اسی صورت غرض با شوکت و شان / کہی تو تہا عجب چلتا گلستاں

سراپا جس کی تصویر بن کے / جو دولہ بہجایوں در پر دولہن کے

تماشائی جو اوس جا تہا ایکعالم / صدا آئی اونہونسی خیر مقدم

لگا بس دیکہنی اپنا پرایا / کہ ہی راجا رتن دولہ بن آیا

محلمین عیش و عشرت ہر طرف تہی / غم و حسرت لونسی ہر طرف تہی

پدم ہکی تہین جو ہمراز و محرم
ستاری ماہ کی جیون گرد باہم

کہا سب نی کہ ای سرو گل اندام
ذرا چل دیکھ تو بھی بر لبِ بام

برات آئی ہی تیری حسن طرح سی
نہین دیکھی کسی نی اس طرح سی

چلو او چلین دیکھین تماشا
یہہ عالم بہر خیال و خواب ہوگا

گدا ایمین جسی دیکھا تہا واہی
سو دیکھیا اوسکی شان بادشاہی

ایا یہہ بات سچ ہی یا کہ ہی لاف
کہ ہوتا ہی کہین کی بعد یہہ صاف

دولہن بن کی اسی اگرچہ حیا تہی
یہ یہہ مشتاق مشتاقِ لقا تہی

تماشہ کو چڑہی اس ذرہ گل اندام
معہ انجم مہ آیا بر لبِ بام

عجب یک لطف سی وہ ماہ پارہ
ز بس غرفہ سی کرنی تہی نظارہ

لگی کہنی یہہ اپنی ہمدموں سی
انیس و رازدان و محرموں سی

کہ وہ مہر سپہر عزت و جاہ
محبت اور دیارِ عشق کا شاہ

کہان ہی کس طرف ہی ان کا ہنر ہے
وہ اس حلقہ مین کس جا جلوہ گر ہے

کہا سب نی جو وہ تخت روان ہی
سو اوس پر وہ شہ بخت جوان ہی

بلوریں دیکہہ اوسکو وہ پریوش — کہونکیا مین کہ ہوگئی غش
تماشائی ہوا تی کر فراموش — نگہ کی ساتہہ ہی جاتی رہی ہوش
ہوئین حیران وہ اوسکی ساتہہ والین — کہ [illegible] نقش قالین
کوئی الفت سی اپنی مونہہ کتین دہو — لگی کہنی نہ سایہ ہو گیا ہو
کوئی بولی کہ نازک ہیہ جوان تہی — یہان تک تاب جرہنی کی کہان تہی
کوئی تشخیص کر بولی کہ ہیہات — محیط دل ہوئی اسکی بخارات
کوئی بولی عروس نو بنی تہی — لگی ہووی نظر شاید کسی کی
کوئی جو درد الفت سی تہی آگاہ — کسی سی یون کہی تہی کہینچ کر آہ
پس از مدت نظر دلدارا او — تو ممکن ہی نہ عقل و ہوش جاوی
ہراسان دلمین تہی اپنی بہہ ہمراہ — مبادا کوئی ہو جاوی نہ آگاہ
خبر مادر ہوا اوسکی یا پدر ہو — تو بدنامی ہمین باید گر ہو
بہم کرنی تہین آپسمین یہہ تقریر — کہ کیجی جلد ہوشیاری کی تدبیر
کسی تہی وہ جو اوسکی ہند بشواز — کسینے جلد اگر کردہی باز

بہہ ہی محو حبیبی

کسی نے مونہہ پہ پانی اوسکا دہویا
لگی کرنی کوئی آہ اور شور یا

لگی تہامنی کوئی دست اور پا
گلاب اوس پر کسی نے لاکے چہڑکا

کسی نے باد کش جلدی ہلایا
کسی نے لخلخہ آکر سنگہایا

بجا جس وقت اوسکے ہوش پائے
کہی تو سب کی پہر اوسان آئے

زبس حیران تہی ہر یک گرم تہ بہر
ہوئی ہشیار اتنی میں وہ تصویر

کہا سب نے یہہ کیا تہا کہو تو احوال
کہ تیرا ہو گیا یکبار یہہ حال

جو ہوش آئے ابہی تجکو تو ہی دلگیر
عیاں ہی تجپہ درد غم کی تاثیر

یہہ جا کچہہ جای درد غم نہیں ہی
محل عیش ہی ماتم نہیں ہی

لگی کہنی وہ ہو مغمن کہ نا خورسند
کہ اب مہمان ہوں مہمان کی دم چند

گیا اب اور ہی کی ہاتہہ مین تہمہ
ہمارا اور تمہارا ہو چکا ساتہہ

یہہ آتا ہی جو لاکہوں عز و شان سی
سو اب لیجائی گا ہمکو یہاں سی

جدائی ایک تو ہوگی تمہاری
اور اوسپہ دیکہی صحبت ہماری

ہوا اب بس ہمکو وہاں پہ جانا
نہیں ممکن جہاں سی پہر کی آنا

عنقا

نئی خلقت نیا شہر اور نیا گہر — برار آوےگی صحبت اونسی کیونکر
اسی گہر جانتی تہی ہم رہیں گے — انہیں سون ہم سدا باہم رہیں گے
نہ اسکی حیف ہی اوسان آئے — بُرین کی یعنی ہم بس مین پرائے
چلی جاوین گی اوس جا کام ناکام — جہان کا اسکی نامہ ہی نہ پیغام
یہی رہ رہ کی دل اندوہگین ہی — کہ ہم مین وصف کوئی بہی نہیں ہی
ہو جیسی خاطر خاوند خورم — نہووین بی ہنر مشہور وہان ہم
یہہ کہتی کہتی ہم ہونسی وہ پریزاد — لگی لگ روئی با صد آہ و فریاد
لئی ہمراہ اپنی محرم راز — اوتر آئی محل سی بہر وہ طناز
بچہی تہی فرش شاہانہ جو ہر جا — ہوا لونشہ سوا یہ ہر جلوہ فرما
زبس فرش مکلل ہر طرف تہی — براقی اونپہ تہی صف بصف تہی
وہ خیمہ بادلہ بس جہاں جہل — تمامی کی قناتین فرش مخمل
وہ مسند جسکی نہیں تعریف ہوئی — لگی جہالر مین جسکی گرد موتی
بہری بس جنس سی رنگین وہ تکئی — یہہ جی چاہی انہین کو تہی تکئی

وہ پوشش جبکہ تہا اوسپہ آگی
دبا سنہ مصاحب تہی جا کی

وہ روشن ہر طرف شیشہ کی فانوس
نہ تن کو ہو وہی گرمی جسکی محسوس

ہزاروں وضع کی رنگیں پر از نور
بلوریں جہاڑ اون پر شمع کافور

ہزاروں رنگ کی شیشہ بہری تہی
لب بام ہر طرف سبوئیں دہری تہی

کہ اون کا ہو جدا عالم نمایان
رکہی تہی آ زمیں شمع چراغان

کہوں کیا روشنی کی یہہ جہلک تہی
کہ روشن جسسی قندیل فلک تہی

وہ تہی تہی برانی بادلہ پوش
ہوں مہر و ماہ جنکو دیکہہ بیہوش

کلیمیں ہار پہولونکی طرحدار
کہوں کیا بزم میں پہولا تہا گلزار

سبہونکی پاندان آگی دہری تہی
کہ بس وہ حسن خوبی سی بہری تہی

نی رنگیں وہ نازک جو گہڑی تہی
اتو کہی وضع کی بس وہ گڑہی تہی

سلیقہ سی رکہی تہی اوسمیں چن چن
طلائی نقرئی سیپاری وہ بن

معطر عطر سی ہر کلبدان تہا
کہ حیران جسکی خوشبو سی چمن تہا

ادہر پوشش کی تہی یہہ روبرو سیر
کہ بس تہی جمع اہل کعبہ و دیر

مجلس میں تہی ابہر

محلمین تهی اودهر دهوم دهام — که مصروف طرب تهی هر گل اندام

که تهی سهری دولهن کی کوئی کانی — کوئی لی ڈهول هر دم تهی بجانی

کوئی دولهن کی آرایش مین مشغول — کوئی باندهتی کسیکو بان اور پهول

هوا اتنی مین کهانا بسکه تیار — بچهایا لاکی دسترخوان گلنار

چلمچی آفتابه لیکی آئی — تهی جن پر رنگ جواهر کی لگائی

هر ایسر هاتهه سب کی بس دهولائی — چنا هو قهوه سی خاصه بهر منگائی

طلائی نقرئی رنگین سبهی ظرف — جواهر تها کیا جنکی اوپر صرف

طعام خاصه اونمین بهر کی آیا — سلیقه سی هر ایک آگی رکهایا

وه پوری اور برنج و شیر شکر — رکهی آگی منگا کی سب برابر

جلیبی برفی و نقل و نباتا — جنهین دیکهی یهه جاهی که کهاجا

وه شیرینی لطیف او چند در چند — ثنا مین جسکی هوتی هی زبان بند

هزارون وضع کی کهانی خوش آیین — بسا خوش ذایقه شیرین نمکین

جو یک لقمه کوئی اونمین سی کهاوی — زبان پر لذتین لاکهون اوتهاوی

مربع هر طرح کی جا بجا سی دار
نگاه ناظران جنبر مگس وار

اچار ایسی جو لاکهون نه یه پاوی
تو موهه مین پانی مریک کی بهر آوی

هزارون قسم کی میوه تر کهاوی
که وه تازه ولایت سی نهی آوی

یه سب تها پر نتهی هان راگ گاوی
که راجا راگ بن مین کچهه نه کهاوی

کیا جب نوش جان اوسنی نکچهه هان
هوی انگشت حیرت سب بدندان

براتی اور مصاحب تهی جو بیٹهی
سبهون نی اپنی اپنی هاتهه کهینچی

برهمن دست بسته روبرو آ
لگی کهنی که موجب اسکا فرما

دقیقه هم سی کوئی کم هوا هی
که جس باعث سی تو برهم هوا هی

هی کیا مطبوع خاطر شربت اگل
نهین پایا هی جنّتی روبرو خل

و یا کهانا نهین هی حسب دلخواه
نهین پایا ثبت تمهاری صاف آبی آه

جو فرماو منگاوین هم ابهی تو
وه کیا هی جس سینی ال تیرا هو خوشنود

هوا وه درفشان اپنی زبان سی
کها یعنی گروه بید خوان سی

که ای آگاه علم بید خوانی
عیان سازنده راز نهانی

یہہ عقدہ مجکو ہی در پیش لاحل ۔ طعام اول و یا ہی راگ اول

در دل راگ سی ہوتی ہین مفتوح ۔ کہ آہی جسم مین ہی راگ سی روح

ملی ہی آدمی کو چار لذات ۔ ہین چار ونکی مقرر چار اوقات

دہن و بینی و چشم و گوش ای یار ۔ رکہین ہین جسم مین یہہ لذتین چار

طعام خاصہ ہی قوت زبانی ۔ ہی بینی کی ہبی خوشبو مہمانی

جو دیکہا لذت چشمی ہی معلوم ۔ رہین پہر گوش شنوا کیونکہ محروم

جواب باصواب اسکا جو پاوین ۔ تو ہان البتہ کہانا ہم یہہ کہاوین

اونہونی عرض کی اوسی کہ ایماہ ۔ مقرر سالکون نی کی ہین دو راہ

جو ہین کی علم ظاہر پر مقوم ۔ نہ پوین اونکو رخصت راگ کی ہم

نہین ہی سالکو نکو راہ یہہ خوب ۔ کہ سنکر اسکی ہو جاتا ہی مجذوب

ہوئی کیفیت اوسکی جب کہ معلوم ۔ تو پہر حکم کتابت سی ہی محروم

نہین کچہہ خوب ہی اسکی سماعت ۔ کہ موقوف اسی ہوتی ہی عبادت

جو باطن مین ہین بست جام الفت ۔ او نہین کو جاہی اسکی سماعت

پی عشق حقیقی کا پیالہ ہوا ویسکی اسی کیفیت دوبالہ
کہ بس اونکی وہی ہی منزل وصل بغیر از راگ ہی انہونکتین فصل
کیا جسواسطے تہا ترک آرام ہوا سو اب تمہارا نیک انجام
شب فرقت گئی وصلی سحر ہی ہوئی طی راہ دوری اب یہہ گہر ہی
تمہاری واسطے اقسام اقسام ہی اکل و شرب اور جا بہر آرام
مگر یہہ جو تمہارے ساتہہ ہین یار اگر انکو ہوا انکا شوق بسیار
کہو انسی علحدہ اس مکان سی کرین شاداب دل رقص بتان سی
کمی ہر کار مین انکی نہین ہی ہر اک مہرو یہان زہرہ جبین ہی
قریب اسکی جو وہ خیمہ عیان ھے مہیا راگ کا اسباب وہان ہی
غرض یہہ سب جوانون نی سنایا وہ کہانا اونسی پہر خوش ہو کی کہایا
ہوا حسب الطلب پہر گہر مین داخل فراغت جب ہوئی کہانی سی حاصل
اور ہر انکی مصاحب اور ہمدم بحکم سب جوانان ہو کی باہم
وہان سی اوتہہ کی اور انکی ہوا مین گئی اوس خیمہ راحت فزا مین

نکلان بابا

مکان پایا عجب رنگین و دلکش
ہر اک رونق فزا اوسمین پریوش

قرینہ سی مہیا وہان ہر یک شی
رباب و بین و طنبور و دف و نی

کسی زہرہ جبین کے پاس قانون
فرشتہ بھی جسی سنکر ہو مجنون

کوئی مہرو لیی یک ابرہ ہاتہہ
کسی سی کہتی ہی کیجو میرا ساتہہ

کسیکی جل ترنگ ایک ہاتہہ مین ہی
کہ تولی ہی وہ گویا راگ کی لی

کمانچہ اور ستار انکی بنا کر
موافق اونکی سب تر مین ملا کر

ستارونکی ملا کر تار یکبار
بنا کر تہاتہہ کر رکہی ہین تیار

بہت خوانی ستر طبلونکی کہینچی
کہ وہ جان ملک کر دو بسی اینچی

خالی

مجیرون کی لیی وہ جو زبان ہای
کہ جہنکار اونکی گوش زہرہ تک جای

وہ موتہہ چنگین رکہی موتہہ پر پریزاد
سنی سی جنکی دل کرتا ہی فریاد

وہ عود و چنگ و موسیقار اور بین
کہ دل عالم کا لیوین سر بسر چہین

جہانتین جو غرض ساز طرب تہا
کہون کیا مین مہیا وہانپہ سب تہا

جو ارباب نشاط القصہ وہان تہی
سرود خاطر پیر و جوان تہی

مصاحب آئی وہاں جب دم رش کی
گئی خیمہ میں کھل تختہ چمن کی

بہم کی مشورت آپس میں یہہ خوب
سنے جس جسنکو جو ہو راگ مرغوب

اونھوں میں تھی جو دیرینہ و دانا
بنایا اونھیں گانا بجانا

کلاونت اچھے اچھے اونمیں جہاں تھی
وہ اہل چھند اور پربند پاتھی

بنائی اونھیں جو کبت و سنگیت
تو کی جاری قدیمی رسم اور ریت

تک اور دوہرے بت بنائے اونھیں ہاں
کیا اپنی جو تھی محفل کا سامان

خوش آئی جنکو شوالونکی بانی
جمی اونکی تھی بزم شادمانی

خیال آیا جنھنی تب کا دل میں
کہ تھی یک جلبلاہٹ آب و گل میں

اونھونی کر جدا عالم نسا کا
جدا ایک سمت کو جلسہ جمایا

لگا ہونی اونھوں گی کی جب راگ
زمانہ سی گئی رنج و تعب بھاگ

کھی تھی کر درست اپنی جو سب ساز
لگی گانی ملا کر ساز آواز

کھڑی ہو کی جما بار اک جب دم
اوکھاڑا دل سبھی سارے خلق کی غم

اوڑی لقہ بسر ونکی وہ دھواں دھار
صدا سی بھر گیا گردوں دوار

کروبی

کرونکیا اوس سمان بند بہنی کی تقریر | کہ ساری بزم تہی ایک بزم تصویر
جو بیٹہا تہا سو بیٹہا رہ گیا تہا | کہڑا تہا جو کہ سو حیران کہڑا تہا
گئی وہ لی قیامت با ستم تال | کیا تہا ضبط دلکو جسنی پامال
اسی صورت ہزاروں رنڈیان تہین | وہ پریان بزم اندر کی عیان تہین
قیامت قص مین آگئی در جوش | اوڑا رکہی تہی ساری بزم کی ہوش
کسی جانب وہ لونڈی برج پاسے | دلوں سی دور کرتی تہی اوداسی
وہ بیٹہی بیٹہی لی سور تہہ کی تانین | نکالی لیتی تہی غالب سی جانین
ادائین اونکی وہ غارتگر جان | قیامت جہانولی آفت غضب آن
ستم اونکا تہا وہ ٹہوکر لگانا | کہ بس پامال ہوتا تہا زمانہ
غضب اونکی نگاہین تہین | دلوں کی پار ہوتین برچہیان تہین
وہ تانوں کی ٹہنک کیجی بیان کیا | کہ تہا ہر ہر اوپج مین ناز پیدا
او ٹہا کر ہاتہہ انا ہاتی رہی ہائے | بہلا کیونکر نہ دل ہاتہوں سی جائے
بیان کیجی کہان تک اور سامان | میان کی روح بہی بگڑی تہی وہان کان

ترچہیان

اگر بیچوں وہ جلوہ دیکھتا تا — نکل جاتا تو ہو کر باؤلا سا

نظر آتی جو خسرو کو وہ صحبت — باآں تشبیہ کہتی ہی کرامت

سماں وہ سور بہی گر دیکھتا تا — کنہیا کا وہ سب جھمکا بہلا تا

زہی بزم و زہی رقص بتاں تھا — کہ بیخود وہاں پہ ہر پیر و جواں تھا

اکھاڑا وہاں پہ اندر کا خجل تھا — تکیسا بارنہ بہی منفعل تھا

رتن کی یاروں نے یوں شب گذاری — سنو پہر اب مجلس کی جہل ساری

او دہر نوش کیے تہا جب محجبین — تہیں سمیں آئینیاں کیا کیا عکس میں

تمامی کا جو تمگیرہ تنا تہا — کہی تو یک فلک زریں بنا تہا

یہہ جہالر موتیونکی تہی نمایاں — کہی تو جیوں شعاع مہر رخشاں

بچھا اوسکی تلی تخت مربع — بنا سونی کا با کار مرصع

بچہی مسند رکہی تکیہ بس نرم — صفا سبی جنکی ہو مخمل کو بہی شرم

طلائی پاک سبو لاکر وہاں کہا — بہرا تہا جسمیں گویا آب حیوان

غرض جا کی یہہ تہا تخت اوپر — پرستانمیں گویا آیا تہا اندر

کیونکی

کہونکیا اوسکہڑی کا جای عشرت
تہہای لاکی جسدم وہ پریوش

لکین ہونی رسومین اونکی اطہر
ہوا حاصل دلونکو راحت و چین

طرفین

دی جب دولہ دولہن کی گانٹھہ باہم
کہلی دل سب کی ہوکر شاد و خورم

ستارہ برہمن نی جند گن کر
پڑہی اشلوک وہ ہنی جو مقرر

دولہن دولہ نی مرواربد کی ہار
گلیمین ڈالی یکدیگر طرح دار

دولہن نی پیکی ہاتہومین وہ پانی
اشارہ کر زجنس وزندگانی

غرض ہاتہومین دولہ کی دیا وہ
بجان مقبول کر اونی لیا وہ

دیا پہر اسنی اوسکو آب بہر کر
مبارک یعنی ہومین تیری سر پر

اجابت ہوچکی اونکی وہ جسدم
ہوا ادنا و عالا شاد و خورم

شہ زرین کلاہ چرخ جسدم
ہوا رونق فزای تخت عالم

عروس لیل با صد حشمت و جاہ
جہپی لی خیل انجم اپنی ہمراہ

حرم کی جای دیگر ہوئی در آمد
رتن دولت سرا سی کر برآمد

سریر پادشاہی کی اوپر آ
بصد خوبی ہوا جب جلوہ فرما

جہیز ایسا دیا اعلی جہان نہی — برون بحر بر اور افزون بیان سی

ہزارون فیل منگلو سی سبک رو — کئی لکہہ اسپ تازی خوش تگ و دو

شتر ایسی ہین جنکی عز و شان ہی — ستون آسمان کو ہ روان ہی

ہزارون پالکی لاکہون جو چنڈول — خراج ہفت کشور جن کا ہو مول

کہو نگیا مین جو ہا پوشاک شاہانہ — بہرا جسمی یہہ صندوق زمانہ

نہیں بس جو ہانپہ قدر سیم او زر — بجا اوسکی دی تہی لعل و گوہر

پرستارین ہزارون جو پریوش — کہ جنکو دیکہہ کر ہو وی پری غش

غلام مہروش جو چند در چند — بخدمت روز شب حاضر کمر بند

گلاب و عطر کی شیشہ وہ لاکہون — معطر جسسی مغز دوستان ہون

سپر تیغ و کمانکی لاکہہ صندوق — ہزارون ظرفہ لاہوری وہ بندوق

کمان چاچ اور نیزہ ختن سب کے — ہزارون تحفہ جات اپنی وطن کے

طلائی نقرئی جتنی سبہی ظرف — کئی اون پر جواہر تہی زر صرف

مقرر کر مکان یک نیک منزل — جہیز اوسکا کیا لی وہانپہ داخل

نہیں تحریر میں آتا لکھوں کیا ‌ ‌ خسر کی جب کہ وہ مجری کو آیا

بآئین ادب وہ سرور رعنا ‌ ‌ بجا لایا وہ تب آداب سارا

تو کنور رتن سین نے آگے بلا کے ‌ ‌ بہت سا رو رو اور چھاتی لگا کے

کہا اے راحت جان نور دیدہ ‌ ‌ بتن مانند جان منزل گزیدہ

دل و دیدہ ہوئے روشن ہمارے آج ‌ ‌ مبارک ہو یہ تجکو تخت اور تاج

جو دیکھا ہم نے اپنے دل میں کر غور ‌ ‌ تمہارا وہ رہی بس ملک چیتور

محاصل کیجے سنگل دیپ کا باج ‌ ‌ کہ ہے یہ بھی تمہارا ملک اور راج

رتن نے دست بستہ عرض کی تب ‌ ‌ کہ ہے لطف و عنایت آپ کی سب

اگر ہر موئے تن میرا زبان ہو ‌ ‌ ثنا تو بھی تمہاری نہ بیان ہو

غرض کی تم نے میری پرورش یہاں ‌ ‌ کہ جیسے مور پر لطف سلیمان

جلاتی تھی مجھے جو نار دوری ‌ ‌ بنایا خاک سے سو تم نے نوری

ہوا تھا بسکہ میں بدتر ز حیوان ‌ ‌ کیا صاحب شکر تم نے مجکو انسان

بنایا قطرہ کو جیوں بحر عمان ‌ ‌ کیا ذرہ کو تم نے مہر تابان

در دولت میہ تیرا ای یگانہ ہی میرا اور مسجد زمانہ

ہیں جسکو وصل یار ہوا ہی دل سو دنیا میں
برنگ عندلیب فصل گل یک چمن پایا ہے

کہ ہر ہی ساقی ہمہ مست خودکام می عشرت سی بھر دے مجکو یک جام
لکہوں تعریف یہاں حصن حصین کے ثنا بعد اوسکی بہر اوسکی مکین کے
مکین یعنی بدم رشک چمن کی شب وصل اوسکی اور راجا رتن کی
کہ جب کر عذر خسرو سی یہ راجا مکان خاص میں اپنی بہر آیا
جو تنہا آگی وہ سرو خوش آمن رفیق و یاروں نے تدبیر دیکہا میں
گیا وہ روز آئی وصل کی شب کہ اوس بن تلخ جان تہا وہ شکر لب
مقرر تہا مکان یک ہفت منزل برنگ چرخ چنبر تہا جسمہ مشکل
نہ پہنچی جب بہ ہر گز وہم چالاک کہ تہی وہ ہفت منزل ہفت افلاک
عجب رنگین منقش تہا بنایا جواہر جس بہ تہا ہر جا لگایا
مصفا خشت ہیرہ سی تہی اوسکی گلاب عطر آگین آب گل تہی

بہم قاقمی

یہہ قلعی موتیون کی تھی سراپا / در و دیوار جیسی موج دریا

گیا یہہ صندلہ فرش زمین کا / کہ عالم تھا وہ لوح صندلین کا

برنگ آئینہ رخشندہ شفاف / جو دیکھی اوسکو آبسی [illegible] صاف

ہا گہوریہ

مکان ایسی ہی سب منزل بمنزل / جواہر اوسمین تھی یا تھی لگی دل

تمامی بادلہ کا جابجا فرش / رہی جیسی منور منزل عرش

بلورین تھی فرش ایسی نمایان / فلک پر قطب جیسی ہو درخشان

دیکھاتی اوسکو منزل اور مکان سب / گئین القصہ لی اوسکو وہان سب

گیا جب منزل مقصود پر وہان / نہ دیکھی لیک مہوش جلوہ گر وہان

کہ تھا اشتیاق عاشق زار / وہ ہمزادین جو اوسکی تھین طرحدار

اوسی تھی ہر یک مکان مین شاد و خندان / گیا تھا اوسکی بس نظروں سی پنہان

مگر عالم جو دیکھا اوس مکان کا / ہوا شوق طپش اسکی دو بالا

کہ روشن تھا زبس یہہ سب او پر نور / جہان کافور نور شمع کافور

جواہر کی جھلک جیون برق کی کوند / نظر کو جیسی آتی ہی چکا چوند

فرشتہ بھی جسی ہوگئے تکیہ شیدا — کہ تہا دیوار وسی حسن پیدا

یہی دیکھی نظر جاوے جہاں تک — مرصع اور منقش اور بیشک

زمین بہی سب مصفا اور رنگین — نہ اوسکو احتیاج فرش قالین

تمامی بادلہ تس پر بچھا تھا — زمین کار و ب کیا کہی کہ کیا تہا

چھپر کھٹ وہ مرصع کار نایاب — نگہ کو جسکی دیکھی آئی نہی خواب

بچھی مخمل کی جس پر صاف تو شک — کہ نرمی سی نہی کہہ جسمیں تو شک

یہہ چادر اوسپہ ہو اونکی بچھی ہے — کہ یک گلمیں نچہوڑی ہی رگ و پے

کھنچی چادر کسی گشتی تہہ اوس پر — لگی تکمو نپہ جسکی لعل و گوہر

وہ گل تکیہ کہ گل تکیہ تہی کیا ہی — تہی گل اوسنی تو گل تکیہ صفا تہی

اوقچہ وہ جہاں جہل تہی تمامی — جہاں کمخواب کو حکم غلامی

وہ گرداگرد اونکی لعل و گوہر — نظر کہنچی تو کم ٹہری ہی اوس پر

کہوں کیا میں کہ وہ رنگین بالائے — خدا جانے کہاں سی ہاتہہ آئے

زمرد کی تہی بی جورا وسکی قلاب — سراسر لعل کی استادہ نایاب

[illegible] دوری

بیان کیجی چمک اور کیا صفائی — کہ وہ چھتری تھی ہیرہ کی بنائی

چمک میں وہ غلاف پردہ جیوں برق — سراپا وہ چھپرکھٹ مطلع شرق

بچھی یک سمت کو مسند بمطرق — سراسر لعل و گوہر میں بمغرق

ہر ایک تکیہ جو وہ اوس پر رکھا تھا — بجای پنبہ جس او سمیں بھرا تھا

زمرد کا جو ترشا پیکدان تھا — رکھا مسند کی کونی پر عیان تھا

رکھا اوسکی برابر ایک بتول — خراج ہفت کشور جسکا ہو مول

رکھا تھا اوسپہ یک ململ کا رومال — جواب پیکدان نگ اوسکا تھا لال

لگی آئینہ آدم قد بھر رنگ — کہ جنکو دیکھ ہون اہل جان دنگ

بہ شکل ابروی خوبان زر و طاق — سدا جن پر فدا ہو چشم عشاق

ہوا مسند پہ [illegible] جب مہ جلوہ فرما — تمنا وصل کی لیکن دو بالا

جو اوسکی ہم میں تھیں سرو قامت — سراپا ناز یک شور قیامت

وہ کرتیں چہلیں خاطرخواہ اوسکی — بہم تھیں تھیں کچھ باتیں بیاکی

جو مہ کہتا او منھ پسی مسکراکی — کہ آپس نم اوسی کس جا چھپاکی

کوئی کہتی کہ ہو دولہ کنین شرم
کوئی کہتی کہ لو جی آپ ہین گرم

کوئی کہتی کہ تو جوگی جتی ہی
بدم سی کیا بجھی وہ لگتی ہی

کوئی کہتی یہہ اوسی ہو کی خوشحال
کرین ہم عرض تیرا اوسی احوال

چھپاون بس اسی چھپاؤ نمین را
کہ لیل القدر آئی آشکارا

بدم کو اوس مکان سی محرم راز
رتن کی پاس لائین بصد ناز

عجب صورت سی آوہ پری وش
کہ جسکو دیکھہ آیا اوسکتین غش

کھونکیا مین وہ مکھڑا غیرت بدر
وہ موئی سر برنگ لیلۃ القدر

قیامت بیتو نمین مانگ یہہ تہا
شب دیجور مین عاشق کی جیون آہ

ایا مین السما مین کہکشان ہی
ویا ظلمات کا رستہ عیان ہی

وہ دہیلی بیچ اور جعد معطر
زبس خوشبو مین جیسی مشک وعنبر

نظر جو نی یہہ اوسکی پتہہ پر آئے
کہ لوح صندلین پر سانپ لہرائے

ہیاف سرخ زرین یہہ نمایان
گہٹا کی ساتہہ جیسی برق رخشان

نہین ہی لف ہین وہ مست بہیوش
کہ جلتی ہین سر او ہمست بر دوش

دہابین

دیا ہین زر و بانِ حسن بر پا ۔ کہ تا عاشق کی نظر ناشکیبا

وسیلہ سبی اونہونکی مونہہ تلک آے ۔ اگر لغزش بہی کہاوی تو ٹہہر جاے

جبینِ مثلِ سیمین مین کہون کیا ۔ قیامت جین مثل موج دریا

کمان یا تیغ ابرو ہین کہ کیا ہین ۔ ہلال یو کہ محراب دعا ہین

وہ مژگان تیر ہین یا خنجر تیز ۔ سنان نیزہ جتنی ہین خونریز

وہ یا دام سیہ یا جام جادو ۔ ہین صیاد جہان انکہین کہ آہو

عذار صاف رشک فکر بلبل ۔ قیامت کوشش مثل خندہ گل

یہہ بینی حسن و خوبی مین ہی یکتا ۔ الف ہی منشی وحدت نی کہینچا

دہن غنچہ کہ نقطہ یا گمان ہی ۔ دل عاشق سا بولو تو کہان ہی

وہ اوسکی لعل لب ایسی عیان لال ۔ ثنا مین جنکی ہی میری زبان لال

مسی مالیدہ لب وہ اور دندان ۔ تہہ ابر سیہ برق درخشان

ذقن وہ قعر خوبی چاہ بابل ۔ نہ نکلی جسمین گر کی پہر کبہو دل

نگہ اوس چاہ غبغب پر جو جاوے ۔ ملک کی وہ منہہ مین بہی پانی بہر آوے

مثل

جو آہو گردن اوسکی دیکہہ پاوین ⁂ سر اپنا پہر نہ خجلت سی اوٹہاوین

ڈہلی سانچی مین خوبی کی بر و دوش ⁂ خیال عاشقان جنسی ہم آغوش

بہری گول گول اوسکی وہ بازو ⁂ کہ جنسی رنگ گل ہو ہم ترازو

قیامت صاف نازک وہ کلائی ⁂ نہ دلکو جسکی بن دیکہی کل آئی

حنا بستہ کف اوسکی صاف خوش رنگ ⁂ شفق مین مہر جنکو دیکہہ ہو دنگ

سر انگشت مثل غنچہ ای بار ⁂ گل و بلبل ہوان جنکی عاشق زار

حباب چشمہ خوبی وہ پستان ⁂ دیا ہین دو انار باغ رضوان

یہہ او بہری ہین کہ جب اونپر نظر آے ⁂ تو غیر از اوسکی سب دل سی اوتر جاے

وہ اودی بہٹنیون کاہی یہہ جوبن ⁂ کہ شرمندہ جن سی رنگ سوسن

یہہ ہین بس چہاتیون پر وہ بہائین ⁂ کہ درج حسن پر مہرین لگائین

شکم وہ دودہ جیسی حرف سختی ⁂ قیامت صاف یک صندل کی تختی

صفای چشم رشک فکر بلبل ⁂ کمر نازک زیادہ از رگ گل

کمر کا اور سرین کا ہی یہہ عالم ⁂ کہ دو موتی ہین یک رشتہ مین باہم

بی بر مقراض

ہی اب اعراض خوبی قاطع ہوش — و یا یک غنچہ شگفتہ ہی خاموش

صفا زانو کی اوسکی یہہ قیامت — کہ آوی دیکہہ آئینہ کو حیرت

وہ سیمین ساق مثل شمع کافور — بلورین یا ستون ترشی ہین پر نور

وہ ایڑی گول اور رنگین یہہ بالکل — کنول کا پہول یا گیندی کا ہی گل

وہ فندق اور کفک اوسکی یہہ رنگین — کہ ہی سبز جیسی باغ پائین

قدم تک سر سی لیکر پادلہ پوش — کہ مہر و ماہ کی ہی جائین اور ہ پوش

بھری یہہ مانگ موتی سی سراسر — شب یلدا مین جیون تابندہ اختر

وہ ٹیکا اوسکی پیشانی پر آفت — بہم مہر و مہ آثار قیامت

۲ ایں

یہہ آویزہ وہ گوہر کی خوش آئین — سحر دم جسطرح سی عقد پروین

وہ نازک کامنین جو بالیان ہین — جہکی پہولون بہری سی ڈالیان ہین

چمکتی تہی یہہ نگ جگنونکی سارے — گلیمین ماہ کی گویا ستارے

زمرد کی وہ ہیکل اسقدر سبز — قدم تک حسن ہو جیسی سرسبز

بیان کیا کیجی مروارید کی ہار — خراج ہفت کشور در شہوار

غضب تھی بد آفت نو رتن تھی
ہمہ دل لینی پر یک جان و تن تھی

وہ نازک تھی جہاں طرفہ وہ توڑے
کہ خوبی جنکی آگی ہاتھہ جوڑے

وہ رنگین اور بک تینی کی چھلی
ہر اک جا آن دل عاشق کو چھل لی

جڑاؤ وہ کڑی نوری طرحدار
بصد منت پڑی پاؤمین ای یار

اگرچہ تھا ہی زیور زیب قامت
پہ کی خلخال نی برپا قیامت

ستارونکی بھری وہ جفت پاپوش
کہ اوڑ جاوین فلک کی دیکھہ کی ہوش

اس عالم سی وہ کافر جبکہ آئی
نظر آئی رتن کو یک خدائی

چرائی سب بدن اور مونہہ چھپاکی
غرض سینہ پہ جب بیٹھی وہ آکی

لحاظ و شرم سی بیٹھی وہ خاموش
شراب عشق لیکن بدل جوش

نہ اسمین اشارہ اور نہ تقریر
گویا خاموش وہ تھی شکل تصویر

پرستارین وہ دانای زمانہ
گئیں ہٹ وہانسی لی ہر یک بہانہ

انیس و محرم اوسکی وہ خوش آئین
بٹھا کی اونکو اوٹھہ کر سو خوش آئین

نہ دیکھا غیر کوئی اوسکی جب ساتھہ
رتن نی پاکی تنہا اور لی ہاتھہ

قدم پر سر کو رکھ آنسو بہا کے — طپش دلکی اوسے اپنی دکھا کے
کیا تقریر اوسنے اپنا احوال — جو گذرا حادثہ تھا ماضی و حال
کہ تیری غم نے تھا جوگی بنایا — یہاں تک چھوڑ اپنا راج آیا
کہوں اوسکی سو کیا ای ماہرو بات — جو دیکھیں روز و شب تجہ بن صعوبات
پھر آگے طوطی تنگ شکرنی — مریض غم کی یعنی چارہ گرنی
غرض سب حرف حرفا کر کی تکرار — سنائی داستان عاشق زار
رہا میں یہاں نہ جس جسطرح مغموم — سو ہی وہ تجہ پہ ظاہر اور معلوم
کہونکیا اوس حکی جب تہہ زبانی — تو بولی وہ گل باغ جوانی
کہ اپنا گیا کہو میں تجہسی احوال — سناہی ہو کا اوس طوطی سے سب حال
کہ سنکر وہ حال تیرا ہو کی بیتاب — نہایت مضطرب مانند سیماب
یہانہ کر پرستش کا صنم کے — یہانسے باغمیں جا وہانہ آتے
ہوی عاشق میں تجکو دیکھ ایسا — کیا تجہ پر فدا میں نقد دل کا
پہ تو ایسا ہوا بیہوش یکبار — کہ آنا ہوش کا تہا سخت دشوار

فدا کو تجھ اوپر میری نگہ تھی
حیا ہی ہمرہاں پر سد رہ تھی

ولیکن ہار میں دیتی گلی کا
کہ وہ آئین و رسم عقد سب تھا

تیری جہانی کو صندل بھی لگایا
یہ تو ایسا ہی سویا پھر نجاگا

وہاں سبھی ہو گئی میں ناچار آئے
دل بیکل سی لیکن کل نہ پائے

بظاہر تھی حیا و ننگ ناموس
کہ جلتی تھی برنگ شمع فانوس

نکہانا خوش مجھی تھا او پینا
کہ تیری غم سی تھا دشوار جینا

بہم کہہ چکی حالِ دلِ زار
کہ نکلی ہای دل سی درد کی خار

بصد ناز و ادا منسی اونچہ کے
جھپر کہٹ میں پی آرام لیٹی

گرا دیں جاونیں نہیں جو خوش سا آب
کہ بعضی جا یہ ہی پردہ بہت خوب

کہوں کیا اوس گھری کا تمسی عالم
گئی کیا کیا مزی دونوں باہم

بہم دونوں وہ مصروف طرب تھی
کہ بس سینہ بسینہ لب بلب تھی

کہوں کیا ایک دگر وہ مثل بلبل
بہم جنتی تھی عیش وصل کے گل

بڑا انوبہ غدہو کر وہ مایل
گرا بنی دست اوس مہ کی حمایل

بنا طوق کر

بنا طوق کمر وہ ساق سیمین | ہوا اس سلسلہ جنبان خوش آئین
ہوا پرجوش جب ابر گہر بار | گئی زیب صدف بہر در شہوار
غرض ہو باغ باغ اور شاد و خورم | بھری اوس غنچہ میں قطرات شبنم
جو تھا وہ راز مخفی در ناسفت | لبان دو ہلال نو بہم جفت
بھری اوس درج سربستہ میں گوہر | کہ جیون برج حمل میں جا بن اختر
نہال آرزو تھا دور از آب | ہوا باری وہ تازہ اور سیراب
بیان کیا کیجی اوس دم حال کیا تھا | بہم دونوں میں صد ناز و ادا تھا
کسی کا رنگ جیون مہتاب فق تھا | کسی کا رنگ رو مہر شفق تھا
کسی کی بند جامہ کی گئی ٹوٹ | کسی کی موتی ہر پاتک تی چھوٹ
ملا دل دل سی تن سی تن ملا تھا | تھی لیل القدر یا دن عید کا تھا
کہوں کیا اسکی رون لگی امنگ سی | فراغت کر کی اوٹھی جب پلنگ سی
کھلی دل وصل سی ہو شاد و خورم | تو پھر سنہ پہ بیٹھی اک باہم
بہم تقریر ایما اور اشارات | رہی تا صبح دم حرف و حکایات

برآیا بس کہ ان کا کوکب وصل
کہ بعد روز ہجران تھی شب وصل

دولھن دولہ نی خاطر خواہ پائے
کہ تھی اوسکی لئی محنت اوٹھائے

گیا تھا نرک جسکی واسطی براج
ہوا سو آخر کار اوسکا سرتاج

جو تن من خاک میں اپنا ملاوے
تو مطلب جیون زر گم گشتہ پاوے

بتا کر روز ہجران کو فلک بر عکس ظلم
شب وصلِ صنم کو بات کہنی میں کہتا ناہے

دی ای ساقی مجھی جام لبالب
کہ توڑوں میں خمار شب کتیں اب

دولھن دولہ کو سونپی سی اوٹھاوان
جو آرائش ہوا اونکی بہر بناون

ہوا بس مہ کبریان مثل سیماب
برآیا نیر شرف جہانتاب

برآمد ہو رتن دولت سرا سی
رہا سو اور ایک خلوت میں آکی

حرم کی پاس آئین محرم راز
شریر و شوخ و دلبر او طناز

یہتہ نہ بکھا زنک اوس آراستہ کا
گلِ باغِ حیا نو خواستہ کا

کہ با دام سیہ اوسکی خوش آئین
بر نک نرگس شہلا ہی رنگین

ہمن

بجھی

عجب ہی شکل اوسکی ہو گئی تھی | کہ رنگ سرخ تن اب جنپی ہی
جو ملبوس عروسی زیب تن ہی | سو لیکر سر سی پانگ پرشکن ہی
کہیں مسکی ہی انگیا بند ہین باز | کسی جا سی گئی چل چین بشوار
جو ٹوٹی موتیونکی ہار تھی شب | پڑی ہین کرہ مہ کی جیسی کوکب
جبین پر تھی جو افشان وہ نمایان | سو ہی روئی زمین اب وسی افشان
بیان کیا کیجی اوسکی زلف کاکل | پریشان ہین سراسر مثل سنبل
ہوی بوسی سی مہ اوسکی لب اور گال | برنگ غنچہ و مانند گل لال
مگر وہ زیر اسی کھنچا تھا بس تنگ | کہ تن سی اوسکی بستر پر جوا رنگ
غرض یون نازنین تھی سر سی تا پا | کہ شب باشی مین گل جاتا ہی مرجھا
یہہ خمیازہ مین بس جاتا تھا مونہہ کھل | نسیم صبح سی غنچہ ہو جیون گل
اوٹھا کر ہاتھہ انگڑاتی تھی وہ ماہ | گویا لیتی ہی بحر حسن کی تھاہ
یہہ دیکھہ اوسکی مصاحب اور ہمدم | کنایہ سی غرض آپسمین باہم
کوئی گا کر سہاگ اوسکو سنانی | کہو نکیا مین کہ کہونگٹ مین ہنسانی

کوئی مونہہ دیکہہ اوسکا مسکرا کی | مقابل کوئی آئینہ دکہا کی
فدا ہوکو کوئی اوس نازنین پر | جماتی لیکی ٹیکہ پہر جبین پر
کوئی کہتی ذرا تو اپنا مونہہ کہول | تجہی میری قسم او غنچہ لب بول
تہی بس گرم شرارت پر پریزاد | ولی وہ شرم سی تہی سر بزانو
وہ ماں اوس گل کی جسدم پاس آئی | تو دیکہہ اوسکو نہ پہر پہولی سمائی
بدن مین اوسکی بعضہ جوبن ان تہا | کہونکیا مین سہاگ اوسکا عیان تہا
بناکی بندبان میوہ کی وہ کہول | اور اوسکی ساتہہ بانٹا سب کو تنبول
سوا اوسکی جو رسمین اور تہین بن | کہونکیا مین غرض ایک ایک سب کین
دولہن کو لی گئین حمام مین سب | کہ برج حوت مین جیون جائین کوکب
دیا غسل اسطرح اوس گلبدن کو | کہ جیسی آب سی تازہ چمن ہو
بدن پر تہا مہہ لیس پانی کا عالم | کہ برگ گل پہ جیون قطرات شبنم
ٹپکتی تہی منہہ قطرہ موی سر سی | سحر دم جسطرح جیسی ابر برسی
کہلی بالو مین یون چہرہ نظر آئی | گہٹا مین جسطرح بجلی چمک جائی

کہ بالون سی

گرا بالون سی پانی جو زمین پر ‌‌— کہی تو تہا وہ عطر مشک و عنبر
نہائی بس کہ جتنی آب مین تہی — ہوا پانی وہ سب عطر سُہاگی
زبس خوشبو سی وہ حمام سارا — بیان کیا کیجی شیشہ عطر کا تہا
نہا دہو کی وہ جامہ خانہ مین آ — لباس نو عروسی اور منگوا
کرا اوسکو سر سی پا تک زیب قامت — بنی گویا سراپا یک قیامت
رکہا بس گشتہ ثمین لا کی زیور — کہ کیجی زیب تن ہووی جو خوشتر
غرض پوشاک و زیور زیب تن کر — پہر تو پہر بنی کی شکل بن کر
نکل آئی زبس یون وہانسی یکبار — قمر جیون برج آبی سی نمودار
ہوئی آراستہ ادہر وہ مہرو — کی آرایش وہان خلوت سرا کو
کہ جو فرش و فروش اوس جا بچہا تہا — اوٹہا کی اوسکو تہا بہتر بچہایا
مرصع ایک پلنگ سونی کا لاکی — بچہایا اونکی آسایش کو جا کی
قرینہ سی وہ سب تہی بچہائی — مکانکی شکل جنت کی بنائی
جو تہا اسباب اوس خلوت کا درکار — رکہا سب موقعہ موقعہ جا کی تیار

غرض اسباب جب سب کچھ بنایا
بدم کو اوس مکان مین پھر اٹھایا

تھی وہان رونق فزا وہ غیرت شمع
پتنگ آسا مصاحب کی سب جمع

ولی اوسی تھا اوسکی الم مین تہہ سوز
ملی کب مجلسی وہ ماہ دل فروز

تصور مین اوسکی وہ پریرو
تھی بس خاموش بیٹھی سر بزانو

کوئی ہمدم جو بولی تو وہ بولی
نہین تو شرم سی مونہہ بہی نکھولی

غرض نہین ہے مین اوسکی جو جالاک
دئی ہر ایک کو زیور اور پوشاک

جواہر کی ہزارون کشتیان دین
کہ وہ اوسکی رفاقت مین بجا تھین

رتن پہان غسل فرما پہن خلعت
بنا وہ رشک مہ یک مہر طلعت

مصاحب اوسکی تھی ہمراہ جو تھی
سو کہوری اور جوڑے سب کو بخشی

سبہو نکو پہر طعام خاصہ کہلوا
ہوا سمت محل تشریف فرما

گہڑی ایک بیٹھہ کر اپنی حسر با
پہر آیا جشن گا مین اوسکی تھی سا

سلام و کورنش تسلیم ای یار
جو ہون آداب رایان جہاندار

بجا لایا ادب ہو کی یک یک
کہ اوسکو دیکھکر مونہہ سے ہی تک

دین

وہان پہر آیا

وہاں پھر آیا وہ رشک پریزاد — جہاں تھی وہ صنم حسن خداداد
عجب عالم میں آیا عالم اوسکا دیکھا — کبھی تو ہو کیا انکھیو نا سکتا
یہہ سر سی تا قدم تھا حسن پر نور — نظر خورشید کی ٹھہری نہ جس پر
لباس نو عروسانہ وہ رنگین — کہ جیسی حسن ہے جنت اور نمکین
نتھی کچھہ احتیاج حسن زیور — ہر اک اعضا تھا اوسکا جیسی بہتر
صفائی تن نہ میلی ہو نگہ سی — نگہ زیور سی پھسلی پانو تو جہی
غرض یہہ آگی تھا پاس خاموش — کہ اوسکی اوڑہنی تھی نیک تہ پوش
ولی اوسکا بھی یہہ عالم تھا — کہ تھا اک حسن کا شعلہ سراپا
پدم کو شرم تھی کو ہو نگی — ولی کھو نکہت سی دزدیدہ نگہ تھی
یہہ نکھر اوسکا لہو نکہت میں نمایان — کہ جیوں ابر تنک میں مہر تابان
یہہ دیکھہ اوسکو وہ ہمرازان تھی خاموش — کہ ہونی سی بچاری ہین یہہ خاموش
نہ آپسمین اشارا اور نہ تقریر — بہم تھی ہین وہ دو شکل تصویر
طعام خاصہ دونو کو کھلا کی — چلی آئین او نہین تنہا تھا کی

عالم
کہ جسکا عالم نہین عالم مین دیکھا

مکان خالی انھوں نے جب کہ پایا
بیان کیا کیجیے پھر انھیں نے جو کیا

کبھی جو جو مزے دونوں نے باہم
کہا جاتا نہیں ان لبوں سے جو کیا باہم

اسی صورت سے تھے پھر روز و شب وہ
بہم خوشحال و مصروف طرب وہ

اٹھائے جس لیے تھے درد اور رنج
ملے سو چین و راحت کے انھیں گنج

جنھوں نے ساتھ تھا اوس کا نباہا
انھیں نے تھی وہ من سے پھر وہاں نباہا

غرض یک سال اوسے جا یوں رہا وصل
کہ کس کس چین سے گذرے تھے یک فصل

کہ جب ہنگام سرما سر پہ آیا
بہم دونوں نے کیا کیا چین پایا

وہ رہتے کو تھے اک خلوت سرا گرم
بچھے تھے فرش مخمل جا بجا نرم

لباس تھے بنے اقسام اقسام
سبھوں کی زیب قامت تھے آرام

ہر اک پوشاک تحفہ ریشمی تھی
کہوں کیا میں کہ واں کس کی کمی تھی

ہزاروں پارچے اپنے وطن سے
تھی بردار کی چھینٹیں دکن سے

دوشالے وہ کہ جیسے تختے تھے تصویر
ہو جن کو دیکھ حیران اہل کشمیر

زبس رنگین دوشالے ہر رضائی
جنھوں کی مانگ سرما میں وہاں ہے

رتن نی یہہ دیا اپنی سہیلیونکو
بدم لی اپنی محرم سہیلیونکو

کبہی سردی ہوا گرمی کا موسم
بنایا تہا یہی اوسکا نمسی عالم

کہ خاطر خواہ خسخانہ سجائی
تلی اونکی یہہ تہہ خانہ بنائی

کہ جنکو دور سی بہی دیکہہ پاوی
دل و دیدہ کو بس آرام آوی

یہہ فرش صندلیں ہر جا بچہا تہا
کہیں تن جسمیں عطر خس لگا تہا

بجای شمع تہہ خانوں کی اندر
لگائی جا بجا تہی لعل و گوہر

رہیں روشن وہ مثل شمع کافور
حرارت جنکی آب و رنگ سی دور

گلاب ایسا بہرا حوضوں میں تہا لب
کہ جام چشم عاشق جیوں لبالب

وہ فوارونکی ہر دم جوش بہرنی
وہ چہٹنا چادرونکا اور جہرنی

جو دیکہی سو کہی ہی یہہ طلسمات
کہ یہاں باہم ہیں جاری اور برسات

ہزاروں جا تہی عالم امکان کا
گویا نقشہ تہا وہ باغ جنان کا

رہیں اوسجا غرض یہہ خورم و شاد
بسان حور غلمان شاد آباد

تو سلمیں دولہن دولہ کی جو تہی
اونہونکو بہی مکان ایسی ہی بخشی

ہوا برسات کا موسم نمایاں
کیا اسنے ہر اونچون نی اور ساماں

مکانوں میں بچھائی فرش رنگیں
کہ جنکی عکس سی ہو عرش رنگیں

بلندی میں مکاں جو تھی ہوادار
کئی رہنی کو اپنی پھر وہ تیار

چھتیں پردی لگائی سرخ ہر جا
کبھی برسات میں عالم یہہ بہانا

برسنا مینہہ کا عالم گھٹا کا
نہیں تحریر میں آتا لکھوں کیا

کبھی کالی گھٹا اودھر کو چھائے
جھڑی یا مینہہ نی ہی کی لگائے

پر پیرو بونکی اوپر سرخ پوشاک
برنگ برق ہر یک چیت چالاک

وہ خانہ باغ میں جا سیر کرنا
وہ بالاخانوں سی گاہی اوترنا

کرینگیا وہاں کا عالم تمنسی اظہار
کہ تھی کس لطف سی بس سبزہ گلزار

گلستاں سبز تر فیض ہوا سی
زباں کوتاہ کی جسکی ثنا سی

خیابان چمن یہہ سبز و شاداب
طراوت سی ہوں جنکی چشم سیراب

درختونکی وہ سبزی سرخ وہ گل
گویا لعل و زمرد کی ہیں بالکل

جدہر دیکھو زمیں سرسبز یکدست
جھکا چاروں طرف ابر سیہ مست

زمیں تھا

زبس گاه گم کیه شور باران — صدای رعد باہم برق رخشان

ہوای سرد و خوشبو اور ملایم — اوڑا دی دل سی سب یکلخت غم و ہم

چمنمین جابجا رنگین ہنڈولی — کہ جن مین آب کو نت حسن لوٹی

برنگ لعل ہنکا یہ سراپا — اور اون پر موقعہ موقعہ کار مینا

بناتی اونکی پردی سرخ رنگین — سراسر گرد جنکی کام زرین

ہزاروں جانور دستان سرا کے — لٹکتی گرد اون ہنکلونکی پنجرے

غلاف اونکی ہزاروں رنگ رنگ — کہ نیرنگ فلک ہو دیکھہ کر دنگ

صدای طوطیان سرخ منقار — برنگ تیر بس چھاتی کی ہو پار

فصیلون پر بہم طاؤس رقصان — صدا ایسی جنکی گونجتی ہی گلستان

پپیہون کی صدا اون وہ پیاپی — کہ پی پی کی منہ ہی سی اونکو بکلی

سیہ بادل ہین بگلونکی قطارین — کہی تو آب حیوان کی ہین دہارین

مکان لاکہون تنبو بت ایسی — آتی سی ہمدم و دولہ دولہن کی

رہین اونمین بہم سب سیر کرتی — دم خدمتگذاری اونکا بہرتی

ا

تہا

جو ہر رنگ کا ہو قدم تک سر سی لیکر — کہ نہیں جچھی پوشاک اکثر

کوئی بھری ہی اوڑھ شوخ پوشاک — اور اس میں آب جیسی برق چالاک

کسی کا ہی لباس سبز دھانی — کہ جیسی سبزہ ہو باغ جوانی

کسی کا رنگ ملبوس سنہری — کسی کی زرد پوشش شوخ گہری

باین عالم ہر دم کی نسبت ہمدم — رہیں خدمت میں حاضر شاد و خرم

دولہن دولہ جہاں جا ہیں شہان — کہ تھی سب ان کی خاطر باغ بستان

بہم دولہ دولہن فی ہر سحر و شام — کہی کس کس طرح سی چین آرام

مجھی ہر رہ کی یہاں حیرت ہی آتی — کہ ظاہر اس سی ہی قدرت خدا کی

کسیکو خوش ہی ہر باغ اور گل — کسیکو باغ گل ہی داغ اور گل

کسی جا کہ بہار بوستان ہی — کسیکو یہ ہی عالم خزان ہی

یہی عالم یہی ہر شام و سحر ہی — کوئی خندان ہی کوئی نوحہ گر ہی

اسی میں مینہ جو ہی برسات آئے — کہیں بارش کہیں آتش لگائے

بیان کیا کیجیے اس مجمل کی تفسیر — ہی اس احوال کی یہ جا ہی تقریر

بیان

وہ ہرنا نمسکرانا اوسکا جب مہ پارہ آتا ہی
تو بہروپ بادل آتا ہی کبھی لیلی بنولاتا ہے

الا ای ساقی بزم غریبان
آئیس ہی ہم آفت نصیبان

بلادی مجکو دو یک جام لبریز
ہو جسسی آتش دل اور بھی تیز

بس اب یہ حالسی ہی میری طبع اپنا
لکھی ہی داستان حسرت افزا

کہ یعنی ہیر کی جوگی جب ہو راجا
لیی ہمراہ لشکر جوگیون کا

ہوا تہا سوی سنگلدیپ رخصت
اوٹھا کر یار کی دل سی محبت

یک عالم پریشان تہی بیقراری
تہی جیون دریا بہو نکی اشک جاری

دلی رانی کا اوسکی کیا کہون حال
کہ اوسکا تہا یہانتک تنگ احوال

کہ اوسی مثل گل اپنا گریبان
کیا تہا چاک لیکر تا بدامان

جگر تہا اپنی ہووی غمگین بیتاب
بہری تہی لوٹتی مانند سیماب

بہہ تہی بر جوش اوسکی چشم گریان
کہ ہر گوشہ مین جنگل کا لگا طوفان

کبہی وحشت مین آ باہر نکلتی
اوٹہا کر خاک کاہی منہہ کو ملتی

کبھو زانو پہ سر رکھ کے وہ ناچار
کسی جا بیٹھ رہتی شکل بیمار

کبھو منہ ڈھانپ ہاتھ اپنا وہ رونے
تڑپتی اٹھ بلکتی جان کھونے

کبھو مقنعہ سے منہ اپنا چھپا کے
بیان کرتی تھی یوں آنسو بہا کے

کبھو دیوانہ سا ان بکتی وہ دلگیر
کبھو خاموش رہتی شکل تصویر

جلا کی مجکو غمسی شمع ہونی
گئی جوگی مڑھی کیونکر کی سونی

نہ دیکھا نے سنا میں جوگ ایسا
کہ جوگی چھوڑ دی جوگن کو تنہا

بسان آئینہ وہ خاک لیکر
بھبھوت اپنی ملی تھی منہ کی اوپر

کبھو بیتاب ہو کر در پہ آتی
جگر تھامتی ہوئی پھر گھر میں جاتی

بسان مہر جلتی تھی وہ بیتاب
برنگ ماہ ہر شب بیخور و خواب

اوسی غمسی کہ تھی حیران و نالان
ہوئی صبح وطن شام غریبان

اوسی از بسکہ دیکر غم گئی تھی
کہوں کیا میں کہ جوگی رم گئی تھی

غرض اوسکی جدائی میں شب و روز
گذرتی تھی نہایت با غم و سوز

خیال اک دن یہہ اوسکی جی میں آیا
کہ دل بہلاؤں اپنا باغمیں جا

یعنی

تصور یعنی گرفتہ رتن کا
عذار لعل نوشین یاد کر آب
نظر آتی نہیں چشم رتن سیں
جو یاد آوتی وہ زلف پریشان
چمنمیں جا کی اپنی داستان میں
یہہ جیمیں دل میں ٹہانا کر وہ غیرت باغ
محل سیں آئی گلشن میں خرامان
یہہ بس غمسیں وہ سرگرم فغان تہی
غرض آئی تہی بہلانی کو وہ دل
قد اسکا یاد کر وہ رشک شمشاد
جو دیکہیں سرو سو پہرین وہ جاری
کسی سایہ تلی ہو کی نکلتی
قریب سرو وہ پہر پہر کی جو آتی

تماشا دیکہی سرو و چمن کا
گل و غنچہ سیتی کیجی دل کا مطلب
تو دیکہوں چشم نرگس کوں میں بیچین
انی سنبل پر کرونگی جان قربان
کرونگی لب کہ سوسن سیتی بیاں میں
برنگ لالہ گلشن لیتی داغ
کبہی مانند گل ٹکری گریبان
کبہی تو عندلیب بوستان تہی
ہوئی سوا کی دونی مرغ بسمل
ہوئی سوا اور بہی وہاں گرم فریاد
تو پہر کرنی لگی وہ اشکباری
چنار آسا کف افسوس ملتی
تو لاکہوں سرد آہوں کی بناتی

بھری تھی باغ میں بس جا بجا وہ
بسان قمریاں کوکو سرا وہ

یہہ آہیں کھینچتی تھی وہ مشوّش
فلک تک پہنچتی تھی جسکی آتش

یہہ گرمی اوسکی آہوں سی تھی پیدا
کہی تو باغ سارا جل گیا تھا

جلی تھا نہ کچھہ گل اور شجر تھی
کباب سوختہ ہر جانور تھی

نسیم سرد وہاں کی راحت افزا
گئی اوس دم جو وہاں سی سوی صحرا

حرارت اوسمین تھی بس یہہ سمائے
کہ جنگل آگ صحرا کو لگائے

برنگ غنچہ ہو گلشن سی دل تنگ
چلی صحرا کی جانب کر کی آہنگ

بگولی کی طرح وہ مضطرب حال
بھری تھی بس غم و الفت کی پامال

یہہ آتش اوسکی آہوں سی تھی پیدا
کہ جس سی دشت سارا جل گیا تھا

ہوا سر کش جو دود آہ اوسکا
سوا ابر سیہ گردوں سرا پا

سوای سیل اشک چشم گریان
طپش سی اوسکی دریا خشک تھی وہاں

چنار آسا کف افسوس مل مل
جلاتی آتش غم سی وہ جنگل

جو تھی وحش و طیور اوس دشت کی وہاں
شرار آہ سی تھی اوسکی بریان

اودہو مین ایک طایر باد پیما ‏ مہینکم نام تہا اوس جا پہ رہتا

نہایت دیکہہ اوسکو مضطرب حال ‏ لگا یون کرنی استفسار احوال

تو ای دل سوختہ ہی کون آہی ‏ کہ آتش تیری آہون نی لگا ہی

تجہی کس کا الم ہی ای غم اندوز ‏ کہ یہ ہم کہینچتی ہی آہ جان سوز

خدا کی واسطی ای ماہ پیکر ‏ بتا کس کا ہی تیری داغ دل پر

تو ای خانہ نشین ہی یا دشت پیما ‏ بتا یا کن نی کہہ یہہ حال تیرا

تو ای لیلی روش یاروی گلگون ‏ ہوی آوارہ کیون مانند مجنون

ہی جیون فرہاد کسکی غمسی غمگین ‏ جو یون کہوتی ہی اپنی جان شیرین

تجہی گردون نی کیا آفت دکہائی ‏ جو تو نی اپنی یہہ صورت بنائی

کسی ظالم نی تجکو یا ہی لوٹا ‏ جو تجسی ہی ترا گہر بار چہوٹا

کسیکی ہی تو عاشق ای پریزاد ‏ کہ اوسکی غمسی ہی تو جان ناشاد

کوئی پردیس کو تیرا گیا ہی ‏ طلب جسکی تجہی یہہ جا بجا ہی

مجہی احوال سارا کہہ تو اپنا ‏ بجا لاؤن جو مجسی ہو سکیگا

کلام طایر دل سوز سن کر / فدا اگر آنسوؤں کی اوسپہ گوہر

لگی کہنے کہ ای مرغ وفادار / کہوں کیا تجہسی اپنی حالت زار

زبس ناگفتنی ہی حال میرا / نہ مجہسی پوچہہ کچہہ احوال میرا

وہ آتش ہی مرے پہلو مین سوزان / بیان کیجی تو ہوئے خلق بریان

یہہ آتش کیونکہ میری دل کی جاوے / مگر اللہ ہی اوسکو بجہاوے

کروں شکوہ مین کیا بخت سیہ کا / کہ دولت جسکی ایسا روز دیکہا

بدولت

یہہ حالت یعنی جو مجہہ پر عیان ہے / سو باعث اوسکی میری ہی زبان ہے

زبان ہی میری ہے میری دشمن حال / کہ یہان تک جسنی پہنچا میرا احوال

یہہ ہی میری کہانی گر اسی غور / کہ ہی ایک شہر اس جا نام چتور

عجب نقشہ کا وہ دلکش مکان ہی / نمونہ جس کا یک باغ جنان ہی

وہان کا ایک راجا ہی رتن سین / جہان کی دل کو جسسی راحت و چین

سراپا حسن مین رشک پریزاد / غرض حسن مجسم ہی خداداد

کوئی ثانی نہین اوس شمع رو کا / زبس ہی حسن خوبی مین بہو کا

فراغ

فراغت سے تھا اوسکا ملک میں راج / کوئی بستی میں تھا اوسکی نہ محتاج
کہ ناگہ ایک دن وہاں ایک برہمن / بظاہر دوست پر باطن میں دشمن
لئے ہمراہ اپنے ایک طوطا / بہت خوش رنگ زیرک اور دانا
وہ طوطا تھا قیامت لب کا طرار / نہایت دلفریب اوسکی تھی گفتار
ہوا بس سنکے راجا اوسکا مشتاق / کہ طائر ایسے کم ہونگے بآفاق
دیا اوس برہمن کو مال اور زر / غرض شاداں ہوا طوطی کو لیکر
زبس وہ طائر شیرین نوا تھا / رتن کا بس مصاحب بنا تھا
نہ اک دم دیکھتا اوسکو رتن سین / تو ہوتا تھا نہایت سخت بیچین
ہوا موقوف اوس پر اوسکا جینا / کہ اوس بن خوش نہ تھا کھانا و پینا
ہوئی یہہ واردات ایک روز ناگاہ / محل میں چھوڑ اوس طوطی کو وہ شاہ
ہوا تھا سوے صحرا عازم صید / کہ تھی بس دلکشا نخچیر کی قید
قفس یہاں طائر شیرین نوا کا / کہونگیا میں کہ یک جانب کہا تھا
میں اوسکی رانیوں میں بس تھی ممتاز / بصد عیش و طرب رہتی سرفراز

سو اوس دن مینی اپنی تین سنوارا
زمین پر جیون پری کا ہو اوتارا

نہا دہو کی بنی ایسی مین اوس روز
کہ جیسی ہو کوئی دولہن دل افروز

لباس فاخرہ کر زیب قامت
مرصع پوشش سر تا پا قیامت

منگا کر آئینہ بارہی شادان
ہوئی مین حسن اپنا دیکہ نازان

غرور حسن مین آکر مین یکبار
لگی طوطی سی کرنی جا بجا تکرار

کہ ای شیرین نوا او دشت پیما
کہین دیکہا ہی تونی کوئی مجا

سنا کرتی ہین سنگلدیپ کو ہم
کہ وہان کا حسن ہی آشوب عالم

برابر میری کوئی ہی وہان پر
اگر دیکہی ہو تو مجسی بیان کر

یہہ سنکر وہ پرند غارت ہوش
ہوا جیون طایر تصویر خاموش

نہ جب رہنا ہوا مجکو گوارا
کہا مینی اوسی پہر یہہ دوبارا

جواب اس بات کا دی جلد مجکو
وگرنہ مارتی ہون اب مین تجکو

یہہ سنکر ہنس پڑا وہ فتنہ انگیز
ہوئی مین مثل آتش اور بہی تیز

لگا تب کہنی جسکی پاس مین تہا
تیری ہو نہہ سنی پاؤن اوسکا ہی نہین

نہین ہی

نہیں ہی کوئی جگہ میں اوسکا ثانی
تجھی کیا اوسی نسبت ای دیوانی

یہہ سنکر پاؤں سی لیکر تا فرق
کہ بس بحر ندامت میں ہوئی غرق

ندامت یکطرف یہہ مجکو سوجھی
کہی راجا سی گر یہہ بات اوسکی

اوسی سنکر وہ اپنی جان کہووے
تو بس یہہ قول جامی راست ہووے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

درآید جلوہ حسن از رہ گوش
ز جان آرام برباید ز دل ہوش

نکل جاوی جو جوکی ہو رتن سین
تو پھر معلوم سب کار احت و چین

یہہ جیمین سوچ کر مینی خفا ہو
کہا فی الحال بس اپنی دداکو

کہ اس کمبخت فتنہ گر کو فی الحال
کسی گوشہ میں جا پانسی مل ڈال

اگرچہ دایہ سمجھاتی مجھی تھی
ولی بہرکی تہی یک آتش غضب کی

میری آگی سی لی دایہ نی جا کی
حویلی میں کہا اوسکو چھپا کی

کہا مجسی کہ اوسکو مار ڈالا
بالای خانہ کو گہر سی نکالا

رتن باہر سی جب دم گہر میں آیا
نظر کی سامنی طوطا نپایا

اوڑا فی الفور اوسکا طایر ہوش
ہوا دریاے غم ایکبار پر جوش

کچھہ اپنے دل ہی دلمین سوچ راجا
لگا کہنے کہ ہیرامن ہوا کیا

کہا مینے کہ وہ کمبخت طوطا
میری آگی بہی نیری کری تہا

مجھے بہی کچھہ کہے تہا نا سزا وار
سو ہان مینے اوسے ڈالا ہے مار

یہہ کیا کہنا تہا بس پر غضب وہ
لگا کہنے بصد رنج و تعب وہ

کہ طوطی کو میری جلدی منگاؤ
وگرنہ ہے جہان وہ تم بہی جاؤ

جو ہیرامن کو پاؤن گا نہ مین زار
تمہین جیتا نہ چہوڑونگا خبردار

سنے کلمات جو مین سخت اوسکے
کہی تو اوڑ گئی تہی میری طوطے

کہا تب مینے راجا سے کہ اے شاہ
مین دیکہی تہی تمہاری الفت و چاہ

منگا دیتی ہون مین طوطا تمہارا
ہوا معلوم ہمسے ہی پیارا

گئی تب پاس دایہ کی مین دلریش
کہا سب واقعہ آیا جو درپیش

وہ بولی اے سن میرے غم کی کہانی
کہا تہا تمسے مین آگی یہہ رانی

کہ یہہ طوطا ہے بس راجا کا مرغوب
نہین غصہ مین اوسکو مارنا خوب

سیری اس بات میں اب کیا ہی تقصیر ... بتاؤں کیا نہیں میں اسکی تدبیر

پھر آخر رحم کہا دایہ نی مجھ پر ... کہا جیتا ہی طوطا خوف مت کر

غرض وہ لا دیا طوطا وہ دائی ... بچایا جان سی مجکو خدا نی

رتن نی پھر تو اوس طوطی سی پوچھا ... کہ ای آرام جان کیا تجپہ گذرا

کہا ہو نا گمت نی جو کہ تجھسی ... بیاں وہ سب اس ظاہر کرو مجھسی

کہونکیا قصہ کوتہ میں دوبارا ... کہا راجہ سی اونی حال سارا

پدم کی خوبیاں ساری سنائیں ... غرض گھر کہونی کی باتیں سجھائیں

پدم کی عشق نی آنکھیں دکھائیں ... جو میں سوچی تھی باتیں پیش آئیں

غرض جب عشق اوسکی دل میں آیا ... تو اوسنی آپ کو جوگی بنایا

یک عالم ساتھ میں جوگی ہوا ہے ... طلب میں اوسکی جسنی وہ گیا ہے

کیا سنگل کو وہ جوگی ہو جب سے ... نہیں معلوم کچھ احوال تب سے

وہ آوارہ ہی جیسی مثل مجنون ... میں اوسکی غم میں سو جوگن ہوئی ہوں

بہنگم نی سنا یہہ حال سارا ... زمین پر اپنی سرکو وہیں مارا

کہا اچھا تو نامہ لکھہ میں جاؤں
جواب نامہ تیرا اوس سی لاؤں

زبانی اوسکی لاؤں سب میں پیغام
کہ تا دلکو ہو تیری صبر آرام

کسی صورت سی نامہ اوسکو پہنچا دی یہہ بہی ہے
جو کوئی ناکمت کی حال پر کچہہ رحم کہتا ہے

دی ای ساقی مجہی وہ جام صہبا
جسی پی کر لکہوں خط ناکمت کا

سن اوس طایر سی دلسوز کی تقریر
کیا یہہ نامہ جانسوز تحریر

رفیق و دستگیر جان ناشاد
رتن شاداں سلامت دایما باد

پس از آداب نیاز و صد تمنا
برای روشنت بادا ہویدا

کہ ای تاراج تو ہوش و قرارم
پریشان کردہ تو روزگارم

گیا ہی جب سی تو ای راحت جان
نہیں آرام و تسکین مجکو یک آن

برنگ لالہ ہوں میں داغ بر دل
ہی خوں رو دل سی مر لینا بہی مشکل

تیری بن ای گل باغ جوانی
پہروں ہوں مثل بلبل میں دوانی

جو یاد آوی ہی تیرا سرو قامت
تو ہو ہی مجپہ برپا یک قیامت

جدائی کا

جدائی کا تیری جب سی ہی آزار ۔۔۔ ہوئی جیوں نرگس گلشن میں بیمار

نظر آتا ہی تجھ بن جو مجھی باغ ۔۔۔ ہزاروں دل پہ پڑتی ہیں مری داغ

نہیں ہیں نت کبھی ایسا وہ گلزار ۔۔۔ کہ ہووی دل نہ میرا جیسی پر خار

فزوں ہی ہر دم اب بیقراری ۔۔۔ لباں آتش میں ہیں اشک جاری

لئی پھرتی ہیں نت چشم پر خون ۔۔۔ ہر ایک قطرہ ہی جیسا رشک جیحون

گیا تو بن کی جب سی شکل جوگی ۔۔۔ میں جوگن ہوں بنی غم کی بروگی

کوئی بھی کام کرتا ہی کا ایسا ۔۔۔ گیا اے بی مروت تو نہ جیسا

گئی جوگی ہزاروں ساتھ جیسی ۔۔۔ لئی جاتا مجھ کو بھی ہمراہ ویسی

خیال غیر سی وہاں تو ہم آغوش ۔۔۔ یہاں میں مرگ سی ہوں دوش بادوش

ہی تو ہمراہ اور وہ گل بہ گلزار ۔۔۔ میں خار رشک سی مجروح افگار

گیا تو نی مجھی دل سی فراموش ۔۔۔ یہاں میں یاد سی تیری ہم آغوش

وہاں تو غیر سی با روی خندان ۔۔۔ میں یہاں تجھ بن بہ یا چشم گریان

طبیب غیر وہاں تو یہاں میں بیمار ۔۔۔ حبیب غیر تو میں عاشق زار

تو بزم غیر مین اوسکا قدح نوش
شراب غم سی تیری مہا مین بیہوش

ہوا اغیار کا تو تاج سر وہان
سراپا مثل مجنون مہا مین عریان

اسی وقت سر اپی آلم یہان
جلیس بزم تیرا کون ہی وہان

ہوا ہی جب سی تو او دہر کو راہی
مین ہون جیون گردباد دشت پیماہی

خدا جانی تجہی کن نی لبہایا
کہ تو نی مجکو دل سی یون بہلایا

بارہ ماسا

کہونکیا جب ساون آیا ستانی
پڑی دل پر مری برق گرانی

کہ ان روزون مین پردیسی ہین آتی
سفر سی اپنی صورت ہین دکہاتی

صدای رعد ہر سو ابر برسی
ولی تجبن کہونکیا جی جو ترسی

چمک بجلی کی تہی مجکو ڈرانی
تہی جان و دلمین آگ آتش لگانی

نہ آیا اوس مہینی مین بہی تو پاس
رہی ساون مین تو بہی آنیکی آس

کہ شاید اب بہی آجاوی تو آوی
شرار دود غم میرا بجہاوی

رہی ہین منتظر اوسمین شب و روز
برنگ برق سوزان وحشت اندوز

تہین جو سکہیان ہماری ساتہہ والین
کیا سب نی لباس سرخ رنگین

بہادون

ہماری چشم نے رہنے جو آئی — سوا اشک ہر رخ نے یوں نہ نگاہی

ہنڈولوں پر جو رہی جھولیں شب عورات — ولی تجھ بن میں ڈالوا ڈول ہیہات

پہنچتی اور کی تیری پاس خوشحال — اگر پاتی کسی صورت پر و بال

گرج کر جب کہ بہادوں سر پر آیا — کہوں کیا میں کہ کیا کیا دکھ دکھایا

گئی وہ دل سے تھی جو آس باقی — کہ اس عالم میں ہونا ہے نہ باقی

کہتا کالی اور اس میں برق رخشان — فقط میں اور شب تاریک ہجران

نظر جا و نظر ف کرتی تھی ز رو — ولی دیکھا نہ میں نے آہ تجکو

کہوں کیا میں یہ پپیہوں کی صدا اب — دل و جا میں میری آتش لگائیں

صدا طاؤسوں کی کہنی کہ کیا تھی — تیری فرقت میں یک وحشت فزا تھی

اگرچہ خوب سب ماہ بہادوں — بجھی تو بھی نہ کچھ دل کی میری دوں

کنوار آیا کہتا عالم میں جہائے — گویا فوج آلم نے کی چڑھائی

صدائی کو کلہ آوا لڑ کو یل — بکاریں جیوں نقیب فوج ہر پل

صدا ایں رعد ہر دم یوں سناتا — کہی تو طبل جنگی ہی بجاتا

نہ برسیں تھیں وہ بوندیں اور اولی | گھٹا کاری تھی مجھ پر تیر گولی
چمک بجلی کی تھی ہر دم ڈرانے | کبھی تو تھی گھٹا رنجک اڑانے
دھنک تھیں یا کمانیں وہ نمایاں | کریں جو غم زدوں پر تیر باران
جلاتی تھی اودھر کو برق رخشان | مقابل تھی ادھر یہہ آہ سوزان
صدائے رعد تھی وہ تیر و بھالہ | ادھر باران اشک اور آہ نالہ
رہی برسات میں مجھ میں لڑائے | ولیکن تجکو میری سدھ نہ آئے
یہی کہتی تھی میں مل مل کے نت ہاتھہ | کہ ہوتا یہہ موسم برسات ہر ساتھہ
سو میرا غم تیری دلمیں نہ آیا | کہ ایسا دور جا پردیس چھایا
وہ یا اوس دیس میں جب ہے تو بہکا | نہیں برسات کا موسم یہہ ہوتا
نہیں ہوتی وہاں برسات کی دہوم | گھٹا آتی نہیں ہی وہاں مگر جہوم
پپیہے بھی وہاں بولیں ہیں شاید [illegible] | نہ وہاں جگنو چمکتی ہیں صد افسوس
نہ ابر کی تجہی یاد دہ بس ہے | کہ میری یاد دہ [illegible] قفس ہے
تھا اک عذر یہہ بھی درمیان تھا | کہ پانی لی زمین تا آسمان تھا

نہ آیا سو تو کاتک میں بھی ای ماہ — رہی میں راتدن تکتی تیری راہ

کہ تجبن سرد راتین اور اوجالے — تھی ای مہرو مجھی ہر رات کالے

وہ ٹھنڈی باد اور وہ چاندنی رات — تیری بن بدتر از دوزخ تھی ہیہات

تھا مجکو میسر دید تیرا — جہان تھا میرے نظروں میں اندھیرا

جہانمیں پھر ہر ایک تیوہار آیا — ولیکن تو نہ ای دلدار آیا

دوالی خلق میں ہر جا نمایان — ہوا یا داغ میں سرو چراغان

اسی صورت اگھن بھی بسکہ آیا — برہا کی رات جن نی دن گھٹایا

کٹی تھی گرچہ دن بھی مجکو مشکل — ہوئی دشوار کٹنی رات تا نل

ہوئی عالم کو سردی زیر افلاک — ولی میں تو بھی جل جل کر ہوئی خاک

ہوا جاڑہ کا جار اجب دوچندان — ہوئی تجبن میں دونی اور سوزان

کہوں کیا حیف ہی افسوس افسوس — گیا وہ بین اگھن اور ساتھ یون پوس

تیری چہاتی سی میں لگ کر نہ سوئے — سدا روتی ہی اپنی عمر کہوئے

لگا جب برف برنی ماگھ آیا — سو اوتی اور بھی دونا جلایا

مرزدتی

سبهون نی پہنی پوشش بنائی ۔ مجهی غم نی تیری آتش لگائی

هوئی چل چل طپش سبی غم کی هین راکهے ۔ تیری غم سی تها ماه پوشش مساکهے

بسنت آیا هوا شادان اکیا عالم ۔ ولی دونا هوا تجبن مجهی غم

بسنتی خلق نی پوشش رنگائے ۔ ہ مینی زرد سب صورت بنائے

شگوفه دیکه کر هر جا شگفته ۔ سلگتی دل مین تهی آتش نهفته

هوا پهاگن کا جب هنگام برپا ۔ جلا آتش سی میری دشت سارا

سبهون نی جگ مین تهی هولی منائے ۔ مجهی غم نی گویا هولی جلائے

هر ایک جا رنگ عالم مین مچا اور راگ ۔ دل و دیده مین میری خون اور آگ

عبیر اور قمقمه رنگ کی اورانی ۔ مجهی مطلق نه تجبن تهی خوش آنی

هوئی جب جیت کی آمد نمایان ۔ پهلی پهولی سبهی برگ درختان

کشیده خط گل طغرا به طغرا ۔ زجرم کوه تا میدان عنبرا

هوئی نیبو شگفته بن مین سارے ۔ درختون پر گویا پهولی انگارے

نهال انبه پر بهر مور آیا ۔ نه تو سنگل سبی پهر جینو ر آیا

آمی بر آیا

غرض مینا کہہ میں ہی تجکو ترسی | کہ ہی مجہ پر فلک سی اگ برسی

یہہ جلتی آتش غمسی ہی جاوید | کہ میری اگ سی جلتا تہا خورشید

ستاری عرش پر ہیں کی نہ روشن | شرارہ آہ سی میری ہیں روزن

طپش میری کہیں پہنچی ہی یک بل | سو اوسی ہی قمر کی داغ بر دل

جلا آتش سی میری کوہ سارا | ہوئی سب خشک دجلہ اور دریا

جلایا جتہہ نی تو خوب آکر | نہ آیا جتہہ کا لیکن برابر

لگیں اوہنی جو میری گرم آہیں | مسافر کی ہوئیں مسدود راہیں

ہوا ہی گرم اور سورج کا یہہ روپ | ہی ٹہنڈی جہاں یہہ تجیں تر از دہوپ

خدا جانی تیرا کس جا ہی مسکن | ولی ہیں تو بڑی پہرتی ہوں بن بن

غرض جب لکہہ چکی سوز نہانی | سو اوسکی کہا کچہہ کچہہ زبانی

رہی ہی ہولی ہوئی بس شہر بیگانہ میں العشرت
جلوہ اب ملک مالوفہ کی دل رغبت دلاتا ہے

بیا ساقی می الفت کا یک جام | کہ آیا خانہ اصلی کا پیغام

گدائی کر چکی اور پادشاہی / برابر بہتر ہی ہونا گہر کی راہی

بہنگم نی لی اوس نامہ کو فی الحال / تو بس پرواز کو کہولی پر و بال

پس از مدت وہ طی کر کوہ صحرا / نواح شہر سنگلدیپ پہنچا

کرونکیا حسن اوس صحرا کا تحریر / برنگ صفحۂ رنگین تصویر

تہی اوس صحرا مین چند اشجار باہم / لیا تک اوس مسافر نی وہان دم

چلا آیا تہا منزل سی وہ ناکام / لیا یکدم شجر پر بیٹھ آرام

رتن تہی اتفاقاً سوی صحرا / پی تسخیر آہو وہان تہا نکلا

تہی جو اشخاص اوسکی ہمراہ / جدا ہوا اونسی وہ یکبار ناگاہ

اوسی سایہ تلی آکر لیا دم / کہ بیٹھا تہا جہان آکر بہنگم

رہی تہی اوس شجر پر طایر چند / ہوا اوسی وہان کی خورم او خورسند

بہنگم سی وہ بولی نیک فرجام / گدائی تہا ہی ہو تم کیون سرانجام

کہان جاتی ہو اور آئی کہان سی / نشان دو ہمکو تم نام او مکان سی

کہا اوتی کہونکیا تم سی احوال / کہ میری کہس گئی اونتی پر و بال

گمیا تہا

ہی معز بیمت

ہی مغرب سمت ملک ہند مشہور — کہونکیا میں کہ ہی یہان سی بہت دور

وہان یک شہر رنگین نام چیتور — زبس سرسبز ہی فردوس کی طور

ہی مالک اوسکا جو راجا رتن سین — کہ وہ عشق بدم سی ہو گیا بیچین

اولٹ وہ خاک پر سب تخت او تاج — بنا کی شکل جوگی چھوڑ کی راج

غرض ایہ ہر کو وہ غم کا ستایا — تجسس مین ہی پدماوت کی آیا

خدا جانی وہ لیلی اوسکی پائی — و یا جیون قیس ناحق خاک اوڑائی

نہین معلوم اوسکا تب سی حوال — کہ وہ اب تک ہی غمگین یا ہی خوشحال

وہان جو ملکہ اوسکی ہی رانی — ہی اوسکی تلخ اوس بن زندگانی

سوا اوسکی سوز ہجر اوسی ہی بیتاب — نہایت مضطرب ہی مثل سیماب

غم دوری سی اوسکی وہ جگر خون — ہوئی آوارہ بن کی شکل مجنون

نہ اوسکو رات دن ہی چین آرام — کہ بس رونی سوا اوسکو نہین کام

کہونکیا اوسکا سوز جان مضطر — آہین بھرتی ہین تبخالہ زبان پر

کہ ایکدن ناگہان وہ مضطرب حال — بجان و دل غم الفت کی پامال

طپان آتش سی غمکی بر بن آب
وہان آئی کہ جس جنگل مین تھا

یہہ آہین کھینچتی تھی وہ بیہوش
کہی تو ہوگیا سب دشت آتش

درخت و برگ و بار کاہ جنگل
دم گرم اوسکی سی اکثر گئی جل

نظر آتا ہی میرا جو نہین حال
سو میری جل گئی اوسدن پر و بال

جو دیکھا اوسکو مثل مرغ بسمل
کہونکیا مین کہ میرا جل گیا دل

غرض پوچھا مین اوسکا ماجرا سب
سمجھہ دلسوز اوتی ہی کہا سب

جو اوتی حال اپنا کہہ سنایا
کہونکیا مین کہ مجکو رحم آیا

کہا مینی کہ اچھا لی مین جاؤن
خبر اوسکی جو ملتا ہی تو لاؤن

سو یار و اوسنی یہہ نامہ لکھا ہے
میری بازو مین دیکھو یہہ بندھا ہے

خدا جانی کہ وہ بی رحم و بیدرد
ملی کا کس جگہہ وہ بیوفا مرد

کہونکیا تمسی اوسکی حالت زار
کوئی دم کی ہی مہمان اب وہ بیمار

نہ کھاتی ہی وہ غمگین اور نہ پیتی
بیان کیا کیجی مرتی ہی نہ جیتی

سنا جب یہہ رتن نی حال سارا
غم و الفت نی پہر یک جوش مارا

کہا اوس

کہا اوسنے طایر نیک شکر سی رفیقان وطن کی نامہ بر سی

کہ ای طایر ہمین تیرا ہم وطن ہون وفا سی دور تر راجا نہین ہون

وہ نامہ دی مجھی ای نیک فرجام کہ مجکو بھی نہین ہی اوس بن آرام

ہیرا مطلب برآیا حسب دلخواہ سو اب ہم تم چلین گی جا بہمراہ

غرض دیکر کی وہ نامہ رتن کو اوڑا یہہ کہکی پہر اپنی وطن کو

مجھی صحبت سی اوسکی ہی بس داغ نہو جسکو تمیز کوکل و زاغ

اوسی ہر چند راجانی بولایا ولی وہ تیر پران پھر نہ آیا

کہو نکیا مین کہ یک غم دیگیا وہ قرار و تاب و طاقت لیگیا وہ

رتن آیا تہا یا تو شاد و شادان پہرا وہ سن دن جو گہر کو تو پریشان

بدن سنکل مین دل رنگ چیتور ہوا خطرہ کی اوسکا اور ہی طور

پریشان بسکہ جب دیکہا رتن سین ہوا خوردہ کلان ہر ایک بیچین

کہا یہہ راجی گندہب سین نی آ ہوا مغموم کیون اب دل تمہارا

رہو تم ہیری انکہون مین ہیری با کہ ای اندر ہی تجسی بزم گیلا

جو ای نور بصر تو یہاں نہ ہوگا — ہمیں ہوگا جہاں اندھیر سارا

رتن نی عرض کی ای صاحب تاج — رہی قایم تمہارا ملک اور راج

کروں کیا میں ادای شکر تیرا — کہ یہاں مطلق نہیں مقدور میرا

اگر ہر موی تن گردد زبانی — نباید از تو گفتن داستانی

اگر ہر موی تن پر سو زبان ہو — ہے تیرا شکر مجھسی کب بیان ہو

عناصر جب تلک میری بہم ہیں — تو میرا سر ہی اور تیری قدم ہیں

رہوں گا دور یا نزدیک میں یہاں — ولی تا زیست ہوں تیرا ثناخوان

ولی ہی میری اب اسمیں بہبود — کہ یہاں سی جاؤں میں چیتور کو زود

خبر دی ہی ہمیں قاصد نی کا — بنی عم اپنی ہیں بعضی جو حاسد

اونہوں نی وہاں کیا ہی فتنہ برپا — سر کشور ہی ہر یک دلمیں لایا

سوا اسکی علاء الدین سلطان — کیا چاہی ہی سب کو زیر فرمان

جہاں آباد وہاں سی متصل ہی — ہمارا حکم اوسکا خار دل ہی

جو فرماؤ تو میں جلد یسی جاؤں — جو ہو بیدار فتنہ تو سلاؤں

جو دیکھی راجا

جو دیکھی رای محکم سب نی اوسکی
تو راجا کو سبہون نی مصلحت دی

خلش آپس کا ہونا نہین ہی اچھا
که بہتر ہی گہر کا [illegible] ہی لنکا کو

سوا اسکی جو کچھ حب الوطن ہی
که وہان کا خار بہی اوسکو چمن ہی

اسی رخصت کرو جاوی دلارا
اگر ہی زندگی آوی گا سو بار

کہا راجہ نی اچھا خیر بہتر
کرو ہمراہ اونکی فوج و لشکر

جو ہو اسباب انکا سب منگاو
که تا ہووی نہ کچھ تکلیف انکو

بلا کر اہل تقویم و برہمن
کہا دیکھو تو ساعت سعد و احسن

ستارونکی بتاو نیک ساعات
رجال الغیب کا سیر مکانات

اونہون نی دیکھ کی تقویم فی الفور
کہا کر نجم سعد و نحس پر غور

سفر کیجی کا ان روز و نمین یا سیر
تو پہنچی رنج پر ہو جان کی خیر

رجال الغیب کا ہی گا یہ احوال
که وہ ہر گردش مین رہتی ہین ہمہ سال

سفر جس کیتین در پیش آوی
مقابل اونکی لازم ہی نجاوی

ارادہ سمت مغرب کی اگر ہو
تو ان تاریخون مین سر کر نجاو

بتاریخ چہار و دوازدہ ہم سوم | ہیں باہم نوزدہ او بست ہفتم

سفر مشرق کی جانب کو جو آوے | تو ہفت اور چاردہ میں ہاں بچاوے

جو ہو بائیسوین اونتسوین یار | ہی سمت مشرق جانا سخت دشوار

اگر کبھی کبھو عزم جنوبی | نہیں ہی تین و گیارہ بیچ خوبی

اٹھارہ اور چھبیس ای خردور | جنوبی سیر کو رکھتی ہیں بدتر

جو ہی سمت شمالی سی تو مانو | تو اٹھہ اور پندرہ ہیں سخت سمجھو

سنجھی کچھہ بھی فراست جنکی ہی | بچانا تیس اور بائیس میں بھی

جنوب و غرب میں ہی جو کنارہ | ہی نیرت نام اوسکا آشکارہ

بچانا دوسری ستروین اور دہ | بُری پچیسوین بھی ہی بچا بس

شمال و غرب میں ہیکا جو باب | بچا تو اوسطرف ای فکر صایب

ہو تیئیس اور تیروین تاریخ پانچ | اودھر البتہ ہی قاصد کیتین رنج

شمال و مشرق کا اوسط نمایان | کہی ہی خلق جسکا نام ایسان

جہتی اکتسوین بابست و ہشتم | اگر ہووی تو جانی ہین اودھر کم

جنوب مشرق

جنوب و شرق کی مابین اظہار / ہی انکی نام سن اوسکو بیان وار

نوین یا سولوین یا بست چارم / و یا پہلی ہو جاوے ہشت آوے ہر تم

سوا اسکی کہو مین اور یہہ صاف / اگر چاہو کہ کیجی سیر اطراف

نجا شنبہ دوشنبہ شرق ایما / نہ یکشنبہ نہ جمعہ غرب کی راہ

سہ شنبہ چارشنبہ ہین شمالی / نجانا تو اودہر ای لاؤ بالی

اگر ہووی تجہی عزم جنوبی / بروز پنجشنبہ کیا ہی خوبی

یہہ ہی ان کا حساب اے صاحب نام / یہہ ہی گردش ہی انکا روز و شب کام

جدہر کو آپ عزم سیر کیجی / رجال الغیب کا دن دیکہہ لیجی

اگر ہوں پشت پر جانا تو ہی خوب / کہ ہین آتا ہی سب کاموں کا اسلوب

اگر ہو سامنی انکا گذارہ / تو بہتر ہی کری انسی کنارہ

جو انکی راست و چپ خاصہ کی ہو سیر / اگرچہ اسمین بہی شر ہی ولی خیر

غرض باتین منجم سی یہہ سنکر / دن اور تاریخ اچہی کر مقرر

محبت نلسی سنگل کی اوٹہا کر / ہوئی رخصت سبہوں سی گہر مین جا کر

بدم نی بھی کہا بر خدمت چل — کہ ہی رہنی کو بہتر ملک سنگل

صلاح کار تو یون ہی ہماری — اور آگی جو کہ ہو مرضی تمہاری

محبت ملک کی اپنی اوٹھانا — جہان جاوگی ہمکو ساتھہ جانا

نمانا اونی آخر کی تیاری — کہ اب ہمانسی اوٹھی قسمت ہماری

کیا پر دیس مین بس خوب آرام — اب آیا خانہ اصلی کا پیغام

ہوئی رخصت بدم تب مجہسی ہونسی — آتیس مہ رانزدان وہ ہمدمو نسی

لگی ملنی گلی اسمین وہ رونی — کہر آنسو کی پلکون پر پرونی

کہ مین تم مین ہی اور ساتھہ کہیلی — ہوئی یکدم نہ مین تمسی اکیلی

سواب قسمت مین ہمکو وہان ہی جانا — نہین ممکن جہانسی پہر کی آنا

ہماری آخری ہی یہہ ملاقات — کہ پہر دیدار کو ترسو گی ہیہات

دعا سی ہمکو اکثر یاد کیجو — ستایا کچہہ کہا ہو بخش دیجو

نکیجو نامہ کا شکوہ سہی مذکور — کہ ہی سسرال سی بیکار بس دور

کہ حائل درمیان ہین ہفت دریا — نہین وہانسی کوئی ایدہر کو آیا

سکی

بلقمن سجہو

غنیمت سمجھو یہہ ملنا ہمارا
کہ یہہ دم بھی خیال و خواب ہوگا

سنے جب اوسکی ہمراہی وی یہ بات
کہ اب دم ہی دم آخر ملاقات

لگی لگ بک کی سب نی زار و نالان
کیا انکھونسی برپا ایک طوفان

پدر مادر جدائی سی بدل خار
بسان عندلیب سوختہ زار

برادر اور خویش و اقربا سب
بہم گریان و نالان آہ برلب

غرض کرتا تھا ہر یک آہ و زاری
کہ آ حاضر ہوئی در پر سواری

پدم رخصت ہو مادر اور پدر سی
کہونکیا مین کہ کہہ سکین یک کر سی

سبہونسی ملکی اور آنسو بہا کی
جبہین چوندول مین بیٹھی وہ آکی

کھڑی تہی جو جو وہان با دیدہ تر
کئی اشکونسی وہان گوہر نچھاور

پرستاران و ہمدم وہ پریوش
کہ جنکو دیکھہ کر ہووی پری غش

مصاحب سب تن کی ایدہر اودہر
جلو مین ماہ کی جیسی ہون اختر

نشان و نوبت و فیل و عماری
کہی تو عید کی جیسی تیاری

ہوا بحر جہانمین عشق جسکا آشنا نکام
تو اوسپر موج غمسی آفتین کیا کیا اوتہاتا ہی

بہا سب تھی مچھی جام اک شتابی
کہ آتی ہی کوئی دن کو خرابی

رتن ہوتا ہی لب دریا کا راجھے
بیان اوسکی کروں ساری بتاجھے

وہی اسباب سب باہر بیانن سے
جا القصہ وہ رخصت ہووتا نسے

بس از قطع منازل چند در چند
لب دریای شور آئی وہ خورسند

سمندر شکل با مہن کی بناکے
رتن کی پاس منہی فی الفور آکے

لگا کہنی یہہ اوسی کا ہمارا راج
زکات مال اپنا دی مجہی آج

کہ ہوتی ہی زکات مال بہتر
غرض ہی مال داروں پر مقرر

سدا ہوتی ہی دولت اوس سی افزون
گھٹی ہرگز نہ پل ہو جاسی افزون

کہا راجانی جب پی ان کی با
لٹا دوں گھر مہیں فیاض ایا

نیا آیا ہی تو دانی کہاں سی
کہ دوں لاکھوں روپیہ تجکو یہاں سی

یہہ سنکر گفتگوی کو نہ اندیش
گیا وہ خیر خواہ عاقبت کیش

ابہ ہر لی لشکرو بنگاہ سارے
اونہوں نی کی جہازوں میں سوارے

جدی کشتی میں کہہ ڈولی و چوڈول
جہازونکی دئی سب بادبان کہول

از ابہر با

غرور اپنا بنا کی خضر و ہادی — چلی جس وقت یہہ در جوش شادی

نہ سمجھی پر غرور اپنا وہ نادان — کہ ہی حرف تکبر عین طوفان

گئی جب نصف دریا کر کی طی راہ — ہوئی باد مخالف پھر تو ناگاہ

اوٹھا یک سمت سی طوفان پر جوش — گئی اوڑ ناخدا کی دیکھکر ہوش

پکارا وہ پتنگ کر دوربین کو — کر اب یاد رب العالمین کو

وہ طوفان کیا تھا تھی یک حشر برپا — کہ تھا دریا میں ہر سو شور غوغا

کہوں کیا میں کہ تھا ایسا ہی انہیر — جہازونکو کیا جس نے زبر زیر

سے طوفان تھی ہر ایک موج دریا — کہ جیسی کشتیاں ہوتین زیر و بالا

جہازونمیں جو تھا اسباب شاہی — معہ راجا ہوئی سب پر تباہی

ہوا اسباب لشکر یک غرقاب — بنایا کچھہ نشان جز در نایاب

ہوا کی ٹھوکرین لاکھوں ہین سہہ کر — جہاز اونکا گیا یک سمت بہہ کر

اودہر کو روز و شب یک دیو وا ہے — کیا کرتا تھا اکثر صید ماہے

سر اوسکی پانچ اور پاہین بہی تہین بس — کس و ناکس کو کہاتا تہا وہ ناکس

سدا منہ سے تھا وہ آتش اوگلتا | کہ اپنی آگ میں تھا آپ جلتا

بیاں قد کروں اوسکا کہاں تک | زمیں سے کوہ آسا آسماں تک

وہ ہوے سر پریشاں سر بسر تھی | کہی تو کوہ پر با سم شجر تھی

بھبھکیں نام سرتاپا سے قایم | نگہبانی لگا اوسکا تھا کام

نظر آیا جہاز انکا اوسے واں | تو پھر وہ دیکھ انکو ہوئی رقصاں

چلا انکی طرف کو ہوکی بس گرم | کہ پائی آج مدت میں غذا نرم

نکالی ذات باہر منہ سے سارے | دیکھا تا آنکھیں پر وشن جیوں انگارے

بھیانک شکل سر سے لیکی تا پاؤں | یہی کہتا ہوا جی میں کہ کھا جاؤں

قریب اون ماہرویونکی وہ آیا | کہ جیسے ابر کا انجم پہ سایا

رتن کی روبرو آکر وہ مکار | نیاز و بندگی کر خوب اظہار

لگا کہنے زبس شیریں زباں سے | کہاں جاتی ہو اور آئی کہاں سے

جدھر جاتی ہو یہ رستہ نہیں خوب | کہ اس جا گھہ پہ لاکھوں ہیں کئی ڈوب

یہاں میں رہ سے ہوں خوب آگاہ | بتاتا ہوں سدا بہولوں کو میں راہ

مجھی نہ ہی

مجھی دی ہی یہی خدمت خدانی — یعنی بہولون کو ٹہکانی لگاون

تمہین مین جلد بہانسی پار کردون — ولی محنت یہی اپنی مین آہی لون

کہونکیا مین جو شفقت اوسکی پائی — سبہونکی جامنین کچھ جان آئی

مثل کہتی ہین کیا عالا او اودنا — کہ ہی اہل غرض مجنون ہوتا

رتن بولا کہ اچھا تو خبر لے — جہانتک ہوسکی بہانسی اوتہالے

اوتار ہمکو ولی بہانسی تو آسان — کہ ہم ہین ہیم جانسی بس ہراسان

سلامت گر ہوئی دریاسی ہم پار — سدا مانین گی ہم احسان تیرا بار

کہا اوسنی اجی یہہ بہت کہو تم — باباوسو اس آگی کو چلو تم

فدا تم پر ہیرا یہہ جان او دلہ — کئی دیتا ہون اب آسان یہہ مشکل

چلی ہمراہ اوسکی شاد و خورم — کہ اب ہم پار اوترین گی ہیکایم

رفیق ایسا جو اس دریا مین آیا — زہی قسمت کہ ہم نی خضر پایا

نہ سمجھی پر غرض وہ اپنا وہ نادان — چلی پاتون بہ اوسکی شاد و شادان

لئی کشتی کو ڈبو آدمی خوار — جدہر دریا مین تہا گرداب تہہ دار

بچائے

وہ دہر کو لیگیا رستہ بہلا کر
کہ تا کہا جاے اونکو وہان بہ جا کر

غرض گرداب مین کشتی جو آئے
برنگ چرخ گردش خوب کہائے

انہین گرداب آفت مین پہنسا کر
لگا کہنے اونہون سے دور جا کر

رتن بولا کہ اغنی بیوفائی
خدا سے ڈر نکر یہہ ناخدائی

دغا سے بہی کرتا ہی کوئی یار
نہو ای آشنا بیگانہ کردار

وہ بولا انت یہی ہی کام میرا
یہی مکر و فسون ہی دام میرا

میری قسمت سے یہہ کشتی ہی آئے
کہ تم سے مین غذائی نرم پائے

تمہین اسواسطی لایا ہون مین کہیر
کہ ہون کا آج مدت مین شکم سیر

کہڑا ہنس ہنس کے اور ہو شاد و شادان
یہی کہتا تہا اونسے ہو کی رقصان

قضارا ایک طایر آگیا وہان
بجاہی کہٹی اوسکو وہ پران

اگر وہ دیو کو تہا دیکہہ پاتا
کبہو اوسکی ہونی پہر نکہاتا

کہین ہین راج پہنکہی اوسکو اکثر
نہایت تیز پر اور کوہ پیکر

بہبہاکہین پر گرا یہہ سچ ہی یا جہوٹ
کسی پر جیسے گرتی ناگہہ فلک ٹوٹ

کہو بنا

کہونکیا تھی جو کشتی میں وہ محبوب ‌ ‌ کیا ایک تختے کا بس لیکہ جی ڈوب

جو کی جنگل میں لیکر اوڑی پرواز ‌ ‌ کبوتر کی تیں لیجاتی جیوں باز

گئی کشتی ہواسی اوسکی بس ٹوٹ ‌ ‌ گئی تختوں کی باہم وصل سب چھوٹ

بڑی کشتی پہ جب آگی تباہی ‌ ‌ ہوا تختے ہر ایک جانب کو راہی

کوئی ڈوبا کہیں کوئی بہہ گیا تھا ‌ ‌ کوئی تختے سیتی لپٹا رہا تھا

تباہی جب کہ اوس کشتے پر آئے ‌ ‌ رتن سی اور بدم سی ہوئی جدائے

کہ دو تختوں پہ دونوں دو طرف کو ‌ ‌ ہوئی رخصت بہم آپس میں رو رو

سنے اوس نے نہ اونے پھر کبھی کچھ ‌ ‌ خبر باہم نہ دونوں کو رہی کچھ

بدم کا اسمیں تختہ بہتی بہتی ‌ ‌ تھپیڑے موج دریا سہتی سہتی

طلاطم سی گیا بس یکطرف کو ‌ ‌ کہ تھا نزدیک جیسی ایک ٹاپو

جزیرہ ایک وہاں فرحت فزا تھا ‌ ‌ نمونہ کہنی جنت کا بنا تھا

وہاں کا ناجور تھا خود سمندر ‌ ‌ سوا اوس بدم اتفاقاً اوسکی دختر

لب دریا پہ آئی سیر ناگاہ ‌ ‌ تہی تھی لڑکیوں میں بر سر راہ

بدم کا اسمین تختہ آگیا وہان
ہوئین وہ لڑکیان سب دیکھ حیران

کنارے سی ہی وہ جب تک تہا دور
کوئی بولی پری ہی اور کوئی حور

کہو نکیا ناخدای عشق کی باتین کہ یہ ظالم
بہاکر کشتی عاشق کو ساحل پر لگاتا ہے

پلا ایک جام اے ساقی سرشار
کہ بحر غم سیتی ہوؤں میں ظہر کی پار

سخن کی ناؤ ساحل پر لگاؤن
رتن کو اور بدم کو پہر ملاؤن

ہوئی نزدیک وہ حسن خداداد
تو کیا دیکہین کہ ہی ایک آدمی زاد

ولی بہتر پری سی جنس انسان
لگی تختہ پہ جیون تصویر بیجان

کہو نکیا رنگ اوس رشک پریکا
تپ غمسی زبس نیلوفری تہا

کہا اون لڑکیون نی خستہ کو
کہو تو لین نکال اس رشک مہ کو

بقید زندگی ہی یا ہی بیجان
ثواب ہوگا بہر صورت اور احسان

کہا اون نی کہ مین بہی چاہتی ہون
اسی جاگہ سینی لی آؤ تو دیکہون

غرض وہ ہمرہان دختر شاہ
گئین اوس مہروش کی پاس جیون ماہ

لیا وہ کہینچ تختہ تہا جو بہتا | کہ وہ تختہ پہ از تخت پری تہا
زبس اوس مہروش کو جنبہ دخنر | لی آئین جیسی دریامین سی گوہر
گئی اور دیکہتی ہی سب کی بہر ہوش | کہ تہی لی سر سی پانک بادلہ پوش
قدم تک سر سی ہی وہ غرق زیور | نگہ کینچی تو کم ٹہری ہی اوس پر
کوئی بولی نہین معلوم کیا ہی | کوئی بولی کہ اسرار خدا ہی
کوئی بولی کہ ہی یہہ دخت شاھے | کہین کشتی ہوئی اسکی تباھے
غرض اوسکی حفاظت خوب سی کی | کہ وہ خود رفتہ تہی اپنی نہین آئی
پری تہی یا تو بیخود ہی سراپا | کہ اسمین یک بیک کرشمہ ہوا
بکمال درد دل سی آہ بہر کی | لگی کہنی رتن پانی پلا دی
سنا جو نام اوروں نی رتن کا | ہوا معلوم حال اوس گلبدن کا
کہ یہہ مشتاق تہی دریا کی دریاھے | مقرر اسکی کشتی ہوئی تباھے
رتن خاوند اسکا ہوا طرحدار | کہ ہی جس پر یہہ دل سی عاشق زار
وہ سوداگر تہا یا راجہ تہا یا شاہ | کہین جاتا ہوا وہ سکو لیکی ہمراہ

ہے دریا میں مصیبت آن کے آئی
ہوئی دونوں میں شناسا ہم خدائی

کہا اوس نے عاشق بے خانماں سے
سنا نام رتن جس کی زباں سے

کہ اے خورشید پرور رشک تارہ
زرا ہو شرمسار ہوا ہے ماہ پارہ

ترا کیا نام اور کس جا وطن ہے
کہاں ہے تو کہاں تیرا رتن ہے

تجھے تو ہمنے دریا سے نکالا
کہ تو بہتی تھی ایک تختہ پر تنہا

نہ تھا از بسکہ تجھ میں ہوش اور دم
تیری خدمت کریں ہیں زیر سے ہم

کہیں کیا ہم دعا ہم نے دوا سے
شفا چاہی تیری ہمنے خدا سے

غرض سوچی یہہ جب دم وہ جگر خون
رتن سے واقعی یعنی جدا ہوں

خدا جانے وہاں کیا اوس پہ گذرا
کہیں کو بہہ گیا ہے یا کہ ڈوبا

کمال درد و غم سے بھر کے پھر آہ
ہوئی بیخود یہہ کہکر اونسے وہ ماہ

نکالا تمنے اوس کو سر فرازے
کیا احسان اور بندہ نوازے

ولی یہہ غرض ہے تمسے کہ مجکو
اسی دریا میں لیکر پھر بہا دو

نہیں ہے زندگی کچھ مجکو مطلوب
ڈبو دینا ہی میرا ہے زبس خوب

کہی محسن

کوئی ممکن ہی ہین تہمارتن سی
جواہر کو جیون رنج و محن سی

سنے اوس شیفتہ کی جو زبانی
کہ تہی غم کی سراسر ایک کہانی

ہوئی حالت یہ اوسکی زار و گریان
کیا رو رو کی برپا ایک طوفان

اوٹہا کر وہان سی پہر اوس خستہ جان کو
لی آئین شاد بشاد اپنی مکان کو

ولی یہہ غم تہا سر یک کا یدین کو
کہ اب ڈہونڈین کہان اوسکی رتن کو

خدا جانی کہین ڈوبا وہ جا کی
گئین پانی کی لی لہرین بہا کی

غرض اس غم سی غمگین دختر شاہ
پرستارون کو لیکر اپنی ہمراہ

پدر کی پاس جا کی اپنی فی الحال
کیا اوسکا مفصل عرض احوال

کہ مین ساحل پہ تہی بر سر دریا
گئی ہمدم سی تہی گرم تماشا

کہ اسمین ایک صورت غیرت ماہ
نظر دریا مین آئی دور ناگاہ

قریب آئی جو تختہ پر وہ بہتی
نہیب صدمہ امواج سہتی

اوسی دریا سی نور مثل گوہر
نکلواکر ہمین لائی ہون مکان پر

دوا کی اوسکی مینی جب کی تدبیر
بہوش آکر ہوئی گویا وہ تصویر

ہوا دریافت وہ رنج و محن ہی ۔ کہ شوہر اوسکا ایک راجا رتن ہی

غرض اوسکی یہہ ہی قسمت کی جو دے ۔ کہ کشتے ڈنگی ہی دریا مین ڈو دے

سو یہہ جب ہوش مین اپنی ہی آتے ۔ تو یہہ کہنہ کی ہی غش مین ڈوب جاتے

رتن سی یا مجہی کوئی ملا دو ۔ نہین دریا مین پہر مجکو بہا دو

مین اس غم مین بہ تنگ آئی ہون جان سے ۔ کہ لاؤن ڈہونڈکر اوسکو کہان سے

تمہاری لوگ بہتر ہی کہ جاوین ۔ ہوا جیتا نہین پاوین تو لاوین

سنا یا مینی سبی قصہ اونی جس دم ۔ تا شر دل پر فوز ہو گیا غم

یہان بعضی کہتین ہین یا کہ اکثر ۔ تہا یہہ بادشہ تہا خود سمندر

بہی با مہن کی صورت آپ بن کے ۔ گیا تہا وان لینی کو رتن سی

غرور اوسنے جو دولت کا کیا تہا ۔ جواب تلخ تر اوسکو دیا تہا

اسی کہونا تہا اونکی نوجان کا ۔ چکہا نا تہا مزہ لیکن زبان کا

بحکم خالق مختار داور ۔ کہ سجتا ہی اوسی کو ناز و تکبر

غرور ان کا انہین کو سب دکہایا ۔ برا بول ان کا آگی ان کی لایا

۶۰ ص بہم قصہ

حکایت

غرض یہہ قصہ بنی سی وہ سنکر
برہمن وضع بہر ہو کر سمندر

تجسس کو گیا اوس خستہ جان کی
کہ دیکھی جن نی یہہ دولت زبان کی

لب دریا پہ دیکھا جا کی یک سو
کہ وہ آوارہ غم مثل گیسو

تعجب موج سی ساحل پر آیا
گویا ہی دور سی منزل پر آیا

وہاں اسکو نتھا معلوم اصلا
بر آیا مین کہ یا مطلب بر آیا

یہہ جیمین فکر کر وہ رشک مجنون
کہ یارب مین نہایت سخت جان ہون

باین صورت ہوا دریا کا راہی
اوری قسمت سی میرے مرغ و ماہی

فلک نی مجکو دریا مین بہایا
نہ ڈوبا نہ کسی مجھکو نی کہایا

سب آفت واسطی جسکی اوٹھائے
ہوئی اوس سی بہی آخر یون جدائے

بدم ہاتھو لسی میری یون ہوئی بٹ
نہ آئی مجکو آئی موت کو موت

بغیر از دوست ہی اب زیست دشمن
یہہ سر بس تن پر ہی کا بار گردن

جہان ڈوبی خیال یار ڈوبا
ہزار افسوس مین وہان نہی ڈوبا

ثواب مرنی کی اور بہی فکر کیجی
بن آوی جس طرح سی جان دیجی

که اوس بن زیست مطلق نهین گواره
گذر جانی سی سر کی هی گذاره

یهه جیمین تهان گروه غیرت یاره
دل پر داغ سی یک کهینچ کر آه

کمر سی کهینچ کر ایک خنجر تیز
برنگ برگ بید تیز خونریز

یهه چاهی تها که یکدم مین وه سفاک
کری تا سینه تک اپنا شکم چاک

کری پر خون سراسر تیز خنجر
دکهادی عاشقی کی اپنی جوهر

که اس مین شاه برهمن پاس آکر
هرا یا شیخ یعنی خود سمندر

لگا کهنی که بس ای مرد نادان
نهین کهتی هی کچهه اپنا بدل جان

عبث ناحق هی اپنی جان کهوتا
لهو اپنی سی کیون هی هاتهه دهوتا

یهه تیرا حسن اور یهه نوجوانی
غنیمت جان اپنی زندگانی

تجهی اب یهان کس بات کا غم هی
جو ای مغموم یون تو چشم نم هی

مکان یهه کس نی تجکو هی دکهایا
نه یهان آتا هی کوئی اور نه آیا

تو یهان آیا هی اور کرتا که یهه کر
اور آیا هی تو پهر کیون هی مکدر

بیان کر اپنی کچهه قسمت کی سرگشتی
کهین اس مین تیری ڈوبی هی کشتی

کهی نا کر

کوئی دلبر ترا جہان یہ گیا ہے
جو اوس سے یہاں تو تنہا رہ گیا ہے

میں ہوں یہاں بحر میں غرقاب آگاہ
کہ ہے معلوم مجکو رسم اور راہ

تو میں اوسکو جہان ہو ڈھونڈ لاؤں
ہو زندہ یا کہ مردہ پر ملاؤں

عبث ضایع نکر اپنی تو جان کو
یہاں سے اوٹھ کے چل اپنے مکان کو

شفیق ایسا رتن نے جب کہ پایا
تو پھر اوس خستہ جاں میں ہوش آیا

بیاں کی سب حقیقت اپنے غم کی
رفاقت اپنی اور فرقت پدم کی

اگرچہ اوسکو تہا معلوم سب حال
ضرور اسطرح پر سنتا تہا احوال

غرض اپنے مکاں میں اوسکو لا کر
نہایت عز و حرمت سے بٹہا کر

کہا اے نوجوان آج اک گل اندام
نہال گلشن خوبی پدم نام

بہی جاتی تہی اک تختہ کے اوپر
اوسے دریا سے ہم لائے ہیں لیکر

یہ وہ خود رفتہ نت غم میں رہی ہے
بہوش آکر کبہی تو یہ کہی ہے

خداوندا رتن سے یا ملا دے
و یا دام مصیبت سے چھڑا دے

کہاں تک اوسکی غم کی کیجے تشریح
پدم کی نام کی ہے اوسکو تسبیح

بدلہ
گل اندام

سنا نام ہمدم جیونہیں تن نی ۔ نوید وصل جان یعنی کہ تن نی

ہوا بیخود سنا نام ہمدم کو ۔ دل و جان سی بھلا یا درد و غم کو

گرا پاؤں پہ پھر اوس مرد ہ کو کی ۔ گل و بلبل میں باہم وصل جو کی

لگا کہنی وہ اوسکی ہو کی گریان ۔ کہ ای مشغوق میں تیری جان کی قربان

ہیں جسکی واسطی آفت سہی ہے ۔ سو میری ہمدم و مونس وہی ہے

رتن ہو میں اوسی کا عاشق زار ۔ میری محبوب ہی وہ رشک گلزار

سنا احوال یہہ او دہر ہمدم نی ۔ دل پرخون مریض درد و غم نی

اوسی یا تو وہ بیہوشی و غش تہا ۔ ہوا سنتے ہی یکبار ہی افاقا

ولیکن دونو باہم آس او ریاس ۔ کہ تب جانو وہ جب آوی میری پاس

کہا تب لڑکیوں نی کھا کی سوگند ۔ کہ تو ای رشک مہ ہو اب تو خورسند

ہوئی صبح وطن تیری اب ہی ۔ رتن آیا گئی شام غریبی

ہی مطلب تو نی خاطر خواہ پایا ۔ یہہ فرماؤ کہ اب دو کی ہمیں کیا

لگی کہنی کہ لونڈی ہوں تمہاری ۔ فدا یہہ جان تم پر ہی ہماری

شہزاد

فدا تم پر سدا ہیں از دل و جان — جیونگی جب تلک مانونگی احسان
ہوئیں وہ لڑکیاں بہی شاد و خرم — ہوئی بس دور دل سی کلفت غم
رتن سی جب ہمدم نی وصل پایا — سنا احوال باہم اور سنایا
رہی چندی اسی صورت وہاں پر — ہوا جب رفتہ رفتہ جمع لشکر
جو یار اونکی سمندر نی بہائے — اسی صورت وہ سب لاکر ملائے

بوید بو صبا جیتور کو لیجانا شتابی سی
رتن یعنی کوئی دن کو مہمان شہ ربیع لانا ہی

الا ای ساقی فرخندہ فر جام — کہ بر آیا دل ناکام کا کام
شتابی میکشی کی کر تیاری — کہ ہوتی ہی رتن کی اب سواری
سمندر سی وہ رخصت لے چکا ہی — وطن کی سمت کو اپنی چلا ہی
سمندر نی کیا رخصت رتن کو — کہ تا راہی ہو وہ اپنی وطن کو
دیا ایک مالہ خوش آب گوہر — ہر ایک موتی خراج ہفت کشور
ہزاروں درج پر از لعل رخشان — فدا جن پر سدا جان بدخشان

دیا فیل سفید اور ایک مست
بلندی جسکی کی کوہ کی پست

نہایت بی تکان اوسکا چلاوا
سبک رو جیون خیال و ہم دانا

جو ہو روی زمین پر گرم رفتار
دہمک سی ہو نہ چیونٹی بہی خبردار

دیا اک اسپ تازی وہ سبک رو
برون تقریر سی جسکی تگا دو

جو ہو راکب کی المین فکر مہمیز
تو وہ مرکب ہو گرم جست اور خیز

ہزارون تحفہ جات اوسکی سوا اور
کئی اقسام کی اچھی نئی طور

غرض دیکر کی اسباب زمانہ
کیا سمت وطن اونکو روانہ

لئی ہمراہ اپنی شان شاہی
ہوی راہ تری کی پھر بہ راہی

غرض شاداں پس از قطع منازل
کئی سب کام خاطرخواہ حاصل

ہوی وارد اپنی ملک مین جب
کیا منزل بدیرا ایک و شب

ہوی چیتور کو قاصد روانہ
کہ آتا ہی رتن راہی زمانہ

ہوی خورد و کلان سب خرم و شاد
کہ اب حق نی کیا چیتور آباد

اکابر شہر کی سب عام اور خاص
گئی آگی بہ استقبال و اخلاص

وہ جو تھی رحم اوسکی وہاں بہم تھی — کوئی شاداں تھی اور کوئی نعم تھی

کئی لینی اودہر ادنا و عالا — ہوئی میدان شہر کی خوبی دوبالا

زصد قلعہ ہو مردم کی بھیگی جو رت سند — کیا سب شہر کو بس آئینہ بند

ہوئی گرم تماشا مرد اور زن — خزان دیدہ ہوا بازار گلشن

سواری شہر میں اوسکی جب آئے — کہوں کیا میں کہ تھی شان خدائے

کہ آگی سب سی تھی پیادونکی اک فوج — کہی تھی قلزم ہستی کی ہی موج

بری لاکھوں سواروں کی برابر — سراسر اسپ سب کی غرق زیور

نشان نوبت مراتب اور ماہی — جلو میں آگی حاضر نشان شاہی

غلاموں کی وہ دستہ چند در چند — نجیبت وزشب حاضر کمند

جہان کو اپنا سب عالم دکھاتی — سواری سی ٹہی آگی تہی آتی

اسی صورت سی جو دستہ تہا آتا — تماشائی کہیں اسمیں ہی آجا

سواری اسمیں اوسکی ہوئی نمودار — کہ جسکا سبزہ از سپر گلنذار

نقیب و چوبداران خوش آواز — جدا اونکا سواری میں یہہ انداز

خوش

بکاریں ہیں کہ باگیں سب لئی آو | تفاوت اندر ادب سی ہان نہی جاو

صدا نوبت کی وہ ہیمی سہانی | عجب ہی جیں سی کانوں میں آتی

وہ نقارہ پر لگنا چوب کا یوں | کہ گونجی تہا سدا سی جنگ کی گردوں

ہوا عشرت کدہ بس یک زمانہ | کہ وہ گاتی تہی شہنا میں شہانہ

کہونکیا میں کہ بیرون از بیان تہین | وہ نوبت میں جو روشن چوکیان تہین

مرصع سب گرون ہیں پالکی تہین | جلو میں اونکی لاکہوں پالکی تہین

ہزاروں رخش کوتل بس قدم باز | مرصع اور طلائی جنکی سب ساز

جلو کی فوج یکسر بادلہ پوش | پری بانہی برابر دوش بر دوش

وزیر و عمدگان شہر باہم | مرصع پوش ہمرہ شاد و خرم

اور اونکی درمیان با زینت و زین | چڑہا فیل سفید اوپر تن سیمین

اپی ہمراہ دہر فقر و نکو برابر | بجای سیم دیتا لعل و گوہر

بیان سی ہی یہ باہر اب کہونکیا | ہوا داخل وہ اپنی قلعہ میں جا

پہ ہم کی اسمیں بس ایسی سوار | چلی ہی جس طرح باد بہار

پرستاریں جلو میں وہ پری زاد | کہ جنکی شکل رشک فکر بہزاد
پری مانند ہی ہر ایک پیش اور پس | ہر ایک صورت میں ماہ چار اور دس
چلی جاتی ہیں کہتی ہر کسی کو | سوار ایسی پر ہوا کی پری ہو
اونہونکی درمیاں چنڈول اسکا | مغرق لعل و گوہر میں سراپا
بہنور تہا نتہی کچھہ اوسپہ قربان | غذا ہوتی تہی اوس پر انس اور جان
جلو میں سب کروان ڈولی طلائی | جنہوں پر آنکہہ سورج نی لگائی
اونہو میں اوسکی ہم سن اور ہمزاد | سراپا ناز اور حسن خداداد
غرض ایک انبوہ تمام حسن ہمراہ | اور اونکی درمیاں راجا کی دلخواہ
عمارت تہی جو رنگیں اور عالا | ارم سی حسن خوبی میں دوبالا
بیاں کیا کیجی اوسکی شان شوکت | کہ تہی روی زمیں پر ایک جنت
جو پدماوت کی وہاں آئی سواری | ہوئی پہنچا کی رخصت فوج ساری
مبارک اور سلامت سی تہی سب شاد | لی ہر سی ہوا چیتور آباد
غرض ندریں لی ہر ایک آدمی سی | ہوا داخل محل میں کس خوشی سی

گیا خدمت میں پہلی والدہ کی
کہ وہ مشتاق دیدار پسر تہی

بصارت بسکہ گریہ نے تہی کی دور
ہوا دیدار سے بیٹے کی پہر نور

قدم پر سر جہکا کے خوب رویا
غبار اوسکی جو دل پر تہا سو دہویا

ہوئے پہر سامنے مجرے کو آئے
لیا کہہ بار پہلی مونہہ دکہائے

بہو بیٹی کو چہاتی سے لگایا
دل و دیدہ کو پہر اک چین آیا

پدم کو ساس نندوں نے جو دیکہا
کہ تہی یک حسن کا شعلہ سراپا

کہا آتی ہی اوس رشک چمن کی
یہہ صورت حق بجانب ہی رتن کی

گیا راجہ رتن پہر ناگمت پاس
کہ تہی ملنے کی اوسکی اوسکو یک آس

جلن تہی اوسکو نام پدم کے
یہ تہی مشتاق راجا کے قدم کے

رتن نے جب قدم اوسکے دیکہائے
تہی اوسکی انکہوں میں آنسو بہر آئے

بہا وضع کی بجا لائی تو دستور
ہنسی مونہہ سے لیکن ہو کی مغرور

کیا ضبط نفس کو اوسنے تا دیر
ہجوم شکوہ نے لیکن لیا گہیر

لگی کہنے کہ اب سے اے بیوفا مرد
نہ آیا تجکو مطلق کچہہ میرا درد

مجھی یہاں غم میں دیوانہ بنا کر
رہا یوں غیر سے جا دل لگا کر

تجھی ایسی وفا کن نے سکھایا
کہ میرا حق خدمت سب بھلایا

گیا تو غیر کی غم میں نکل کر
ہوئی میں خاک تیری غم میں جل کر

مجھی کر یک بیک دل سے فراموش
ہوا جا کر عدم سے تو ہم آغوش

غرض شکوہ کہ جو جو دل میں آیا
کہوں کیا میں رتن کو کہہ سنایا

رتن بولا کہ شاکی ہے بجا تو
ولی ہر گز نہو اتنی خفا تو

جو ہی ایجان تیری قدر و منزل
کہوں کیا میں کہ جانی ہے میرا دل

تو میری سب سے پہلی پیار بنا ہے
کہتا ہوں میں اور تو بڑا دیکھا ہے

ترا محکوم فرمان میں ہوں ایجان
حق خدمت سے تیرے منفعل ہوں

جو ہووی چاہ کا حق تونی چاہا
محبت اور عشق اپنا نباہا

رہی تو رات دن بس بیخور و خواب
میری دوری سے مضطر مثل سیماب

اوٹھائی تونی جیسی رنج اور غم
کیا کر مجھسے سو اب عیش باہم

رتن نی کہی تب حرف صفائی
کدورت اوسکی دل کی سب مٹائی

سنائی جب کہ وہ روٹہی تن نی — کہا پھر اوس نے اوس رشک چمن نی

کہ تم جو چاکی یون پردیس جہاے — کہو تو بارے کیا کیا چین پاے

کہ آیا نہ ہوئی تم مہمان سی راتھے — ملا پھر کیونکہ تم کو ناج ساتھے

وہ بہ ماوت جسی لائی ہو جا کر — نہایت رنج اور محنت اوٹھاکر

جہاں نسی الیسی کیا عالا بدم ہی — کہ مجمین کو بہی خوبی اوسی کم ہی

پڑا بس تمکو بہوبری کا سا جسکا — کیا مجسی سوا وسنی بہی گری کا

نہ بہولی وہ جسی لایا ہی تو بیاہ — رہی گی تا کئی الیسی نی چاہ

سنی گا ذکر خوبی پھر کسو کا — کیا مجسی سوا وسنی بہی گری کا

ہی سیرت تو نی بہو نر لیسی ورائے — جو ہی دلمین تیری بس بیوفائے

ملی ہی بسکہ بہت مین تن سی — کہی تو بلبل غمگین چمن سی

رہی تا صبح اونمین وہ حکایت — کہ معنی جسکی مضمون شکایت

اسی مین اسطرح گذری رات سارے — بہم کی کیا کہو تمین بیقرارے

جدائی ایک تو نہی ہی رتن کے — قیامت بر جلن تہی سوت پن کے

کہ آئی رتن

گذاری رات کو اختر شماری — سحر تک تھی عجب غمسی گذاری

سحر گاہاں تن و جان سیں عجب آیا — بدم کوں بسکہ غمگین جیسی پایا

بھری انکھو مین آنسو تھا یہہ عالم — گل نرگس مین جیوں قطرات شبنم

سحر آتا رتن کو دیکھ خنداں — لگی کہنی اوسی وہ ہو کی گریاں

کرو مجسی نہ کچھ حرف و حکایات — تمہاری مجکو کچھ بہاتی نہین بات

نہین خوش مین جاؤگی نہ آؤ — رہی ہی رات جس جا وہانہ جاؤ

کہا اوسنی بدم ہی ہس کی ای گل — بدل عاشق ہوا تیرا مثل بلبل

تو ہی خود آپ دانا ای خرد ور — کہ ہی یہہ بات تیری حق مین بہتر

رہو مین پاس اوسکی کام ناکام — ولی اسمین ہووی گی تو بدنام

بدل خوش گو نہین الجان گسل — یہی بہتر کہ تو ہی سب سی مل جل

ملی کیونکر کہ ہی یہہ بدتر از موت — کہین ملتی سنی ہی سوت سی سوت

لگی کہنی گیا تو جسکی گہر شب — وہ ای مہ گہر ہی تجکو برج عقرب

تعجب ہی کہ تو ہی اوسی مانو — سجانا بہر کہی وہ سخت سنحو

تکلف ہی وہ مین جیون خوب رو پر
کہا مین صاف تن او زہرہ پیکر

گل و بلبل ہین میرے عاشق زار
اور اوسکی شکل سی دیدہ پر خار

پدم تیون یہا مین جیون طاؤس پر خور
وقا نالکمت پھر کہتی نا چت

زبس مین تھو نسی میری اوسکی منت
کہ وہ ہو کر لگی ہی اب میری سوت

دلا تو چل ذرا گلشن کے جانب سیر وہان بہی
کہ رشک عاشقی دو عندلیبون کو لڑاتا ہی

پلا یک جام ای ساقی بی باک
کہیگی آج سیر باغ پرتاک

پدم اور نالکمت کی یہان لگ جیون جنگ
کہ رشک سوت بن سی تہی ہی دل تنگ

حقیقت سن پدم سی دلربا کے
کہ رہتی نالکمت کی تہی وہ سیت کے

کہ ایکدن ایک عورت صبح آگی
بیان کرنی لگی گہر مین پدم سی یا

کہ ای گلدستہ باغ جوانی
سنا یون مینی اکثر کی زبانی

یہان ہی نالکمت کا تحفہ ایک باغ
کہ جسکی رشک سی لالہ کو ہو داغ

وہان سو جا کی او نی ہی بہہ تہانی
رتن سی کہیچی خط زندگانی

ان سی کہا

سخن سی جا کی سب باغ کیچی / برنگ لالہ شجکو داغ کیچی

ہری انکھو سوں رانی سو وہ خار / ہی اب مصروف سیر گشت گلزار

سنتے یہہ بات اوسی حیوان بدنام / تو بس گہرا اوسی رشک و الم

بدل سوزان برنگ شمع خانہ / چلی وہ ناگمت بر شکل طاوس

نہان سوز وگداز اور ظاہر ناز / گئی صید کبوتر برد حیوان باز

نسیم آسا گئی وہ سوی گلزار / ولیکن دلمیں لاکہوں رشک کی خار

ملی ظاہر میں یک گل بردہ بلبل / دلو میں لیک پیچان مثل سنبل

ایدہر یہہ رشک کی آتش سی فی الحال / برنگ گل تہی ہوئی وہ بدم لال

حسد کی ناگمت کے دلمیں تہی سول / سو ہوتی زہر غمسی نیم کا پہول

اگرچہ دلمیں تہا دونو کی یک غم / ولی کرتی تہیں سیر باغ باہم

کہ اسمیں یک بیک ہنسا کر بدم / اسیر پنجہ رشک و الم

کہا اوس فریبی نام حسسی / شہ ناسائی تہیں منقور بیکس سی

اگرچہ باغ تہا اچہا بنایا / ولی بعض شجر بیجا لگایا

یہہ کیا موقعہ جہان نارنگیان ہون   اونہین کی پاس کہتی املیان ہون

جہان خوش ذائقہ انگور ہووین   دہتورا تیج وہان کاہیکو بووین

جہان نغمہ سرا ہو بلبل باغ   یہہ کیا لازم مقابل اوسکی ہو زاغ

نہال انبہ جسی جاگے وہ خوش رنگ   وہان جامن کی رہنی کا کیا ہی ڈہنگ

کہا اونی کہ ہان کہتی ہو تم خوب   ولی وہ گل جو ہو گل چین کی مرغوب

نہ یکہی سیر جسکی مالک باغ   حقیقت مین ہی وہ گل بدتر از داغ

وہ جامن صاف اور نمکین جب ہیس   ہی بہتر انبہ سی جسمین کہ ہون ریش

زبس مرطوب ہی ازحد جو کیلا   یہی موجب کہ رہتا ہی اکیلا

رہی یک دیر باہم یون حکایت   کہ تہی رمز و کنایت مین شکایت

طبیعت جب طپش پر اور آئی   ہوئی بانون مین پہر ظاہر لڑائی

بدم بولی کہ مین ہون غیرت باغ   بجا ہی تیری دلمین غم سی ہو داغ

مین آہو چشم تو ہی گاؤ دیدہ   مین گل ہون نار سب ہی تو رسیدہ

سراپا ناز ہون طاؤس گلشن   تو کیا ہی ناگمت کالی سی ناگن

کہا اونن

کہا اون نی ہی ہیرا رنگ سبزا
بہ از خوبی شیرین اور لیلا

یہہ ہیری رنگ کی ہی قدر منزل
کہ انکہون پر بہتوا اوسکا اگر تل

تو تیری رنگ کی مانند بی نور
رہا کرتی ہین انکہین سب کی بہر کور

نہ کچہہ شیرین زبان مین جیت ناگ تن
کہ سر سی تا بپا کان نمک ہون

جو دیکہی ناگمت سی تر سس روئی
کہی ہی گرم جواب تلخ کوئی

پدم مہلی اوتہی اپنی مکان سی
کہ لڑہی تا بکی تیغ زبان سی

جو کچہہ ہووی تو بس ہاتہہ نسنی کہچی
کہ دشمن ہو تو اوسکی جان لیجی

اوتہی اپنی ہر غرض یہہ بر جنگ
او دہر وہ رشک غنچہ با دل تنگ

چڑہا کر آستین اور باندہ دامن
لڑین جیون بلبلین در صحن گلشن

زبانسی یک طرف حرف درشتی
لگی ہونی بہم دونوں مین کشتی

پدم کی جیتی رنگت قیامت
اور اوسکا سانولاپن پہروافت

لگی ہونی جو باہم دونوں مین جنگ
بہیان کتنا کیجبی تہا کچہہ عجب رنگ

پدم سی تہی وہ جیتی آتش کہا کی
کہ جیون جنگل سی لپٹی ناگ آگ کی

غضب سی ہاتہہ یوں کر رہی تہی جم — کہ وہ شاخیں لپٹ جاتی ہیں باہم

کہوں کیا اونکا لڑنا آگی ور جوش — کہسل پڑنا دوپٹونکا وہ بر دوش

وہ رکہنا ناک پر اونگلی غضب سی — وہ دینا گالیاں رنج و تعب سی

بکہر جانا وہ بالوں کا قیامت — ہجوم دود شعلہ کی علامت

بلا کرتی کی دامن کا جہتکنا — قیامت آب یہہ انگیوں کا مسکنا

غرض یوں ساتولی کو رسی پیچان — کہ نور روز و شب دست گریبان

زبس تہیں گرم دونو بر سر غدر — یہہ روز عید تہی اور وہ شب قدر

رتن نی یہہ خبر جس وقت پائی — کہی دونوں میں باہم یک لڑائی

سر بسر خواہش میں آہو سیارہ — مہ و خورشید کی دونو دیدہ

یہہ لڑتی تہیں کہ وہ بہی اسمیں آیا — غضب کا شعلہ دونو سی بجہایا

لیہ ہمراہ اسکو او ہمراہ اسکو تہاکی — شرار قہر القصہ بجہاکی

مکان چوندول دونو کی بیکبار — چمن سی گہر میں لایا کر کی اسوار

مرتب تہا جو یک کاخ طلائی — سنہری گویا جنت تہی بنائی

سواد چمن

سوا اوس میں ناگمت کو جا اوتارا
کہا اوسنے کہ یہہ گہر ہے تمہارا

سو اوس میں سدا با عیش و آرام
کسی سے نجہ سوا اسکے کیا تجہی کام

تیری خدمت سے میں کب ہوں گی برآں
جو تو اس غمسے ہووے اشک ریزاں

حق خدمت ہے دونو کا برابر
نہ تو کم ہے نہ وہ تجہسے ہے بہتر

صفائی گفتگو دیکہی رتن کی
کدورت مٹ گئی رشک چمن کی

بدم کا کاخ سے میں تہا جو تیار
منقش جسطرح ہو صحن گلزار

اوتارا وہاں اوسنے لاکر باعزاز
کہا اوس سے کہ اے ہمراز ناز

تجہی ہے کام مجہسے اے خود آرا
نہ رکہہ مطلب کسی سے تو خدارا

فدا اے جان میں تجہ پر بدل ہوں
ولی اوس سے بظاہر منفعل ہوں

زمانہ سازیاں کرتا ہوں اوسسے
بظاہر سازیاں کرتا ہوں اسسے

کرو تمہیں ایک شب وہاں بہی آرام
تو ہمیں تم ہو نہیں دونو سانہہ بدنام

مجہی کو شاق ہے یک آن تجہ بن
یہ یک شب میہماں ہو اتنی وہاں ہے ایکا دن

غرض کر جا بلوسی اور خوش آمد
ہوا دیوان خانہ میں برآمد

معین کر کی تہی کچھ شغل اوقات | بخوبی کاٹتا تہا اپنی دن رات
اسی صورت بر آئی ایک مدت | کہ رہتی تہی اونہوں میں عیش عشرت
ہوئی راجا کی بہر دونوں سی اولاد | زمانہ اونکی شادی سی ہوا شاد

کہاں ہی جادوگری اس چرخ کی ہاتہوں سی الغیرت
کہ یہہ نیرنگ کیا کیا رنگ عالم کو دکہاتا ہے

پلا دی ساقیا تو جام یک جام | کہ ہی گردش میں جام چرخ ناکام
بنا کی ایک نقشہ ماہ نو کا | یہہ ساحر آفریں کرتا ہی برپا
کہیں زنار دار کافر مشکین | کہی ہی یہہ حدیث سحر آگین
کہ تہا راجہ رتن کا محرم راز | برہمن نام راگہو سحر پرداز
اگرچہ بید خوانی خوب تہی یاد | بہ علم ساحری بہی تہا وہ استاد
مصاحب جیسی راجہ کا تہا پناہ | دیکہاتا تہا اسی سحر و تماشا
رتن تہا اوسکی جانب سی بالطف | بدل اوسکی تماشہ میں تہا مصروف
برہمن اور بہی راجہ کی جو تہی | بدل بغض و حسد رکہتی تہی اوسی

لکہی

سدا اس فکر مین رہتی وه دن رات / که ایسی ہاتهه آجاوی کوئی بات

اسی دربار مین آنی نه دیجی / جو منصب اسکا ہو سب آپ لیجی

ذلیل اسکو کرین گهر سی نکالین / غرض ہم اس په اختر کو بنالین

کیا کرتی تهی باہم سب یہه تدبیر / موافق ہو گئی ایک روز تقدیر

بظاہر تهی وه تقدیر موافق / ولی باطن مین صد آفات لاحق

که ایکدن بادشه سی آکی یکبار / رتن نی کی سر دربار تکرار

که ای آگاه علم بید خوانی / عیان سازنده راز نہانی

مجهی درپیش ہی عقده یہه لاحل / بتاؤ آج ہوگا چاند یا کل

کہا راگهو نی اوسی کا بچار آج / مجهی معلوم ہوتا ہی که ہی آج

حریف اوسکی جو باہمن تهی وہان اور / اونہونی از ره تقویم کر غور

کہا راگهو سی اتنا کذب و باطل / حضور رای کچهه رکهنا ہی حاصل

کہا راجه سی تو نی جانہی آج / مگر تو علم سی شاید ہی محتاج

تیری فکر اور طبیعت مین خلل ہی / کتابون مین تو نادان دوج کل ہی

سنے یہہ گفتگو راجہ نی جب رم
کہا راکھو سسی فوز ہو کی برہم

کہ اتنا جو یہہ کہنا کیا سبب ہے
مگر اہی یا وہ گو تو بی ادب ہے

کہی نہی بی تامل اون نی جو بات
سو لای ہر ہر اوسکی تازہ آفات

اگرچہ بات اوسکی وہ غلط نہی
سخن کی اسنی تس پر پرورش کی

کہا تقریر ان سب کی ہی فاسد
بدل یہہ بیگمان میری ہین حاسد

اگر سچ ہو تو ذلت انکو دیجہ
نہین تو مجکو جو چاہو سو کیجہ

غرض یہہ کر کی اوستی قول اقرار
پھر آئی اپنی اپنی اہل زنہار

ہوا جب روز آخر وہ تو شب کو
بنا کر سحر سسی راکھو مہ نو

لگا راجہ سسی کہنی ہنر پرور
نظر تو کیجیو بام فلک پر

جنہین تقریر مین میری خلل ہی
او نہین تو پوچھو کیسی اونکی کل ہی

میری ہی ذلت کی ناحق ہین جو درپے
وہی منصف ہون اسکی آج کیا ہے

کہو اون سب حیلہ گون نی ہو خورسند
کہ ای راجہ یہہ ہی علم نظر بند

اگر یہہ ماہ ہوتا آسمان پر
تو ہوتی روشنی سارے جہان پر

تمہین جو ماہ اسنے ہے دیکھایا ‏ ‏ ‏ ہوا ابر سحر سے ہی یہہ چہرہ یا

ہوا اپنی بلندی سی یہہ پیدا دو سر ‏ ‏ ‏ ولی پرتو ہی اسکا سات ہی گو سر

نہ پاوے تو یہاں سی لوگ جاوین ‏ ‏ ‏ بہالا دیس کو اس تک تو دیکھہ آوین

کہ اسکی روشنی نے وہانتک سجا ہے ‏ ‏ ‏ تو جانو راست راگھو کا کہا ہے

ولی اسکی یہی تہہ ہی کو اس تک جے ‏ ‏ ‏ تو پہر ہی واقعہ مین بات یہہ ہے

پسند آئی جو یہہ راجہ کو تقریر ‏ ‏ ‏ کہا اچھا کرین اسمین نہ تاخیر

کہو دیس کو اس تک لوگ جاوین ‏ ‏ ‏ خبر جا کر شتابی اسکی لاوین

چلی ہر سو پیادہ اور اسوار ‏ ‏ ‏ کہ تا ظاہر ہوا اوس کا صدق گفتار

کہا زنار دارون نے جہان تک ‏ ‏ ‏ سبہون نے جا کی دیکھا وہان تک

سنا یا سب نے راجہ جیکو آکر ‏ ‏ ‏ کہ دیکھا ہمنی دیس دیس کو جا کر

حضور رای جو سب نی کہا تھا ‏ ‏ ‏ وہین تک ماہ نو کا پرتو آتا

حریفون کی بن آئی بات ساری ‏ ‏ ‏ ہوئی راگھو کو دونی شرمساری

کہا سبنے رتن سی کا مہاراج ‏ ‏ ‏ کہو اب وجہ کل ہی یا نہوی آج

یہہ ساحر ہی قیامت یک غلط باز | عبث ہمنی کیا ہی اوکو دمساز
نہو ایسا کسی دن یہہ بد اختر | بلا ہی تازہ تیری الفت سر پر
کہا اسکا سنو ہرگز نہ مانو | اسی تم آستین کا سانپ جانو
یہہ سن کر سخن وہ منفعل تہا | نگون سر اپنی کہنی سی خجل تہا
نہ بن آتی تہی وہان اوسکو کوئی بات | کہ وہ یہہ ادب سی لایا قہر کی رات
رتن کو سب کی کہنی سی ڈرایا | نہایت تنگ ہی دلمین خوف کہایا
کہا القصہ ہوا راجا نی برہم | ہی صحبت اسکی مجکو واقعی سم
کہو اسسی نہ میری شہر مین آوی | کسی یک سمت کو یہا سی نکل جاوی
ہوا تہا اب کہ عالم مین وہ محجوب | یہہ کہکر دلمین اب بتا نہین خوب
کف افسوس باہم اپنی مل کی | چلا خجالت زدہ گہر سی نکل کی
ہوا معلوم جب سب یہہ پدم کو | کہ اس ستی سی نکالا راج راگہو
بلا کر زیر منظر اپنی فی الحال | لگی کہنی اوسی کاہی نیک افعال
تیری تقصیر نی تجکو نکالا | کہ لائی سر پہ تیری روز کالا

نہین سکا پہنی

بہت کی تہنی راجہ سی شکایت ولی مانی نہ اوسنی کچھہ حمایت

حق خدمت بہی تہا ہمہ بسیار ولیکن خوشی ہوا راجا کی ناچار

غرض کر اوسنے دل سی مہربانی لگی کہنی باشفقت نہانی

یہہ جو بازیب بیری بی بہا ہے جواہر اسمین لاکہون کا لگا ہے

جہان تیری بتن کچھہ بی زری ہو بقیمت اسکو دیجو جوہری کو

بصد الطاف دی بازیب لا کے کہا تو بیچ لینا اسکو جا کے

غرض رخصت ہوا بازیب لیکی دعای خیر پدماوت کو دیکی

پس از قطع منازل بی سر و پا جہان آباد مین جا کی وہ پہنچا

علاءالدین خلجی وہان کا تہا شاہ فریدون شوکت و با حشمت و جاہ

مقرر اوسپہ تہی عالم پناہی کرہی تہا ہند کی وہ بادشاہی

نہایت نادر اور کامران تہا خدا کا فضل عالم پر عیان تہا

کرونکیا شان و شوکت اوسکی تقریر بجا ہی مولوی جامی کی تحریر

فلک در جنبش از جوزا کمربند ظفر پابند تیغش سخت پیوند

همه اسباب شاهی حاصل او — نمانده آرزو بھی در دل او

جہاں آباد میں وہ خاطر آباد — اسی صورت رہی مدت با دل شاد

کہ اک دن رہ برو راکھونی جا کی — تماشائی طلسمی کچھ دکھا کی

کئی محظوظ شاہ تاجور کو — دکھا کر خوب سا فضل و ہنر کو

جو دیکھا شاہ نی ہی مرد دانا — حضور اپنی کی لایق اسکو جانا

رکھا اوسکو بصد اعزاز و اکرام — کہا آیا کری مہمان ہر سحر شام

جو صحبت شاہ سی اسکی برآئی — تو وہ بازیب مہر اوسکو دکھائی

ہوا مشتاق اوسکو دیکھ کر شاہ — لگا کہنی اوسی کا ہی مرد آگاہ

یہہ ہی بازیب کسکی کیونکہ پائی — کہا اسنی سچ بتا تو ہاتھ آئی

تجھی نی کس نی اور لایا کہاں سی — یہہ تحفہ طرفہ تر جنس جہاں سی

پری ہی حور ہی وہ یا کہ انسان — بتا ہی کون وہ رشک گلستان

نشان اوسکا مجھی نی وہ جہاں ہی — اور اوسکی دو خبر مجھی لا کہاں ہی

جو دیکھا بادشہ کو اونی مشتاق — کہا یہہ تو سخن ہی شہرہ آفاق

پری جو

کہی جیتو کا راجہ رتن سین   زمانہ سے ہی اوسکو راحت چین

یہاں سی چھوڑکر اسباب شاہی   گیا بانہ ہوا سنگل کو راہی

او تھا گرسے بگڑون رنج و الم کو   ہی سنگل دیپ سی لایا پدم کو

کہوں کیا اوسکا عالم قصہ کوتاہ   کہی وہی زمین پر غیرت ماہ

سراپا رشک گل سرو روان ہی   قیامت نازک اور غنچہ دہان ہی

اگر صاحب بہی اوسکو دیکھہ پاوین   یقین تو ہی بہت سا حظ اوٹھاوین

نہین صحبت سے اوسکی وہ بہی شادان   کہی راجہ رتن یک مرد دہقان

اوسی کیا قدر اوس نازک بدن کی   ملی ہی زاغ کو صحبت چمن کی

یہہ دی ترغیب شاہ بحر و بر کو   ہوا وہ مستعد جیسی سفر کو

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کین دولت از گفتار خیزد

درآمد جلوہ حسن از رہ گوش   ز جان آرام برباید ز دل ہوش

مصلح کر کی لشکر اپنا فی الحال   چلا ہی بادشاہی نیک اقبال

لئی ہمراہ اپنی اس قدر فوج   کہی تو بحر بی پایان کی ہی موج

ہزاروں فوج حبشی اور زنگی
فرانسیسی و رومی اور فرنگی

سپاہ ہند لاکھوں زابلی تھی
ہزاروں ازبکی و کابلی تھی

غرض عجمی و تازی خیل در خیل
جدا ہر ایک کی ہر سمت کو ذیل

ہزاروں توپخانہ اور شترنال
صدا سی جنگکی ہے عالم میں بھونچال

بایں ساماں وہ شاہ عشق در دل
کیا چیتور تک منزل بمنزل

قریب اوس شہر کی جب جا کی پہنچا
کیا یک سمت دولتخانہ برپا

ہوا ایک دشت میں لشکر کا ڈیرا
کئی منزل تک جنگل تہا گھیرا

کہا دستور سی شہ نی خبر دور
رتن کو نامۂ شاہی رقم کر

کہ تا وہ دست بستہ روبرو آوی
جو ہو ارشاد عالی سب بجا لاوی

ہماری بندگی سی گر ہوا انکار
تو ہم آ پہنچی باری ہاں خبردار

خداوند جہاں کی بندگی میں جو نہ حاضر ہو
تو فرمان غضب اوس سر وہاں سی جا بجا آتا ہے

الا ای ساقی سرمست خود کام
ہوں آباد و رسی سنگ تر انام

وہ وہ خود راز

وہ دخت رز جو ہی کی مست شرار
نکال اب حجابہ مینا سی ای یار

اگر دیگا تو ہیں ممنون ہوں گا
نہیں تو آخرش تجھ سی لڑوں گا

بس اب یہاں سی دبیر شور انگیز
رقم کرتا ہی نامہ ایک خونریز

ہوا امر شہ سی جو دستور مامور
کیا نامہ رقم اوس نے بدستور

پس از توحید و نعت ایزد پاک
بیان معنی مضمون لولاک

کہ ہاں ای کوتوال شہر چیتور
نہیں رہتا فلک کا ایک سا دور

ہوئی یہاں ماہ دولت نو افزا
تو پھر آستان بوسی نہ آیا

در دولت سی تو شاید پھرا ہے
ہوا حاضر نہ موجب اسکا کیا ہے

اسی میں خیر ہی اب شتابی
قصور بندگی میں ہی خرابی

تو اب خدمتمیں آ باخویش و فرزند
اگر رہنا ہی تجکو حکمیں خورسند

وہ ہیکل سی جو لایا ہی کنیزک
اوسی سنتی ہیں دانا او زیرک

حضور خود دولت لا اوسی زود
کہ تیری اسمیں ہے نیکی و بہبود

اگر کچھ اوسکی دینی میں ہی تاخیر
تو کیجی جنگ کی پھر چارہ تدبیر

کیا جب یہہ رتن کو نامہ سیاہ ۔ ہوا وہ بڑہ کی اس مضمون سی آگاہ

رہا یک چند جیون آینہ حیران ۔ غضب سینی پر مثال بید لرزان

جواب اوسکا لکھا اوسنی اوسی دم ۔ کہ ای فخر جہان پادشاہ عالم

کہی یہان فوج حشمت مین کب ہی ۔ تمہارا پر ہمین پاس آدب ہی

مین کچھہ اسنا نہین کم زور محتاج ۔ کہ جسکو آپ کر لیوین گی تاراج

ہی مشکل سی جو آئی ماہ پارہ ۔ طلب مین اوسکی تہا جو کچھہ اشارہ

یہہ کہنی کون اب ہی وہ ناشاد ۔ کری ناحق تو ننگ اپنی جو برباد

کرو مت ہم سی یہہ حرف و حکایات ۔ تامل کر کی بہتر ہی کہو بات

اگر کچھہ جنگ کی تمہین ہی تدبیر ۔ تو بسم اللہ پہر کیجی نہ تاخیر

جواب نامہ لکھہ کر با دل تنگ ۔ ہوا تیار شہ سی بہر جنگ

جو تہا اسباب جنگ اوسوقت درکار ۔ ہوا اسباب کی کہتی ہی تیار

کیا سب بندوبست ایسا انہی الحاہ ۔ بناوی جسمین لشکر غیر کا راہ

لگا ہر سمت توپین اور بندوق ۔ بنایا قلعہ کو آتش کا صندوق

ابکی جا لپٹن

رکھی چار و طرف آتش کی وہ مار — کہ جانا جس کی سوں تھا بہت دشوار

بروج قلعہ پر لا کھڑی سپاہی — جو دیوین فوج اعدا کو تباہی

غرض در بند خندق کر کی پر آب — مہیا جنگ کا کر سارا اسباب

مصلح ہو رہی جتنی تھی باہم — کہ ہی لڑنی کو آیا شاہ عالم

جواب نامہ سن تہیا شاہ فی الحال — سراپا شہر کی آتش سی ہو لال

لکا کہنی کہ ہین یہہ طفل نادان — تہو وی شوکت شاہی سی ترسان

جواب نامہ اتہا بس لکہنی جنگ — مار ہی زندگی سی اپنی دل تنگ

کہو جا وین غلامان وفا جو — اسیر دام تا کر لاوین اونکو

شتاب اون کافروں تا جا کی مارین — سر ایک کا بار سر تن سی اوتارین

کہو نکیا مین کہ فوج حسب ارشاد — جلی یک فوج خس پر جس طرح باد

جو ہو کر مستعد وہ بہر جنگ — جلی آئی سپاہ برق آہنگ

ہوئی یہہ بہی نکل کر تب صف آرا — دو جانب سی ہوا ہنگامہ برپا

نقیبونکی صدا مین وحشت انگیز — وہی گر کی ڈہمار یونکی اور خونریز

دو جانب کی صفیں جیوں ابر تاریک
خروشاں رعد ساں آئیں جو نزدیک

لگا چھٹنے ہر اکسو توپ خانہ
ہراساں جنگ کی آتش سے زمانہ

وہ ہوتیں ہیں اسطرح اور جانی رنجک
کہ جیوں تا دلمیں ماری برق چشمک

نکلنا توپ سی گولہ کا رخشان
گھٹا میں جس طرح مہر درخشان

وہ بندوقوں کی جھڑنا ہر طرف بار
نہ جنگی سنسنہ مردان سوا آر

یہہ گولہ سرخ نکلی تھا شتابی
شب یلدا میں جیوں تیر شہابی

کھنکیا میں ہوا جو تیر باران
جوانوں نی پیا لبس آب پیکان

کروں کیا وصف ناوک کی تقریر
کہ پہلوانوں سی تہی قندیل بر تیر

باین صورت غرض وہ جنگ کرتی
بہم زخمی ہو کرتی اور مرتی

در آوردہ ہوی لشکر وہ یکبار
لگی چلنی بہم دونوں میں تلوار

ہوی کفار کچھہ گولوں سی فی النار
ہوی کچھہ آب نوش تیغ خونخوار

رہی باقی سو ہو کر سخت بیدل
ہوی جا کر حصار اپنی میں داخل

شرار فوج شاہی سی ہو بیتاب
اوڑی اپنی جگہ کو مثل سیماب

ہوا ازبسکہ غالب لشکر شاہ ۔ کہ تھی یہہ فتح سب کی حسب دلخواہ

گئی جو فوج شاہی میں سبھی ماری ۔ بلا تکرار جیت کوس ماری

نوید فتح شہ کو جا سنائی ۔ کہ جیتی غازیوں نے جا لڑائی

رہی مرنی سے باقی جو کہ مقہور ۔ حصار شہر میں اب ہیں وہ محصور

سو ہمنے بھی حصار شہر گھیرا ۔ جو فرماؤ تو کیجے ہاں پہ ڈیرا

نوید فتح سنکر یہہ خداداد ۔ ہوا با اعلیٰ و ادنیٰ خرم و شاد

شتابی شاہ نے منگوا سواری ۔ کری جلدی کی اودھر کو تیاری

جب آیا شہ بفوج چند در چند ۔ ہوئی وہ غازیاں جنگ خورسند

اودھر بی نے کر وہ غارتگر ننگ ۔ ادھر یہہ فوج شہ آمادۂ جنگ

اوٹھا کر ہاتھہ کو تیغ و سنان سی ۔ لگی لڑنی بہم تیر و کمان سی

یہہ گردا گرد اور گڑھ میں [illegible] شدید ۔ شکست اونکو نہ انکو فتح ہرچند

کیا کو آب و دانہ اون کا مسدود ۔ ولی بی فکر تھی [illegible] خوب خوشنود

کہ تھا سامان شاہاں ہر سونکا شمار ۔ علوفہ اونکو مطلق تھا نہ درکار

سحر سے شام تک کرتی تھی جنگ
سنا کرتی سحر تک بربط و چنگ

ہر اک شب تھی تفکر آب و دانہ
وہیں ہو خود اشنائی زمانہ

حصار شہر تھا وہ سنگ آہن
نہ پہنچے جس پہ کچھ صدمہ نہ آفات

نہ ٹوٹی جب کہ وہ سد سکندر
ہوا لڑنے سے عاری شہ کا لشکر

اسے صورت غرض گذری کئی سال
کہ وہ سر کش ہوئی انسے نہ پامال

بہ تنگ آئی نہ وہ اور یہ ہوئی تنگ
ہوئی وہ جنگ آخر باعث ننگ

فتح

کو شہ نے کی بہ مقصود جانا
کہ اب ہوتا ہوں رسوای زمانا

فریب اسکو کسی صورت سے دیجے
جو ہاتھ آوے تو اوسکو قید کیجے

بہر صورت اگر یہ ہاتھ آوے
تو باری یہ ندامت ہم سے جاوے

وزیروں سے بلا کر کی یہ تقریر
بایں مضموں کرو فرمان تحریر

ہوا ہم کو یہ جو خوب اظہار
کہ یہ طاقت کا تو ہے عاشق زار

نہ تھا کچھ کام گرچہ اس کا لیکن
دل غمگیں کو تیری داغ دینا

بدل تھا اسکا لیکن ہمکو مرغوب
ولی عاشق کسی ہونی ہمیں خوب

بنی ان

تیری ان محنتون پر اب نظر کی | طرف سی اپنی وہ رشک چمن دی
معاف اب ہمنی کی تیری خطا اب | حضور یمین یا وہ ہوا اس آب
ارادہ خود بدولت کا ہی بالجزم | کہ بھیجی اپنی کشور کی طرف عزم
تو آب بندگیمین جا بخوشحال | کہ خلعت ملک کا دین بجکو اور مال
تجھی وہ ہوا اس ہوا نی سی آنا | تو ہووین ما بدولت رونق افزا
روانہ کر کی یہہ راجہ کو فرمان | جا بلمنی کو اوسکی آپ سلطان
کیا جب پاس اوسکی نامہ شاہ | کہ وہ فرمان تہا آپ ہمہ کا
کہا اوس پر جو اوس نامہ کا مضمون | کہ تہی جسکی عبارت سحر و افسون
سنی ساری غرض دل سی کدورت | یہہ جانا اب ہوئی بخشی کی صورت
کہ شاہ بحر و بر تہنا ہی آتا | نہ سمجھا یہہ کہ ہی اقبال جاتا
سمجھہ کر دور اپنی سر سی آفت | ہوا خوشحال و مشغول ضیافت
کہ اسمین شاہ ہی باجند اشخاص | گرمفرما ہوا از راہ اخلاص
رتن نی کی تکلف دیکہا جب شاہ | قدمبوسی کو آیا بر سر راہ

سجایا تھا جو وہ دیوانخانہ
تھایا لالاکی باداب شہانہ

جو تھا وہاں پہ شاہ بحر او بر
نثار اوس پر کئی لعل او گوہر

ہزاروں تحفہ جات ہفت کشور
کئی لا اندر شاہ دادگستر

ہزاروں ترکی و تازی قدم باز
نسیم صبح سی خوش رنگ و ناز

کئی شتو فیل بھیکل و سی سبک رو
لگیک سب بر جنہوں کی ہو ہمہ لو

ہزاروں پارچہ وہ رنگ رنگ
ہو جن پر نور باف چرخ بہی دنگ

تعرض جب آ چکا یہہ نذر سلطان
رتن سی بھر کیا ایسے داب ہاں

عمارت او مکان منزل منزل
دیکھا چل کر کہی یوں جہاپتا دل

نی نقشہ اگر ہم کو نظر آئن
تو بہر ایسی ہی ہم بہی جاگی بنوائن

کہوں کیا عشق باتیں کہ بہر دیں معشوقاں
فریب و مکر کیا کیا عاشقوں نکو آسجھاتا ہے

او تہہ اب ای ساقی فرخندہ فرجام
کہ ماہ چاردہ ہی بر لب بام

بلا وہ جی کہ جس کا نشہ ای یار
بچشم دل دیکھا دی روی دلدار

ہوئی فکر سخن میں طبع پھر کند / پلا وہ مے کہ ہووے تیز اور تند

ہوا اسنہ کو جو شوق صحن اور بام / حقیقت میں تھا کچھ سیر سی کام

مگر راکھو جو تھا ہمراہ آیا / سر فتنہ تھا یہہ جسنے اوٹھایا

سکھائی شاہ کو بھی اوسنے یہہ بات / کہ وہان جب کیجیی سیر مکانات

کہیں میں جسجگہ وہان یہہ جانا / اور اپنی آگی آئینہ رکھنا

اوسی جا کیجیی یک چند آرام / کہ تا وہ مہروش آوے لب بام

تماشا کچھ نیا ہوتا ہی جس جا / ہیں آتی عورتیں پھر تماشا

یقین ہی دیکھنی کو آپ کی وہان / لب بام آئی وہ مہر درخشان

کسی ہمراہ ہوین کی ماہ پارہ / ولی اوسپر ہین گردون کا اشارہ

غرض اس شکل اوسکو دیکھ لیجو / پھر آگی جو کہ بن آوی سو کیجو

سو راکھو سی یہہ کر کی مشورت شاہ / کہ تھی یہہ مصلحت بس حسب دلخواہ

رتن کا لیکی اپنی ہاتھہ مین ہاتھہ / چلا سیر عمارت کتنی ساتھہ

مکان سب دیکھہ جیون کا نہ از رنگین / کری تھا موقعہ موقعہ سب پہ تحسین

کسی نقشہ کو کہتا خوب ہی یہہ ہماری دل کو بھی مرغوب ہی یہہ

غرض یوں دیکھتا ہر رنگ در و بام پھری تہان سیر کرتا کام ناکام

کہ اس میں یک محل کے متصل آ کیا انکھین نسی راکھیونی اشارا

سمجھہ کر اوسکو وہ شاہ خرد ور ہوا کرسی نشین بس زیر منظر

بہت سادیکہہ اوس رنگین مکانکو کہ دیکھی جنسی بلبل بوستانکو

رتن سی کر کی نور کچھہ بہانہ منگا کر جابہ آئینہ و شانہ

رکھہ اپنی روبرو آئینہ یکبار کیا شانہ اور باندھی پہر کی دستار

وہ آئینہ کہ جام جم سی بہتر اگر دیکھی تو حیران ہو سکندر

رکھا تھوڑا کی پر راجا نہ سمجھا کہ بھیدی کہر کاہی لٹکا کو دہاتا

نہ سوچا دل میں کچھہ وہ خاک بر سر کہ اس آئینہ میں کیا کیا ہیں جوہر

غرض دستار کی بندش نہو جہا بتانا شہ کی پگڑی کا نہ سوجہا

کہاں راجا کو عقل اور نکتہ چینی سمجھتا سنہ کے جو وہ شانہ بینی

غرض وہ سادہ کیسی فارغ البال نگہہ بر باکہرا تھا شاد خوشحال

بنکا بزم

برنگ آئینہ با چشم حیران — اید ہر ہفتہ منتظر تنہا سلطان

کہ اسمیں تو ہاں ہمدم کو شاد و خورم — لگیں بزغیب ہنی اوسکی ہمدم

کہ ای تصویر پر رشک چین و ارژنگ — نگہ کر تو برنگ چرخ نیرنگ

زمانہ پر ہی کیا کیا رنگ لاتا — نئی نقشہ ہی عالم کو دکھاتا

ذرا اس بات کو کر دلمیں تو غور — کہاں ہنگل کہاں دہلی و جیتور

تو کر اس ہنگل سی آئی — کہ اسکو جانتی ہی سب خدائی

کہاں دہلی کا سلطان یہاں تک آوے — عبث تیری لئی زحمت اوٹھاوے

گرا ہنا ننگ شاہی مفت برباد — کوئی دن کو جانا جا ہو یگا باشاد

ہمیں رہجائیگا دلمیں پر دیکھا — کہ آیا شاہ پر انکھوں نہ دیکھا

وہ زیر غرفہ اب تنہا ہی اگر — جانا نہ دیکھہ لیوین اوسکو جا کر

ہمدم بھی جا سنکی بولی اسی کیا خوب — مجھی بھی دیکھنا اوسکا ہی مرغوب

غرض لی ساتھہ کتنی ماہ پارہ — لب بام آئی وہ بہر نظارہ

دریچہ سی جو ہیں جہانکا انہانے — سراپا صورت آئینہ میں آئے

طاہر

وہ صورت تھی کہ تھا کچھ سحر و افسوں ❊ کہ بس کی ہوئی حالت دگرگوں

اودھر یہ دیکھ شہ کو وہ پریرو ❊ معہ ہمدم گئی اپنے مکان کو

نظر پڑتی تھی اونکو جہاں غش آیا ❊ کبھی تو ہو گیا پریوں کا سایا

رتن نے اوسکا وہاں آنا نہ دیکھا ❊ تھا انسی جہانتک کہ جانا نہ دیکھا

جو حالت غش کی دیکھی شہ کی اوپر ❊ لگا کہنے یہی کہتی ہو کے مضطر

کہ یارب کیا ہے تو ای فرخندہ افعال ❊ ہوا کیا قبلۂ عالم کا احوال

کہا اوسنے کہ جو تھا یاں کہا با ❊ سو یہہ غش اوسکی گرمی سے ہی آیا

غرض اک دم میں آیا اوسے ہوش ❊ گیا دونا شراب عشق سے جوش

چلا دیوان خانہ کو پہر حال ❊ خرام ناز کا پر اوسکی پامال

ٹہر کر ایک دو ساعت اوس کا بخت ❊ ہوا تشریف فرما وہ جوان بخت

پیادہ پا رتن تہہ سعادت ❊ چلا چندی قدم از راہ خلّت

نکل سے اپنی پاس سے جا کے ایکبار ❊ دیا بس اوسکا مژدہ دید کا پر

بجا لاتا ہوا آداب وہ اور ❊ قدم چندی چلا وہ راجی ور

بکیا کہہ اور

کیا کچھ اور بھی تحفہ عنایت ‏ ‏ ‏ اسی صورت غرض کرتی رعایت

کری تجکو دیا یہہ پاک اور مال ‏ ‏ ‏ لی آیا در نانک اوسکو بہر حال

کہا شہ نے کہ لایا اوسکو وہان سی ‏ ‏ ‏ عجب ہی پہر اب جاوی یہان سی

کسی صورت یہہ درسی ہووی بیرون ‏ ‏ ‏ تو جانو کر کیا تاثیر افسون

دیا اپنا وہ شالا کی یہہ تقریر ‏ ‏ ‏ کہ بخشا نانک تجکو تابہ کشمیر

یہہ نادان سادہ لوحی سی بہت ہو جور ‏ ‏ ‏ حصار قلعہ سی نکلا قدم چند

تہی وہان دستے غلاموں کی چہپائے ‏ ‏ ‏ نکلتی ہی رتن کی گرد آئے

کیا شہ نی اشارا اونکو یکبار ‏ ‏ ‏ کہ ہان فرصت ہی کر لیوین گرفتار

رتن تو سادہ دل تنہا وہان تہا ‏ ‏ ‏ قریب شاہ کب اوس بدعیان تہا

یہہ سمجہی جو عدو کو دست جائی ‏ ‏ ‏ لگی کا آخرش اکدن ٹہکانی

نہ سمجہا تہا غرض شہ صاحب اوج ‏ ‏ ‏ کہ ہی بیرون دربار شہ یک فوج

وگرنہ یہان نانک وہ با پیادہ ‏ ‏ ‏ نہ تنہا آنی کا کرتا ارادہ

و بال جان وہ اوسکا سادہ پن تہا ‏ ‏ ‏ و الّا ہان تہہ آتا کب رتن تہا

ہوا القصہ وہ جس وقت قیدی ... اوسی جینی سی تھی نا امیدی

گیا دریالون نی دربند فی الحال ... کہ فوج شہ آوی اپنی دنبال

بہادا فوج شاہی یہاں آگہس آوی ... تو باقی ماندون پر بہر قہر لاوی

غرض لائی رتن کو قید کر کی ... کہ جیون حکم یاد شادان صید کر کی

اوسی لی بادشاہ ادہر کو آیا ... ہوا وہان قلعہ میں ایک شور برپا

حرم نی یہہ خبر جس وقت پائی ... کہ جو نکایا ایک اوس پر آفت آئی

گریبان پہار یہہ سی خاک ملتی ... شرار غم سی مثل شمع جلتی

ہوا اعلی وادنی پر زبس غم ... کہ سب دفتر ہوا یکبار برہم

کہو نکہ تہا اونکا میں حال پریشان ... کہ تہا جہنو پا پرا حیران وترسان

ادہر انسی نہ بن آئی کوئی بات ... گیا ہاتہو نسی راجا وای ہیہات

ادہر لی بادشہ راجہ رتن کو ... چلا مسرور وقت اپنی وطن کو

یہہ ہیبت شاہ کی دلمین سمائی ... کہ تا کر انسی منطق کچہہ بن آئی

کہ نکیا شہ پس از قطع منازل ... ہوا شادان غرض دہلی مین داخل

ان کو دو مکان

رتن کو دو مکان چند در بند ۔ اسیر ون کی طرح رکھا نظر بند

رہا وہ بھی غرض با نا امیدی ۔ بصد اندوہ حسرت ہو کی قیدی

کہونگا تمسی مین اس چرخ کجرفتار کی گردش
یہہ ماہ اوس وصال یار کو پہر پہر ستاتا ہے

پلا دو جام ای ساقی پر جوش ۔ اوڑا دی جو کہ میری یک بیک ہوش

جو گذرا قید مین راجہ کو یک سال ۔ کہا ایک روز شہ نی ہو کی بیحال

رتن کی قید سی مطلب نہ پایا ۔ تب اوسنی اور یہہ حیلہ اوٹھایا

کہ یک عورت بلائی خوب عیار ۔ نہایت زیرک اور دانا و طرار

بس چابک دہ اور شکل مین حور ۔ سراپا سی جھلکتا جوبن اور نور

کہا اوسسی کہ دونگا ملک اور مال ۔ زمانہ مین رہی تو جیتی خوشحال

ولی کچھہ مکر کر تو پہانسی جاوی ۔ فریبوں سی پدم کو لا ملاوے

دل و دیدہ کو ہووی جس سی فرحت ۔ جدا ہو ہجر کی دل سی یہہ کلفت

وہ بولی کا ای شہ فرخندہ افعال ۔ رہی قایم یہہ تیرا جاہ و اقبال

مجھے ہی یاد ایسا مکر و تلبیس
کہ ہیں شاگرد میرے جس میں ابلیس

غرض اس فن میں استادِ ہنرمند
کروں میں جیسے فلک میں خرق و پیوند

اگر کہیے کہ لا جا کر کوئی حور
قصور اس میں نہ مجھ سے ہو مقدور

زبس یہ فن یہ از جادوگری ہے
مری ہر بات تسخیرِ پری ہے

پدم کا جا کے لانا کام کیا ہے
نہ لاؤں میں تو میرا نام کیا ہے

فلک پر ہو تو میں لاؤں ہوا جا کر
پدم کیا چیز وہ تو ہے زمیں پر

سنا کر شاہ کو سب مکر اور فن
بنی القصہ وہ مکارِ جوگن

پہن کر سب لباس گیروائے
سراپا شکل جوگن کی بنائے

وہ مشتری کا نگیں غار زنگار ہوا
دل عالم ہے جس کا حلقہ در گوش ا

وہ حلقہ سر پہ جیسے مہ پہ ہالا
اور ایک کاندھے پہ رکھی مرگ چھالا

بھبھوت اپنے وہ منہ پر لگایا
کہ آئینہ کا جیسے ہوش اڑایا

اڑھیرا و دھیر وہ سر کے بال چھوڑے
غرض دنیا و دیں سے منہ کو موڑے

بایں صورت وہ دانای زمانہ
ہوئی چیتور کی جانب روانہ

نکل از قلع

پس از قطع منازل چند در چند | جب پہنچے زمین ای وہ خورسند
ہے اس شہر میں اوسکا یہ شہرہ | کہ اک جوگن ہے آئی رشک زہرہ
نہیں دیکھی کسی نی ایسی جوگن | سراپا درد اور غم کی بروگن
پدم نی دھرم سالہ تھی بنائے | کہ تا راجہ کی ہو مشکل کشائے
کہ جو تازہ مسافر یہاں پہ آوے | مسافر خانہ میں آرام پاوے
فقیر آوے تو وہ آرام یہاں لے | رتن کی کچھ رہائی کی دعا دے
کوئی اب خبر دور تا تھا آوے | کہ وہ تدبیر ملنی کی بتاوے
غرض جو وارد و صادر تھا آتا | پدم سرگذشت اپنی سناتا
وہاں آئی وہ جوگن رشک شمشاد | بظاہر پارسی دنیا کی آزاد
مسافر خانہ میں آکی وہ پرفن | جو تھی جوگیانہ باندھ آسن
بچھا کر مرگ چھالا یک جگہ پر | وہیں ان جوگیان میں کہتی تھی ہر ہر
خبر کو پہنچی پدم کو گھر میں جس دم | کہ اک جوگن سراپا درد و غم
تمہاری دھرم سالہ میں ہے آئے | عجب ہی شکل ہے اون نی بنائے

بس جا رہا رشک بہزاد
سوا ہر ہنر کی اوسکو کچھ نہیں یاد

دہیان و کیا نمونہ نازنین ہی
کوئی دم تا دسی خالی نہیں ہی

نہیں چہوٹتا وہ اپنا فقر کرنی
ہی ہر دم دل کو یاد حق سی بہرنی

جو اوٹہتی بیٹہتی وہ ہمہ لقا ہی
سہاری کو عصا یاد خدا ہی

دم اپنی کی ہی ساز نکی بناتی
اوسی ایک تار کو ہر دم بجاتی

غرض جیون جانہیں عشاق کی راز
نکالی ہی اوسی پردہ سی آواز

سبنی کوئی تو اب بولنی ہی
سخن مین لاکہہ عقدہ کہولنی ہی

سنا رانی تی اوسکا حال جم
تو بولی اونسی وہ مجمع غم

کہاں تی ہی کوئی جا بسی جاو
کہاں ہی اوسکو یا نہ ملا تہہ لاو

اگر وہ درد دل سی آشنا ہے
تو میری درد کی مشکل کشا ہے

جو پوچہون اوسی مین کچہہ راہ کی بات
کہی مجسی وہ منزل اور مقامات

سخن کوئی مجہی اپنا دیوے
کہ جو ہی پردہ دوری اوٹہا دیوے

ہم کی سامنی جوگن جب آوے
اور اون نی اپنی وہ صورت دکہاوے

بٹھا کر اوسکو با اعزاز و اکرام
یہ پوچھا پھر اوسی کاہی نیک انجام

تمہاری عمر چھوٹی اور بڑا دکھ
کہو ایسا وہ تم پر کیا پڑا دکھ

یہ صورت اور تمہاری نوجوانی
عبث کھوتی ہو اپنی زندگانی

لیا کس واسطی یہ جوگ تم نی
اوٹھایا سر پر کیون یہ روگ تم نی

کہاں سی آئی اور جاتی کہاں ہو
تم ایسی کس لئی بی خانمان ہو

اوٹھائی جس لئی رنج و صعوبات
حصول مدعا کی کہہ کچھ بات

تمہیں جسکی طلب ہے جا بجا ہی
وہ کیا شی ہی تمہاری ذات کیا ہی

کہا جوگن نی رو کر سن اہی رانی
کہونگی تمسی مین اپنی کہانی

برا قصہ ہی میرا اور بڑی بات
بتاؤن کیا تجھی مین قوم اور ذات

مگر ناچار اتنا بولتی ہون
گرہ احوال غم کی کھولتی ہون

مجھے جو دیکھتی ہو سینہ بر خون
سو مین یک خاندان عمدہ سی ہون

رہی تھی اپنی گھر مین خرم و شاد
سوائی عیش و عشرت کچھ نہ تھا یاد

تھی مجھ مین اور میری شوہر مین الفت
بہم رہتی تھی نت سرگرم صحبت

ستے عرصہ ایک برس کا ہو چکا ہے
کہ مجھسے میرا شوہر گم ہوا ہے

ہوئی میں عشق سے اوسکی جو دل تنگ
پھر آخر کر حیا و ننگ سے جنگ

نکھانا مجکو بہاتا ہے نہ پینا
ہے اوس بن بس مجھے دشوار جینا

لٹا گھربار بن کی شکل جوگن
طلب میں اوسکی نکلی ہون بروگن

جہان تک ہین زیارت اور مقامات
جنہیں کہتے ہیں تیرتھ شہر و دیہات

گئی اوسکی طلب میں جا بجا مین
کسی جا کچھ نہ دیکھا نہ سنا مین

ورود اپنا ہوا دہلی مین جب ہم
رہی اوسکی تلاش وہان مین پر غم

اسی صورت سے ایکدن سیر کرتی
غم شوہر مین روتی اور مرتی

جدہر کو تھا وہ زندان خانہ شاہ
گئی مین سیر کرنے وہان پہ ناگاہ

ہزارون راج بنسی قید تھے وہان
وہ زندان خانہ تھا یک چاہ کنعان

فقیرانہ جو دیکھی میری صورت
ہر ایک نے کی بہت تعظیم و حرمت

جہان تک تھے وہان پر قید مغموم
کیا احوال سب کا مینے معلوم

ولی اون مین جو یک راجا رتن ہے
غضب ہے اوسکو کچھ رنج و محن ہے

اونے زبان

ہوئی دریافت اوسکی جب یہ مشکل | تو اوسکی غمسیتی نیرا جل گیا دل
یہہ تنہائی یہاں سی پہر اب سر کھینچی | اوسی چیتور مین جل دیکہہ پہنچی
کہ جسکی غم مین یہہ قیدی ہوا ہے | یہاں اوسکا مین دیکہیو اچال کیا ہے
کہ جس کا ایسا عاشق ہو یہاں بند | رہی معشوق اوسکا کیونکہ چپ بند
سو تیرا دیکہنا تہا بس مجھی کام | چلی مین یہاں سی کھینچی آپ آرام
اودہر جوگن تہی بولی گرم گفتار | پدم سی تہا اودہر یک نالہ زار
کہا اوسی پدم نی کاہی جوگن | جاونگی مین بہی بنکر شکل جوگن
گرے تو بن مین داسی تیر ہونگی | ہونگی جوگن اور ساتہہ ہی ہونگی
مجھی لیچل جہاں ہووے رتن سین | کہ اوس بن ہو نمین نی آرام بیچین
ہوئی جب یوں نہین پدم تیار رتن | تو دلمین خوش ہوئی مکار جوگن
کہ جلنی کی پدم نی کی جو تدبیر | میری سحر و فسون نی کی یہہ تاثیر
پدم کی تہین جتنی ہمرازان محرم | اونہون نی دیکہکے یہہ حالت غم
فریبندہ سمجھہ جوگن کی باتین | سمجھہ کر اوسکی سحر آمیز گہاتین

پلا ساقی شراب پر رنگ آب ے
کہ جس سے زنگ زدو ہو پرتو بجا بے

پلا کر جام مے بس شاد کر دے
ہوں محبوس الم آزاد کر دے

رتن قیدی رہا جو وہاں مہ چند
اسے آزاد کر دوں اور خورسند

کہ وہاں نہ رہ رتن سے ہو کی بیتاب
ہدم نے ترک کی تھی سب خور و خواب

وہاں اجان تھی اوسکو زندگانی
کہ تھی اوس بن بلائے ناگہانی

نہ تھا اوس غم زدہ کو چین و آرام
تڑپھنا اور رونا اوسکا تھا کام

رتن کی تھی جو دو ہمشیر زادہ
سپاہی اور بڑی عالی ارادہ

اونہوں کا نام ہے گورا و بادل
سپہ لار منصف اور عادل

کہا اوسنے یہہ جاوو نہیں ہمدم
اسیر پنجۂ درد و الم ہے

کہ اے چشم و چراغان رتن سین
رتن بن کیونکہ آتا ہے تمہیں چین

کہ جسکی تم سے ہوں دو شیر بازو
کریں دشمن اسیر دام اوسکو

جراءت مردمی کی تم میں ہے گر تو
تو اے فرزند و جا اوسکی خبر لو

نہو گر تاب و طاقت تم میں زنہار
تو سیری سر پر رکھو اپنی دستار

جو ہیری زر

جو سیری اونہی ہی سر پہ ڈالو ۔ نہ نکلو گھر سی اور جبر خاست سنبھالو

علاؤ الدین سی جا کر میں لڑونگی ۔ رتن کو لونگی یا میں جان دونگی

یہہ پدماوت سی سنکر سخت گفتار ۔ ہوئی خجلت زدہ دونو وہ سردار

لگی کہنی کہ اچھا ہم ہیں جاتی ۔ بہر صورت ہیں راجہ جی کو لاتی

تسلی کر پدم کی قصہ کوتاہ ۔ چلی یک فوج لیکر جانب شاہ

سپاہی سیکڑوں جنگی بناکر ۔ ہزاروں میانہ میں دو دو بٹھا کر

پدم کا ساتھہ لیکر خاص چوندول ۔ کہ قیمت جسکی ہفت اقلیم کا مول

بٹھا کر اوسمیں آنگا کو نہان ۔ معہ سندہ سی وہ تیار ہو سوہان

پدم کی رکھی اوسمیں خاص پوشاک ۔ قریب تازہ کر کی جست چالاک

چلی دہلی کی جانب با دل تنگ ۔ بہ ظاہر صلح لیکن پردہ میں جنگ

یہہ دی شہرت سبھی شہر و نگر میں ۔ پدم راضی ہی آتی شہ کی گھر میں

رتن سی لی تہہ اوتہا کی با دل و جان ۔ ہوا اچہا یہی ہی شہ کی گھر مسلمان

باین شہرت جو پہنچی سنا میں آئی ۔ اور اوسکا خاص ڈولا ساتھہ لائی

رکھی پوشاک تھی اوسمین معطر
بھنور قربان تھی ہوتی جسن پہ اکثر

ہزاروں گرد دولی اوسکی باہم
کہ تھیں اسمین پرستاران ہمدم

باین صورت غرض وہ فوج مکار
فرود آئی لب دریا پہ اکبار

خبر سلطانکو جا بہی جا سنائی
کہ بدماوت حضور تین ہی آئی

دم عشق مقدس ہی بہرتی
بس از آداب ہی یہہ عرض کرتی

میں کفر و کافری سی ہو گریزان
کروں تلقین طریق دین و ایمان

رتن کو بھیجی رخصت کہ دو دم
کچھہ اوسی ہمکو کہنا ہی کہیں ہم

مجھی کہنا ہی جو کچھہ کہہ سناؤن
بہر آگی ہند کیمین بس کی آؤن

غلامان وفا جو ساتھہ آوین
بلو سی جیون لاوین لی تیساہی جاوین

یقین اب ہی شہ کو سنکی آیا
نہ پیراہن مین وہ بہولا سمایا

کہا لی جاو جا بیسی رتن کو
دکہا دو جا کی اوس رشک چمن کو

میری جانب سی بہی کہیو بصد شوق
کہ ہی تیری ملنی کا ہی بس ذوق

ہدایت کی خدا نی تجکو جانان
جو تو ہونی کو آئی ہی مسلمان

عوی خود بکو

ہوئی جو خود بخود پدمنی کی تدبیر
تو پہیری عشق نے شاہد کی تاثیر

تبہی خاطر رتن کو پدمنی بہیجا
جو کہنا ہی سو کہہ لی پہر چلی آ

رہوں گا میں ترا محکوم فرمان
دم آخر تلک ممنون احسان

منور از قدم کر خانہ مین
بکن رشک چمن کاشانہ مین

یہہ سن شہ کا پیام از راہ اخلاص
رتن کو لیکی وہان جب اشخاص

سو وہان کو راہ با دل نی یہ تدبیر
یہہ کر رکہی تہی آگی ہی سی تدبیر

کہ دہ ڈولی ہزاروں جو عیاں تہی
جنہوں منین دو دو تہی پہلوان تہی

پدم کا تہا جو وہ چوندول پر زر
برابر اوسکی رکہی سو ولا کر

رتن چوندول مین جس وقت آوی
تو پردہ پردہ تہوڑی دور جاوی

پہر آگی چترہ کی کہوڑی پر جوان ہو
تعینی جو مین اونسی نہان ہو

ہم اونسی پہر لڑین گی یا مرینگی
غرض جو کچہ بنی کا سو کرینگی

یہی سب مشورت کر کر مقرر
مصلح ہو رہی لڑنی پہ یکسر

کیا چوندول مین جس وقت راجا
پدم کی جا گہہ آہن گر کو پایا

اگرچہ تہا رتن کو بھی یہہ معلوم
کہ آئی میری ملنی کو وہ مغموم

ولی اوس دم ہوا اوس پر ہویدا
کہ ہی میری ہی ماں اوسی پیدا

فریب تازہ کو رانی کیا ہی
علاوالدین کو یہہ دہوکہا دیا ہی

شہنشہ کی غلاماں نکو خواہ
رتن کو لیکی آئی تہی جو ہمراہ

رہی خیمہ کی ڈیوڑہی پر کہڑی تہی
غرض سب چوبدار استادہ تہی

ادہر زنجیر پا راجہ رتن کے
اسیر دام یعنی تہی وطن کے

شتاب آنکر وی لیکی سوہان
قدم سی اوسکی جا بیڑی وو کاٹی ہان

جو نکلی اوسکی پانوں سی وو زنجیر
تو یون راجا نی کی چابکی تیر

کہ وہ ڈولی جو رکہی تہی برابر
کیا یکسو وو تک اوس مین نکل کر

کہڑا تہا جس طرف اسپ قدم باز
برون تہر سی جسکی تک تہی تاز

چڑہا اوس پر جو اوسنی سخت مہمیز
ہوا وہ اسپ گرم جست و خیز

وہ گہوڑا تہا کہ باد صبحگاہی
ہوا وہم و گمان وہاں سی راہی

کہ اسمین دو رتک پہنچا رتن سین
سوار باد پا صد راحت و چین

ادھر پدمنی

رقیبونکو ہوئی ڈیوڈہی پہ جب دیر / لگی کہنی زن ہونا نہیں سیر
کہو کوئی یہہ راجہ جی کو جا کی / چلو جی سویر ہی کیا کہر میں آگی
ابھی جلدی چلو نکلو شتابی / دم آخر نہوئی تو کامیابی
ہی حکم شاہ کبہجی اب نہ تاخیر / حضور میں کرو چلنی کی تدبیر
یہہ کہتی تہی کہ بس خیمہ سی ایکبار / لگی سواونچی نکلی ہو تیار
کہ ہر یک زور اور قوت میں رستم / مصلح جنگ ہر یک لشت باہم
جو آئی تہی اونہو منہیں ناگہ یکبار / بہم لڑنی لگی وہ مرد خونخوار
سپاہ شاہ کم تہی اور وہ بیش / ہوئی آخر گریزان ہیبت دلریش
خبر سلطان کو یہہ ہوئی نہائے / کہ یہان آخر ہوئی ان کی لڑائے
جو گورا اور بادل نی یہہ دیکہا / کہ یہہ تہوری تہی سواونکو تو مارا
کوئی دم میں خبر یہہ سنکی سلطان / غضب سی آپ نکلا مار پیچان
یقین ہی آئی آپ ہی بر جنگ / تو ہم بر ہو گئی اپنی زندگی تنگ
چلو جب تک کہ وہ لڑنی کمین آئے / ہمارا دور تک لشکر نکل جائے

یہہ چالیں نکلی غرض سب مشورت کر
برنگ صبح خایف رو قفا پر

علاؤ الدین جو ایدہر بیخبر تھا
بزم کی دیکہنی کا منتظر تھا

اسی سمجھا تھا گل سو خار نکلا
بجای گنج دولت مار نکلا

کہا لوگون نی اوسکی جا کی فی الحال
کہ ای فخر جہان و ننگ اقبال

باین صورت رتن کو لیگئی وہ
شکست فاش ہمکو دیگئی وہ

سو وہ جاتی ہین لینا ہی تو لیجی
سلامت اونکی تین جانی نہ دیجی

یہہ سنتے ہی خبر وہ شاہ عالم
ہوا قہر و غضب سی سخت برہم

یہہ فرمایا کہ ہو تیار لشکر
کہان جاوین کی وہ مکار ابتر

نہونی دونگا اونکی مین کی جیتی
یہہ ممکن ہی کہ جاوین یہانسی جیتی

یہہ کہہ اور ساتھ لیکر اپنی یک فوج
بجا ہی جسکو کہیی بحر کی موج

چلا بس قہر سلطانی سی جوشان
کہ جیسی شیر بکری پر خروشان

وہ جاتی تھی مظفر اور منصور
ظفر پانی سی اپنی سخت مغرور

کہ یہہ بھی آ ہی پہنچی کیا سبک تر
گلستان عدو پر مثل صرصر

دیکہا نی بی

دکھاتی ابھی شان و حشم کو | اوٹھاتی جو وہ جانی ہتی قدم کو
کہ سدراہ اونکی یہہ ہوئی آ | کیا پھر سلسلہ لڑنی کا برپا
مصلح وہ تو ہنی لڑنی پہ یکسر | نتھا مطلق اونہیں پی کی سی کچھہ ڈر
کہا گورا نی بادل سی کہ بھائی | نہین بچتی نظر آتی لڑائی
چلو تم لیکی راجا کو شتابی | کہ رہتی ہین ہی اوسکی اخرابی
مبادا فوج شاہی فتح پاوی | تو پھر راجا یہانسی چھٹ نہ جاوی
سدہارو تم تو لی راجہ رتن کو | تسلی تا ہو اوس رشک چمن کو
یہا نمین شاہ سی ہر طرح لڑتا | چلا آؤن کا ہٹتا اور اوڑتا
اگرچہ تھا رتن کو ننگ آیا | تو یون گورا و بادل کو سنایا
میری غیرت نہین کہتی کہ جاون | قدم لڑنی سی میدان مین اوٹھاون
یہہ کی گورا نی سنکر عرض فی الحال | سلامت جاہی صاحب کا اقبال
چلو تم گھر کو ہم ہی تو نہین کم | کہ ہو لڑنی سی انکی کچھہ ہمین غم
غرض یہہ مشورت کی حسب دلخواہ | لو دہر بادل کو کر راجہ کی ہمراہ

تھی فوج شہ جو آئی بہر جنگ / زبس جوشن و خود پنہاں تھے آہنگ

مقابل ہو کیا اوسکی صف بھر کر / کہ اب لڑنی ہی اونسی خوب کھر کر

مقابل کرکی اپنا شہ سی لشکر / ہوا بس تند مرلی کی او پر

ادہر اودہر سی بجنی لگی جنگ / ہو جیسی ہو کہ قتال کی تنگ

ہزاروں ہنگلہ توپ اور شتر نال / دو جانب سی لگی جہٹنی کو فی الحال

صدا سوں جنگکی کیا کہنی کہ یکسر / ہوا ایک زلزلہ روی زمین پر

ہوی اہل جہاں کی تنگ سب گوش / طنبوروں کی طرح تن سی اوٹھی جوش

زمین سی آسمان تک کیا کہوں بار / دہویں سی ہو گیا عالم دہواں دہار

کڑک کرنال کا آنا وہاں ہر دم / کہتا میں جس طرح بجلی کا عالم

وہ چہرنا بار کا بان سی سر بار / تا گرگ افشاں ہو جیوں برق سر بار

وہ بندوقوں سی گولی کا نکلنا / وہاں مار سی تن کا او گلنا

برسنا ساروں تیروں کا ہزار بار / دل عاشق پہ جیوں مژگان دلدار

ادہر اودہر ہوی مجروح مردم / ہوا سینی سی بعضوں کا نشان گم

هزاروں هیں غرض مجروح تن تهی　　هزاروں مرده بی گور و کفن تهی

غرض جب لٹ گئی لڑتی تی شام آئی　　سحر پر دونو کی ٹهیری لڑائی

شگفته هونا ای گل هستی هو نیم برآئی
خزاں کی تاد بهی بار و دار تیری شاخ تابانه لکهی

اب ای ساقی مجهی دی مے پلا دے　　غم و حسرت دلوں سی جو اٹها دے

سناؤں اب سخن کا تازه احوال　　که دیده شوریده سر هجر انکا پامال

نجب بی هو کی شه اپنی امن داخل　　هوا گهر میں بهم سی جا کی واصل

نی سر سی غرض هو خورم شاد　　کها سب نی هوا جیپور آباد

بجی گهر گهر سهو نکی شادیانه　　که آیا خیر سی راجی زمانه

سبهی خورد و کلاں نی هو شاکر　　کئی اوس پر تصدق لعل و گوهر

هوا عالم کو حاصل راحت و چین　　نی سر سی هوا بیدار تن سین

نه سمجهی هی لیکن ایک وه ناکام　　که پیدا هونا هی مرنی کا پیغام

خیال و خواب هیں آنا و تن کا　　سبب ظاهر هی هی پنج و محن کا

یہہ شادی ہی جو مثل سیل آئی — کریگی دیکھو کیا کیا خرابی

نہیں دیکھی ہی شادی مرگ ایسی — فلک نے دی ہی تن کو لوٹ جیسی

کہ جب دم ہو تا ہو تم کی پاس آیا — نہ پیراہن میں پھر پھولا سمایا

اوٹھائی تھی جو رنج و درد کی بار — بدم سی کہہ سنائی سب بیان وار

کہ یون مرتا رہا تیری الم مین — اوٹھائی رنج و آفت درد و غم مین

نہ کہتا تھا مجکو بہاتا تھا نہ جینا — تصور سی تیری ہوتا تھا جینا

خدا نی تیری صورت پھر دکہائی — تن بیجان مین گویا جان آئی

نہ تھی امید ملنی کی تو مجکو — کبھی تھا دلمین یہ کہون کیونکہ تجکو

اگرچہ حال تیرا بھی ہی مغموم — تیری الم سی ہی اور بیش از معلوم

ولی کچھہ کچھہ تو کہہ تو بھی زبانی — گئی کس طرح تیری زندگانی

کہا اوسنی مین اپنی حالت زار — کرون کیا تیری آگی آج اظہار

تجھی بھی ہی یہہ خوب روشن — کہ جان تجمین تہان تھی اور یہان تن

نہ کہتا تھا نہ پیتا اور سوتا — غرض تہا تیری غم مین جان کہوتا

جدائی مین

جدا تجھ سین تھی یہ بس سحر شام
سدا تھی نالہ و زاری تنہا کام

تصور مین تیری مین کیا کہون ان
بھرا تھا چشم تھی مانند نرگس

نہ تنہا آبشار آسا تھی نالان
برنگ گل تھی نت ٹکڑی گریبان

کہا تھا غم مین تیری داغ حسرت
بسان لالہ تھی با داغ حسرت

غم دوری سی تیری تھی جگر خون
ہوئی لاغر بسان بید مجنون

قدم گور راہ نادل کی مین جیون
کہ بس ممنون مین انکی بدل ہون

بری حالت یہ دیونو رحم کھا کر
تمھین لائی بہر صورت یہ جا کر

سنو تم اور طرفہ ماجرا یہہ
فلک کی دوکھ زدوان پر ایک جفا تھہ

کہ تم قیدی ہوئی اوس پر رو آہ
ہوا تاریک مجھ پر ایک زمانہ

رہی مین خاک بر سر زار و نالان
بسان سنبل و گلشن پریشان

اوسی اندوہ مین ایک دین مین ناکام
کھڑی تھی اتفاقا بر لب بام

کوئی راجہ ایدھر سی نام دیوپال
چلا جاتا تھا با صد جاہ و جلال

نظر مجھ پر پڑی اوسکی یکایک
رہا یک چند حیرت سی مجھی تک

یہہ دیکھہ اوس شہزادی کی بیتابی — اوتر آئی محل سینی مین شتابی

گیا وہ دن اور آیا وہ سیاہ روز — شب غم سی بھی زیادہ تر غم اندوز

تو اوسنے ایک عورت غمزدہ بہیر — بہ افغان اور جوان دل تنگ تقریر

بصد شوق اور یا و سواس بہیجی — باین پیغام میری پاس بہیجی

کہ ای گلدستہ باغ جوانی — عبث کہوتی ہی اپنی زندگانی

نہین آتی کا اب جیتا رہین — تو ناحق روز و شب غم سہتی ہی بیچین

بدل سب چیز کا جگ مین ہی ہوتا — نہین ہوتا بدل پر زندگی کا

تیرا یہہ حسن اور یہہ صاف صورت — غضب ہی تس پہ ہو غم کی کدورت

تجھی جس کا الم ہی وہ کہان ہے — عبث غمگین ہی جی تو جہان ہے

ملاقات رتن پر تو نہ رکھہ دل — بدل عاشق ہو غمگین ہی مجہسی آملی

ہین راجان جہان کے میر سلامی — رتن کو فخر ہی ہمان کی غلامی

جوان خوبصورت صاحب شج — رتن سی ہی زیادہ تر مجہی اوج

جو ہوتا ہی علاوالدین کا قید — اوسی ہوتی ہی جان سی ناامید

پدمنی جب

کوئی جیتا نہیں وہاں سی پھر آہی ‌ ‌ ‌ وہ زنداں خانہ کہ اک موت گاہی

اوٹھا دل سی تو اب شکر رتن کو ‌ ‌ ‌ زباں پر بھی نہ لاوے گر رتن کو

منور سا زا خود خانہ میں ‌ ‌ ‌ بکن رشک چمن کاشانہ میں

غلام اپنا سمجھ اے غیرت حور ‌ ‌ ‌ قصور اس میں نکر تو تا بہ مقدور

غرض دیپال کا پیغام وہ زن ‌ ‌ ‌ لگی کہنی جو با تقریر روشن

یہ سنکر بیٹی اوسکو خوب مارا ‌ ‌ ‌ کہی ایسی نہ باتیں پھر دوبارا

لگی دل پر ہزاراں درد افسوس ‌ ‌ ‌ جہاں کی تھی گئی وہاں کو وہ مایوس

میں اس آتش سی پھنکتی اور جلتی ‌ ‌ ‌ سراپا سوز سی جیوں شمع گلتی

کہ بیوارث سمجھ کر مجکو ناکام ‌ ‌ ‌ کیا دیپال نی یہ آج پیغام

مبادا اکل کو آوی پہ بر جنگ ‌ ‌ ‌ خدا نا خواستہ ہو جای گا ننگ

کہا گورا و بادل سی یہ جا کر ‌ ‌ ‌ سب اپنا حال اور غیرت دلا کر

کہ یا تو تم رتن کو لاؤ میاں تک ‌ ‌ ‌ مجھی کو یا کہ لیجاؤ وہاں تک

نہیں کرنی جو تم مجھ پر یہ احسان ‌ ‌ ‌ ہوئی جاتی ہوں تو میں اب مسلمان

غرض جب تو یہہ دونوں تپش کھا کر
گئی بک مگر نادہ یہہ بنا کر

پھر آگئی جو ہوا انکو بھی معلوم
کہ میں تمسے بھی ملی اس طرح مغموم

تم آئی خبر سے با دل بھی آیا
میں روتی تھی سو آ مجکو ہنسایا

پر اب گو راہی خیریت سے آوے
خدا آفت سے اوسکو بھی بچاوے

زرا بیعکر تہی عاشق بیدل تو یہہ کردون
کہیں بازی گر سے آفتیں تازہ اوٹہاتا ہے

ہلا ساقی شراب تند اور تیز
کہ چھیڑوں میں بہا نسبی قصہ اور خونریز

رتن نے بسنگی یہہ دیوبال کا حال
سنا پا تھر کی آتش سے ہوا لال

ہمدم سے یوں کہا ای نازپرور
قسم تیری ہی ہے سنکر یہ مجکو دلبر

نہاروں اوسکو میں جب تک نہ ناکام
تیری سب تیرہ لوں یکدم نہ آرام

سحر دم میں تہوں اور وہ طالع
واژون
کروں بیدا انکو اوسکی خونسی گلگون

ہمدم نے اوسکو سمجھایا بہت سا
ولی وہ پر غضب پر کب نہ سمجھا

اسی آتش سے ساری رات جلتا
رہا تھر غضب سے ہاتھ ملتا

توی صحیح

ہوئی صبح قیامت جب نمودار ۔ ہوا تیار پھر جنگ و پیکار

لئی ہمراہ اپنی لشکر و فوج ۔ کہی تو قلزم ہستی کی تھی موج

مصمم پر سر خونریزی جنگ ۔ چلا تھا انسی وہ رای برق آہنگ

کسینے جاکی اسکو بھی سنایا ۔ کہ لو تم سی رتن لڑنی کو آیا

وہ سنکر وہ بھی فوراً ازسر تخت ۔ یہہ بولا خیر جی سنگ آمد و سخت

ارادہ جنگ پر تو تھا نہ اپنا ۔ اگر مرضی رتن کی ہی تو اچھا

چلین تیار مردان نمک خوار ۔ کہ ہین داماں صحرا خون سی گلزار

غرض سامان جنگ آراستہ کر ۔ مصلح ہو کی نکلا یہہ بھی ادہر

ادہر یہہ اودہر سی وہ برازنگ ۔ ہوئی دونو مقابل بہر جنگ

صفین دونو ہوئین آراستہ جب ۔ کہ لڑنی کی سوا بنتی نہین اب

دو جانب سی نقیبان سرفراز ۔ نکل کر بولی کای مردان جانباز

اسی دن طعمہ تیغی خشک ہی ۔ نکل کر کھای تر ٹا نمک ہی

بڑہو آگی لڑو تیغ و سنان سی ۔ کہ ہاں آفرین ساری جہان سی

کرو اب تیغ خون آشام دشمن ۔ کہ ہو جیسی تمھارا نام روشن

تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی ۔ کرو سب اپنی اپنی سرخ روئی

وہ کرکی دہاریون جو سنائے ۔ جوانون کی لہو مین جوش کہائے

تو اپنی اپنی سردارونکی مونہہ پر ۔ نظر کرنی لگی دو دو وہ لشکر

اشارہ تک جو ہم ابرو کا پاوین ۔ تو پہر یکدم مین قتل عام کردین

کہ اسمین فوج کو دیوبال نی تمام ۔ کیا راجہ رتن کو پہلی پیغام

تو سبہی فوج کی ہو دست بردار ۔ ہم اور تم دونو کرلین جنگ یکبار

ہماری اور تمھاری ہی نہی جنگ ۔ کہ خون یا کر سبہی ہو وین یکرنگ

خدا دیوی فتح جسکو سو تو پاوی ۔ ہوس جیمین ولیکن بر نہ جاوی

اگر کچھ طنطنہ ہی مردمی کا ۔ تو تنہا سامنی میدان مین آجا

کہا سنکر رتن نی اس سبہی جب ۔ بدل یہہ بات سچا بہی ہی مرغوب

دکا فوج کی اوسکو تو غم ہی ۔ جو زور و مردمی مین آپ کم ہی

لڑون تنہا جو رستم سا جوان ہی ۔ سو تم کیا ایک زال ناتوان ہی

نکل آیا غرض لیکر یہ پرجوش
سلاح جنگ سب زیب تن و پوش

صف مردانگی میں وہ گہوڑا کودا کر
ہوا قایم مقابل اوسکی آکر

غرض چہیڑا اپنی اپنی رخش تازی
بہم کرنی لگی وہ نیزہ بازی

ختن کی نیزہ وہ دلچسپ خونخوار
سنان اونکی گویا مژگان دلدار

وہ گہوڑی بادپا گویا چھلاوا
وہ کرنا نیزہ بازی دیکہنی کا دعوا

انی کا نیزہ کی آنا بنا کر
نکل جانا وہ گہوڑی کو دبا کر

لگانا اک کی حربہ کا ضربہ کر
وہ کرنا دوسری کی صدمہ کو رد

نظر مردم کی اونکی فن پہ قربان
کہی تو تہی ترنج نیزہ بازان

نہ آیا کام کچھ تیغ و تبر تک
نہ صدمہ کچھ کیا کا کچھ سپر تک

کہ زخم نیزہ باایں ہوشیاری
لگا راجہ رتن کی دل پہ کاری

سنان اندر رہی اوسکی کہب کر
کہ جیسی خار رہجاوی ہی چہب کر

ولی اوسنی بہی دو تا طیش کہا کر
کمال زور سی نیزہ پہرا کر

کیا دیوپال کی سینہ پہ اک وار
کہ نیزہ اوسکی چھاتی سی ہوا پار

وہ حربہ کیا تہا پیغام اجل تہا | سنان کی سنا منہ ہی نکلا اوسکا

کہا دیتا ہی جیون پروانہ کو یہ عشق عاشق کو
سراپا شمع سان معشوق کو بہی پہر جلاتا ہے

پلا ساقی مجہی ایک آخری جام | کہ ناکامان غم کا ہو چکا کام
شراب تشنہ لب دی دہ مجکو | دوبارہ جو کہ آتش پر کہینچی ہو
پدم اور ناگمت کا سوز جانی | کرون تقریر با آتش زبانی
کہ جب جنگاہ سی آیا رتن سین | بدل زخم سنان سی سخت بیچین
کیا گرچہ حریف اپنی کو مردہ | ولیکن آپ بہی جیون گل فسردہ
ہوا جیتو زمین ماتم دوبارہ | کیا جیب گریبان سب نی پارہ
ہوئی تہی آنی کی شادی جو گہر سی | سو عالم پر وہ شادی مرگ تہر سی
خصوصًا ناگمت کا اور پدم کا | لکہو نکیا ماجرا اونکی الم کا
کہ دیکہا جب کہ ہی زخمی رتن کو | کیا صد چاک اپنی پیرہن کو
وہ رخساری تہا جو نسی کہی لال | بنایا ماتمی سب اپنا احوال

پڑا کہر منہ پاکہ

دیا کہہ تہا کہ یک ماتم بپا تھا ۔ کہ ہر سو آہ و نالہ بھی برپا تھا

اودہر دیہی رحم سب اجاڑتی ۔ پریشان حال نگری بیر میں تھے

کوئی جراح کو جا بہی بلا کر ۔ دعائیں مانگتے تہ نکی لگا کر

الہی اسکی جی کی خیر کیجو ۔ ہمیں داغ الم اسکا نہ دیجو

کلیجہ پکڑ ہی تہی ادہر اوسکی مادر ۔ اودہر کو دست بر دل اوسکی خواہر

جہاں تک اوسکی خویش و اقربا تھی ۔ سبہی دام الم میں مبتلا تھی

دوا اور دعا میں کرزم تدبیر ۔ سبہی تھی چارہ گر بر عکس تقدیر

رتن نی دیکھہ اپنی حالت زار ۔ کہا اونسی کہ ای یاران غمخوار

عبث تدبیر میں ہر سو دوان ہو ۔ میں جینی کا نہیں یارو کہاں ہو

کوئی دم کا مسافر میں یہان ہوں ۔ عدم کی سمت پہر اگی روان ہوں

غرض یہہ کہہ کی پہر جس جا کو ۔ جو کچھہ کہنا تہا سب کچھہ کہہ سنایا

بدم اور ناگہت کی ہیں بلا کر ۔ بہت رویا اور چہاتی لگا کر

کہا کای مونسان و محرم راز ۔ ہوئی تو زیست مجسی سخت ناساز

رہا ایک دیرتک یہہ شور باہم | کہ دفتر تو کیا اپنی ہوای برہم

ہوئی اوسکی جلانی کی جو تدبیر | کہ تہی تقدیر یون کیجہی نہ تاخیر

منگا کر چوب صندل کا ایک انبار | جو ہوا اسباب لازم کر کی تیار

جلانی کو جو اوسکو لی چلی سب | قلق در دل فغان و آہ بر لب

بدم اور ناگمت نی کہینچ کر آہ | کہا ہم بہی جلینگی اسکی ہمراہ

ہمارا تہا یہہ من راجہ کی تہا | نہین ممکن کہ جیوین آج ہم تہہ

اوسی تنہا نہ تم آتش لگاؤ | ہمین بہی ساتہہ ہی لیکر جلاؤ

بدم اور ناگمت نی جب یہہ تہانی | نہین منظور ہم کو زندگانی

جو خویش و اقربا مختار تہی چند | نہایت زیرک اور دانا خردمند

اونہونی اونکو سمجہایا بہت سا | کہ جلنا تمکو بیطور ہی نہ اچہا

کوئی دل ایسی باتون پر ہی دہرتا | موئی کا ساتہہ جیتا کب ہی کرتا

جہان کا ہی یہی دستور دایم | کہ یک جاتا ہی یک رہتا ہی قایم

عبث ہوتا ہی ان باتونسی لڑنا | کہ جلوینگی اسی رہ سب بہ پیش آ

لکہا

بہم بہی غیر

یہہ بھی لغایر مرجاوی تن سیں
رہو تم اوسکی غمسی سخت بیچین

غرض عالم یہہ سکو ہی گوارا
ولی تقدیر سی کس کا ہی چارا

وہ وارث او تمہارا تاج سر تھا
اوسی کی دم سی روشن سب یہہ گھر تھا

بجا اوسکی جو ہین اوسکی یہہ فرزند
تمہاری قرۃ العین و جگر بند

ہوی ہی خیر سی اونکی جوانی
ہوی جانی کی ہین سو یہہ نشانی

رتن کی جا کہ انکا گھر کی آباد
اونہو نکو دیکھہ دیکھہ ہو تم سدا شاد

غرض سن این نصیحت کو وہ غمناک
لگی کہنی ہی اوس بن سب ہمین خاک

کہان فرزند کیسا جین گہر بار
رتن بن ہم کو جینا ہی نہ درکار

رتن کی ساتھہ ہی گہر سی چلین گے
جلیگا وہ تو بہی ہم جلین گے

غرض اونکی نصیحت جب نہ مانی
مقرر دل پہ جلنی ہی کی ٹھانی

ستی کا جو کہ ہو اسباب درکار
کیا آخر اونہونی لا کی تیار

سنگار اپنا کیا دونونی باہم
نئی سر سی بنی دولہن وہ پرغم

سراپا اپنا زیور سب پہن کر
لباس نو عروسی زیب تن کر

بسا کر خط سیں اپنی زبان کو / دیا جنت اُن رشک ہو جیسی چمن کو

سنسی بل بان کہیا سہر اندہاں کے / غنابک کو دیکھہ لوگونکو سناے

لگیں کہنی کہ راجہ حسب الخواہ / ہمیں خط سیں لکھیا تہا بہمان بیاہ

سو ہم بہی بالباس لعر و سامان / او سیں عالم سیں ہونکی ساتہ سوزان

بیاہا تہا جسی خط میں جیتی جی ہاتہ / او سیں صورت ہوی بزدیناکی ہم ساتہ

ازل سیں تہی ہماری گانٹھ جوڑے / سو کیونکر ہم سیں اب جا او بکی توڑے

نبی جو او سنے پہیری بیاہ کی دان / سو پہیری آج ہم دیونگی کن کن

جو کہتا تہا غرض سب کو سناے / محبت دل سیں دیناکی او تہناے

منگا بیٹی وہ سیمین اور طلای / کہ عاشق جن بہ ہو سباہی خدای

لی اپنی ہاتہو میں وہ دلربا سر / چلیں بانڈی کنان تا بوت کی بہتر

کہینا کیا حال او سدم کا اب ای یار / درو دیوار سیں نالہ زار زار تہا

وہ ہیٹی اونکی ہاتہو میں او جہلتی / یہہ دیکہہ خالا و ادنا ہاتہہ ملتی

جنازہ بہی کانہوں پر رتن کا / کہ حق سیں خلق کو رنج و محن تہا

سکھی تھی

سبھی خورد و کلان تھی پر ہلاک
پریشان حال سر پر ڈالتی خاک

اور آگی نوبت و فیل و عماری
دولھن ڈولہ کی جیسی ہو سواری

گئی القصہ باصد حالت زار
جہاں وہ چوب صندل کا تھا انبار

پدم اور ناگمت پروانہ کردار
بہم دونی دیکے پھیری وہاں کئی بار

مجلا کی و بست دستو پر پھول
چڑھا کی سر کے اوپر پان اور پھول

چڑھیں سر پر ٹی کو لیکی جب دم
ہر اک رتن رکھہ کی زانو پر وہ باہم

لگیں کہنی کہ ہم کہتی ہیں کر [illegible] ہو کے
کہ پھیری دیکی فاضل جان سبھی نے

کھڑی تھی جو کہ دیس کر بان
ہزار غم سی باصد جان بریان

او تھو لی پانی سر آتش لگائے
کہ جیسی ہو کہیں ہولی جلائے

کھڑکیا پای سر سی جب آتش
ہوئی بالای سر جیون سرو سرکش

ہوا شعلہ محیط سر سراپا
کہ تھا وہ برق خرمن کا تماشا

رتن تھا بس کہ مثل شمع خاموش
جلیں اور سر وہ جیون پروانہ پر جوش

رتن کی ساتھہ ہی پروانہ کردار
جلیں القصہ دونو آخر کار

ہمنی ہمرہی کہ

جو جوں چاہ تھا ویسا ہی جا ملا — محبت اور عشق اپنا نباہا

جلا کی اونکو خوشی سوں اگر باسب — کہ دونوں کو اپنی آئی آہ بر لب

پدم کا تھا جو یک بنیا کنول سین — رتن کا نور عین و راحت و چین

سبھوں نے تکھنہ بیرک اور دانا — کہا ملک کی وہاں کا کارفرما

رکھا سر پر مکٹ اوسکی دیا راج — کہا تجکو مبارک تخت اور تاج

دیکھا کی نادرین سب خورد و کلان نے — دعا کی خیر کی پیر و جوان نے

جو تھا ناگ سین بنیا ناگمت کا — کنول کا اوسکی تن ناب بنایا

پدم سی جیون موافق ناگمت تھی — ادنہوں نی بہی ہم سو موافقت کی

ہوئی تا بدل جو تا ہم دو تو بہائی — بہری کیشو رمین دونوں کی دوہائی

گئی ناگ اور کنول نیکام جاری — رہی باقی رتن کی یادگاری

کہو تکیا عشق کی نیرنگ ای ہمدم کہ یہہ ظالم
جلا کی شمع و پروانہ کو کیا خاک اوڑاتا ہے

نکرنا خیر اوتھا ای مست ساقی — صنوچی ہی رہی ہومی جو باقی

تمام رنگین

خمار شب کو میں اب توڑتا ہوں
مے دنیا کی الفت چھوڑتا ہوں

پیا جس نے یہاں کی مے کا یک جام
رہا وہ سر گراں ایسی ناکام

سنا تونے رتن کا سب احوال
گیا دنیا سے کیا حسرت کا پامال

نہ خاطر خواہ اوسنے چین پایا
کہ آخر عشق نے اوسکو جلایا

علاؤالدین کا سن اب تو ارادہ
کہ وہ شور ہوس در سر فتادہ

اودہر گورا سے تھا جو بر سر جنگ
کھینکیا تجسے اوسکی جنگ کا ڈھنگ

کہ وہ لڑتا ہوا منزل بہ منزل
چلا آتا تھا خار عشق در دل

جب آیا وہ قریب ملک چیتور
کیا تب اوسنے اپنی ذہن میں یہہ غور

ہوا اسکا ارادہ یہاں سی جانا
ہی یہہ مشکل وہاں سی ہاتھہ آنا

غرض لاؤ لشکر کو بلوایا
بہت غیرت دلاکر یہہ سنایا

کہ اب تو شام ہی ہو وی سحر جب
لڑو اسطرح اس سی ٹوٹ کر سب

کوئی جیتا نجاوی اہمیں زنہار
کہ یہہ مردود ہمن کی راہ کی خار ہی

خبر ہمنی ہی یہہ تحقیق پائی
رتن سنسی ہی وہاں ہونی لڑائی

نہیں ہم مار کر جو مان پر جو جاویں ... لٹی ایسی ہیں ہم کو مفت پاویں

علاؤالدین سی سنکر بات مرغوب ... کہا سب فوج نی اچھا بہت خوب

سحر کو ہم ہیں اور وہ غارت ننگ ... بہلا دیکہو تو کیسی کرتی ہیں جنگ

جو سر گورا کا ہم جا کی نہ لاویں ... تو دست راست سی کہا نا کہاویں

یہہ باتیں تہیں میان لشکر کہیں ... ملک ہی کہتی نہیں بس نکلی آتیں

غرض وہ رات گذری صبح آئے ... تہی گورا سی اور بدہ سی لڑائے

ہر یک جانب سی طبل جنگ باجا ... مسلح ہو کی نکلی شاہ و راجا

نقیبوں نی صدا اپنی سنائی ... جوانوں کتیں چینک لگائی

کہ ہاں ای نوجوان نو کار فرما ... بجالاؤ حق اپنی مردمی کا

بڑہو آگی لڑو تیغ و سنانسی ... جو پاؤ فتح ساری جہانسی

وہیں سن سن نقیبوں کی سب آواز ... تپک اکر غرض مردان جانباز

جدا کر کی کمان اور پہنک کی تیر ... چلی دونو طرف سی کہنچ شمشیر

کہ بس غارتی اب آئی لڑتی کرتی ... ہر یک جاگہ سی ہٹتی اور اڑتی

جو کچھہ ہو آج ہی ہو وے شتابی
اوٹھا دی گون ہر دو نکی خرابی

غرض مرنا ہی اپنا کر مقرر
در آور دہ ہوئی دو نو وہ لشکر

لگی چلنی وہاں تلوار کی وار
بہی دریا ہی خون کی ہر طرف دھار

رہی یک دیر تک یونہیں لڑائی
سپاہ شہ نی آخر فتح پائی

گیا گورا بہی مارا ساتھ سب فوج
ہوا دریائی خونی پر سی موج

کوئی جیتا نہیں اونمین سی رہا وہاں
جو ہے تہا او نکی درد و غم سی نالان

ہزاروں بندگان بادشاہی
شہید ہو کی ہوئی جنت کی راہی

غرض یہہ فتح پاکی حسب دلخواہ
علاؤ الدین نی لی چیتور کی راہ

بنواح شہر میں داخل ہوئی جب
سنا یکبار کی وہ ماجرا سب

کہ یعنی لڑکی یہاں راجہ رتن سین
گیا حسرت زدہ دنیا سی بیچین

جلایا آج اپسکو وای پدمات
بہم اور ناگمت بہی جل گئیں سات

کہو نکیا میں کہ تہہ یہہ ماجرا سن
زبس نقش بر آسا نگیا سن

ہوا جب آتش سی مرگ لگی وہ مالو
فلک کو دیکھہ بولا حیف و افسوس

بہت افسوس کر کی ہاتھ مل کی
گیا خالق بہ دم پر وہاں ستی چل کی

ہزاروں نالہ کرتا یا دل چاک
گیا جس دم جہاں او تکی وہی خاک

غرض یکمشت خاکستر اوٹھا کے
سر امید پر اپنی اوڑا کے

یہہ بولا آہ بھر با جان غمناک
کہ ہی آخر یہہ دنیا پر سر خاک

کوئی کیا اسکی اوپر دل لگاوے
برای زیست یکدم جی جلاوے

ہوا کب یہاں کسی کا کام پورا
کہ ہی یہہ کار دنیا سب ادھورا

حباب آسا ہی دنیا امر موہوم
ثبات زندگی دم بھر ہی معلوم

بجز افسوس کا نہیں از بسکہ انجام
کہ ہی اسکی سحر بھی بدتر از شام

بشر کی حق مین بہتر ہی جہاں اسکی
پر از خار ہوس ہی راہ اسکی

سنا اسمین وہ پایا کہ تماشا
خیال و خواب افسانہ ہی جانا

غرض خاک اوس دم سر پر اوڑا کے
بصد افسوس غم الستہ بہا کے

علاؤ الدین شہ سخت پشیمن
چلا حسرت کنان پدمنی کی غم سین

اوسی خلعت دی اور کر عذر خواہی
ہوا دہلی کی جانب کو وہ راہی

غرض

غرض آیا تو وہ منزل بہ منزل — ولی کار جہاں سیتی سخت بیدل

کسی اپنی سیتی بس سر در گریبان — ہوا دنیا سیتی آخر با دامان

چراغ الفت دنیا بجھا کے — غرض تھا وہ حق سیتی لو لگا کے

رہا دل پر نہ غم اوسکی نکچھ ہیچ — جو سمجھا غیر حق ہی اور سب ہیچ

سنی تمنی عزیزو یہہ کہانی — کہ ہی اللہ باقی کل فانی

یہی ہی یادگار صفحہ دنیا پہ ای عشرت
جو کوئی حال عاشق ہیان کر کی لکھ رکھتا ہی

کہ ہر ساقی فرخندہ فرجام — پھلا یک آخری ہی او پھر جام

کہ قصہ میں رتن کا اور پدم کا — بیان سب اونکی رنج و عیش غم کا

بخوبی کر چکا تحریر سارا — کہ تا ہو سب کی اوپر آشکارا

کہی یہہ مثنوی میں جو ای یار — زبس کہنا تھا اسکا سخت دشوار

ولی خاطر تھی مجکو مولوی کی — سنو میں اونکی ای یارو خوشی کی

جنھو کا نام ہی گا قدرت اللہ — نہایت اہل دل اور مرد آگاہ

بزرگ نیک خصلت پارسا ہیں
شریعت اور طریقت آشنا ہیں

کہوں کیا اونکی میں کسب کمالات
مثل ہی یہ کہ چھوٹا منہ بڑی بات

اونہوں کو شعر کی فن سی ہی شوق
نہایت اہل دل اور صاحب شوق

مجھی ہی اونسی بس اک رابطہ خاص
کرم فرما ہیں میری وہ باخلاص

اونہوں نی بس کہ بخشا مجکو یہ کام
کہ اس قصہ کا عشرت کر تو اتمام

ہوا جس وقت مجکو شوق رہبر
لیا کاتب شکستہ افشان میں لیکر

لکھی یہ داستان عشق سارے
کہ ہی دنیا میں یہ بھی یادگارے

یہ کہکر اسی سوچی میں جو غور
لکھوں میں تاریخ کہی اچھی خوش طور

کہا دل نی اسی نکہی جو شاعر
یقیناً جانی تصنیف دو شاعر

سنہ ۱۲ ہجری

تمت تمام شد مثنوی شمع پروانہ مشہور بہ پدماوت من تصنیف سید
ضیاء الدین متخلص بہ عبرت متوطن مصطفی آباد عرف رامپور و سید
غلام علی متخلص بہ عشرت ساکن بانس بریلی محلہ گدھیا بروز پنجشنبہ

بتاریخ دوم شهر ذیقعده سنه ۱۲۸۵ هجری مطابق ششم تاریخ سنه ۱۸۶۹ عیسوی

موافق پنجم ماه پهاگن سنه ۱۲۷۶ فصلی سمت ۱۹۲۵ بکرماجیت حسب الفرمایش

سید اشرف علی رضوی ساکن بریلی محله کهنه پاس خاطر عاطر راجه صاحب

راجه خیراتی لعل ولد لاله رام پرشاد صاحب دام اقباله بخط ناقص

احقر العباد سید مبارک علی طالب علم صورت اتمام یافت

هر که خواند دعا طمع دارم	زانکه من بندهٔ گنهکارم

نوشته بماند سیه بر سفید
نویسنده را نیست فردا امید

۳۴۵
مجموع اوراق هر دو نسخه سه صد و چهل و پنج اند